سَیفُ الجبّار

تصنیفِ لطیف

مولانا شاہ فضلِ رسول قادری بدایونی قدس سرہٗ

مکتبۂ رضویہ

مکان ۱۱۱ محلہ اچنت گڑھ انجمن شیڈ لاہور

یا اللہ جل جلالک

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ الآیۃ

سیف الجبار

المسلول علی الاعداء للابرار

۱۲۶۵ھ

تالیف لطیف

سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول

قادری بدایونی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۱۲۸۹ھ)

ناشر

مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچنت گڑھ انجن شیڈ

لاھور

مکتبہ رضائے حبیب مریدکے ضلع شیخوپورہ

سلسلہ اشاعت نمبر ۸

نام کتاب	سیف الجبار
مؤلف۔	مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ
مقدمہ۔	محمد عبد الحکیم شرف قادری
کتابت۔	میاں محمد اقبال ۔ (رانا)
طباعت بار ششم۔	ربیع الاول ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء
ناشر۔	مکتبہ رضویہ انجمن شیڈ لاہور
تعداد	ایک ہزار۔
صفحات	۲۱۶
قیمت	۴ —— ۵۰
مطبع	لاہور آرٹ پریس ۔ لاہور۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ حامدیہ، مکتبہ نبویہ، مکتبہ المعارف ۔ گنج بخش روڈ لاہور۔
رضوی کتب خانہ نزد جلال الدین ڈسپنسری وقف سرکلر روڈ لاہور۔
سُنی دار الاشاعت مکتبہ علویہ ۔ ڈچکوٹ روڈ ۔ لائل پور۔
مولانا محمد انور قادری ۔ دار العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال ضلع سرگودھا۔
مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری خطیب فردوس ٹمبر مریدکے ضلع شیخوپورہ
مولانا غلام رسول صاحب سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
استاذ العلماء مولانا عبد القیوم صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور۔
انجمن اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال ضلع جہلم
مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچنت گڑھ انجمن شیڈ لاہور۔

فہرست

سیف اللہ المسلول معین الحق شاہ فضل رسول قادری

بدایونی قدس سرہ العزیز

آپ معقول و منقول کے جامع اور شریعت و طریقت کے شیخ کامل تھے عمر عزیز کا بہت بڑا حصہ خلق خدا کے جسمانی و روحانی امراض کے علاج میں صرف کیا، ان گنت افراد آپ سے فیضیاب ہوئے۔ اس کے علاوہ تحریر و تقریر کے ذریعے مسلک اہل سنت و جماعت کے تحفظ کے لئے قابلِ قدر کوششیں کیں۔

اس دور میں کچھ لوگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی "کتاب التوحید" سے بُری طرح متاثر ہو گئے اور شیخ محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدست اسرارہم کے مسلک سے منحرف ہو کر فتنۂ نجدیت کے پھیلانے میں بڑے زور و شور سے مصروف ہو گئے۔ اس فتنے کے سدِّ باب کیلئے علمائے اہل سنت نے اپنی اپنی جگہ قابل قدر کوششیں کیں جن میں استاذ مطلق مولانا محمد فضل حق خیر آبادی، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے بھتیجے اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی کے صاحبزادے مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی، مولانا محمد موسیٰ دہلوی، مولانا منور الدین دہلوی (مولانا ابو الکلام آزاد کے والد کے نانا) اور معین الحق شاہ فضل رسول قادری وغیرہم نے نمایاں طور پر احقاق حق کا فریضہ ادا کیا۔ بیشمار سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ فرمایا۔ اور لاتعداد افراد کو راہِ راست دکھائی ——— مولوی محمد رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں۔

"بالخصوص ہنگام اقامت ملک دکن میں وہابیہ و شیعہ بکثرت آپ کے دست مبارک پر تائب ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے و نیز جماعت کثیر مشرکین کو آپ کی ہدایت و برکت سے شرف اسلام حاصل ہوا تمام مشائخ کرام و علمائے عظام بلاد اسلام کے آپ کو آپ کے عصر میں شریعت و طریقت کا امام مانتے ہیں"[1]

---

[1] محمد رضی الدین بدایونی - تذکرۃ الواصلین حصہ اول مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۳۵ء ص ۲۵۵

آپ کا سلسلۂ نسب والد ماجد کی طرف سے جامع القرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک اور والدہ ماجدہ کی طرف سے رئیس المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہنچتا ہے۔ آپکے والد ماجد مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ العزیز (متوفی ۱۲۶۳ھ) کے ہاں متواتر صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ لہٰذا آپکی والدہ ماجدہ بہ کمال اصرار کہا کرتی تھیں کہ مرشد برحق شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نرینہ اولاد کی دعا کیلئے گزارش کریں لیکن شاہ عین الحق پاس ادب کی بناء پر ذکر نہ کرتے جب حضرت شاہ فضل رسول کی ولادت کا زمانہ قریب آیا تو حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے خود فرزند کے پیدا ہونے کی بشارت دی[۱]

چنانچہ ماہ صفر المظفر (۱۲۱۳ھ/ ۹-۱۷۹۸ء) میں آپکی ولادت ہوئی[۲] حضرت اچھے میاں کے ارشاد کے مطابق آپ کا نام "فضل رسول" رکھا گیا اور تاریخی نام "ظہور محمدی" منتخب ہوا۔[۳]

صرف و نحو کی ابتدائی تعلیم جد امجد مولانا عبد الحمید سے اور کچھ والد ماجد مولانا شاہ عبد المجید سے حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں مزید تعلیم حاصل کرنے کیلئے پا پیادہ لکھنؤ کا سفر کیا اور فرنگی محل لکھنؤ میں ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہٗ کے جلیل القدر شاگرد مولانا نور الحق قدس سرہٗ (متوفی ۱۲۳۸ھ/ ۲۳-۱۸۲۲ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مولانا نے خاندانی عزت و عظمت اور ذہانت کے پیش نظر اپنی اولاد سے زیادہ توجہ مبذول فرمائی۔ حتیٰ کہ آپ چار سال میں تمام علوم و فنون سے فارغ ہو گئے۔[۴]

جمادی الاخریٰ (۱۲۲۸ھ) کو حضرت مخدوم شاہ عبد الحق ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

---

[۱] ایضاً ص ۲۵۰ ۔ [۲] رحمٰن علی ۔ تذکرہ علمائے ہند اردو مطبوعہ کراچی ص ۲۸۰۔
[۳] محمد رضی الدین بدایونی ۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۰۔
نوٹ ۔ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی میں تاریخی نام "ظہور محمد" غلط لکھا ہے کیونکہ اسکے مطابق سن ولادت ۱۲۰۳ھ ہونا چاہیے ۔ تاریخی نام "ظہور محمدی" (۱۲۱۳ھ) ہے [۴] ایضاً ص ۲۵۱

کے مزار کے سامنے عرس کے موقعہ پر مولانا عبد الواسع لکھنوی مولانا ظہور اللہ فرنگی محلی اور دیگر اجلہ علماء کی موجودگی میں رسم دستار بندی ادا کی اور وطن جانے کی اجازت دی — وطن آکر مارہرہ شریف حاضر ہوئے۔ حضور اچھے میاں آپ کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور دعائیں دے کر فرمایا۔ "اب فن طب کی تکمیل کرلینی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کو تمہاری ذات سے ہر طرح کا دینی و دُنیاوی فیض جاری کرنا منظور ہے۔ چنانچہ آپ نے دھول پور میں حکیم بہر علی موہانی سے طب کی تکمیل کی۔

ابھی آپ دھول پور ہی تھے کہ حضور اچھے میاں قدس سرہٗ کے انتقال پُرملال کا سانحہ پیش آگیا۔ وصال سے قبل تنہائی میں شاہ عین الحق عبد المجید قدس سرہٗ کو طلب فرما کر طرح طرح کی بشارتوں سے نوازا۔ اور شاہ فضل رسول قادری کے دست شفا کی مبارکباد دی۔[۱]

والد ماجد کے بُلانے پر دھول پور سے واپس وطن پہنچے اور مدرسہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔ یہاں سے اہل شہر کے علاوہ دیگر بلاد کے لوگوں نے بھی فیض حاصل کیا پھر صلۂ رحمی کے خیال سے ملازمت کا ارادہ کیا۔ ریاست بنارس وغیرہ میں قیام کیا لیکن درس و تدریس کا سلسلہ کہیں منقطع نہ ہوا۔

اس عرصے میں کئی بار والد ماجد کی خدمت میں بیعت کی درخواست کی ہر دفعہ معاملہ دوسرے وقت پر ٹال دیا جاتا۔ بالآخر معلوم ہوا کہ مقصد یہ ہے کہ جب تک دُنیاوی تعلق ختم نہیں کیا جاتا۔ حصول مقصد میں تاخیر رہے گی چنانچہ تعلقات دنیاوی ختم کرکے حاضر ہوئے اور حصول مدعا کی درخواست کی۔ والد ماجد نے قبول فرما کر "فصوص الحکم شریف" اور "مثنوی مولانا روم" کا بالاستیعاب درس دیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اکثر اوقات ہولناک جنگلوں میں گزارتے کئی سال تک یہ حالت رہی پھر جاکر سلوک کی طرف رجوع ہوا۔[۲]

آپ کو والد گرامی کی طرف سے سلسلۂ عالیہ قادریہ کے علاوہ سلسلۂ چشتیہ،

---

[۱] ماہنامہ پاسبان الٰہ آباد امام احمد رضا نمبر مارچ و اپریل ۱۹۷۲ء ص ۴۸۔
[۲] محمد رضی الدین بدایونی ۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۱ ۔ [۳] ایضاً ۔ ص ۲۵۲۔

نقشبندیہ ابو العلائیہ اور سلسلہ سہروردیہ میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار اقدس پر معتکف تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کی زیارت کا شوق ایسا غالب ہوا کہ سفر خرچ کا فکر کئے بغیر پیادہ پا بمبئی روانہ ہو گئے۔ دو ماہ کا سفر تائید ایزدی سے اس قدر جلد طے ہوا کہ آپ ساتویں دن بمبئی پہنچ گئے۔ حالانکہ زخموں کی وجہ سے کچھ دن راستے میں قیام بھی کرنا پڑا۔

بمبئی سے سفر مبارک کی اجازت حاصل کرنے کے لئے والد ماجد کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ انہوں نے بہ کمال خوشی اجازت مرحمت فرمائی حرمین شریفین پہنچنے کے بعد عبادت و ریاضت کے شوق کو اور جلا ملی شب و روز یاد الٰہی میں بسر کئے۔ اور خلق خدا کی خدمت کے لئے پوری طرح کمر بستہ رہے۔

مولوی رضی الدین بدایونی لکھتے ہیں۔

"جو کچھ ریاضتیں آپ نے ان اماکن متبرکہ میں ادا فرمائیں بجز قدمائے اولیائے کرام کے دوسرے سے مسموع نہ ہوئیں حرمین شریفین کی راہ میں پیادہ پا سفر فرمایا اور یتیموں مسکینوں کے آرام پہنچانے میں اپنے اوپر ہر قسم کی تکلیف گوارا کی[51]"

اسی مبارک سفر میں حضرت شیخ مکہ عبداللہ سراج اور حضرت شیخ مدینہ عابد مدنی سے علم تفسیر و حدیث کا استفادہ کیا۔ اسی سال کامل جذب ارادت سے بغداد شریف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور بیشمار فیوض و برکات حاصل کئے۔ درگاہ غوثیہ کے سجادہ نشین نقیب الاشراف حضرت سید علی نے آپ کو از خود اجازت و خلافت مرحمت فرمائی[52] اور انکے صاحبزادے حضرت سید سلیمان نے آپ کے تلمذ کا شرف حاصل کیا اور اجازت حاصل کی[53]

جب آپ واپس وطن پہنچے تو والد ماجد اسی سال کی عمر میں حرمین شریفین کی زیارت

---

[51] رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۳۔

[52] رحمان علی۔ تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی ص ۱۳۸

[53] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین۔ ص ۲۵۳

قصد فرما کر بمقام جدہ پہنچ چکے تھے حاضر ہو کر گزارش کی کہ اس عمر میں آپ نے اس قدر طویل سفر کا ارادہ فرمایا ہے۔ لہذا میں مفارقت گوارا نہیں کر سکتا۔ جدہ میں سے والدہ ماجدہ کی خدمت میں عریضہ لکھ کر اجازت طلب کی اور والد ماجد کے ساتھ پھر سوئے حرمین شریفین روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں عبادات و ریاضات کے علاوہ والد مکرم کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اور ان کی دعاؤں سے پوری طرح بہرہ ور ہوئے[54]۔

مولانا کی ذات والا صفات مرجع انام تھی۔ ان کے پاس کوئی علاج معالجے کے لئے آتا اور کوئی مسائل شریعت دریافت کرنے حاضر ہوتا۔ کوئی ظاہری علوم کی گتھیاں سلجھانے کے لئے شرف باریابی حاصل کرتا۔ تو کوئی باطنی علوم کے عقدے حل کرنے کی غرض سے دامن عقیدت وا کرتا غرض وہ علم و فضل کے نیر اعظم اور شریعت و طریقت کے سنگم تھے۔ جہاں سے علم و عرفان کے چشمے پھوٹتے تھے۔ وہ ایک شمع انجمن تھے جن سے ہر شخص اپنے ظرف اور ضرورت کے مطابق کسب ضیا کرتا تھا۔

ذیل میں وہ استفتاء نقل کیا جاتا ہے جو ہند کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر کے دربار سے بعض اختلافی مسائل کی تحقیق کے لئے مولانا شاہ فضل رسول قادری کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اصل استفتاء طویل اور فارسی میں ہے۔ لہذا اختصار کے ساتھ اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس شخص کے متعلق جو یہ کہتا ہے کہ دن متعین کر کے محفل میلاد شریف منعقد کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور محفل مولود شریف میں قیام کرنا شرک ہے، اور فاتحہ کرنا طعام و شیرینی پر حرام ہے۔ اور اولیاء اللہ

---

[54] محمد رضی الدین بدایونی "تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۳۔

سے مراد چاہنا شرک ہے۔ اور حسب دستورِ قدیم ختم میں پانچ آیتوں کا پڑھنا بدعت سیئہ ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا معجزہ حق نہیں ہے اور کہتا ہے تعزیہ کا بالقصد یا بلا قصد دیکھنا کفر ہے اور ہولی دیکھنا اور دسہرے میں سیر کرنا اگرچہ بلا ارادہ ہو تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اس کی عورت پر طلاق ہو جائیگی اور کعبہ شریف و مدینہ منورہ کے خطہ میں کوئی بزرگی نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ اس زمین میں ظلم ہوا ہے اور سننے میں آیا ہے کہ وہاں کے باشندگان ظالم ہیں۔ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قتل کیا۔ اور مکہ معظمہ میں عبد اللہ ابن زبیر کو قتل کیا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مکہ سے باہر کیا۔

پس ایسی صورت میں ان لوگوں کی اقتدار اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا یا مسلمانوں کو ان سے بیعت ہونا درست ہے یا نہیں؟ اور شرع شریف کا ایسے لوگوں پہ کیا حکم ہے۔ و نیز ان کے متبعین پر کیا حکم ہے۔ فقط۔

نقل مہر حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی بادشاہ دین پناہ وفقہ اللہ لما یحبہ و یرضاہ

محمد بہادر شاہ	بادشاہ غازی
ابو ظفر سراج الدین	

حضرت سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری نے پندرہ صفحات میں تفصیل سے جواب لکھا اور مسلک اہل سنت و جماعت کو دلائل سے بیان کیا۔ اس فتوٰی پر اجلہ علماء نے تصدیقی دستخط فرمائے۔[1]

آپ نے خدمت خلق، عبادت و ریاضت، درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے مشاغل کے باوجود تصنیف و تالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ سفر و حضر میں آپ کا دریائے فیض کمال استحضار کے ساتھ جاری رہتا۔ آپ نے اعتقادیات، درسیات طب اور فقہ و تصوف میں قابل قدر کتابیں لکھی ہیں۔ مشہور تصانیف درج ذیل

---

[1] ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر الہ آباد (شمارہ مارچ و اپریل ۱۹۶۲ء) ص ۵۰، ۵۱ بحوالہ اکمل التاریخ جلد دوم۔ ص ۱۵۴ تا ۱۶۹۔

ہیں۔ سیف الجبار، بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، المعتقد المنتقد، فوز المؤمنین، تلخیص الحق، احقاق الحق، شرح فصوص الحکم، رسالہ طریقت، حاشیہ میر زاہد رسالہ قطبیہ، حاشیہ میر زاہد ملا جلال، طب الغریب، تثبیت القدمین، شرح احادیث ملتقطہ ابواب صحیح مسلم، فصل الخطاب، حرز معظم۔

چند کتب کا قدرے تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) المعتقد المنتقد (عربی) عقائد اہل سنت پر نہایت اہم کتاب ہے۔ اس میں بعض نئے اٹھنے والے فتنوں کی بھی سرکوبی کی گئی ہے۔ مکہ معظمہ میں ایک بزرگ کی فرمائش پر لکھی۔ اس پر بڑے بڑے نامور علماء مثلاً مجاہد آزادی استاذ مطلق مولٰنا محمد فضل حق خیر آبادی، مفتی محمد صدر الدین خاں آزردہ، صدر الصدور دہلی، شیخ المشائخ مولانا شاہ احمد سعید نقشبندی اور مولانا حیدر علی مؤلف منتہی الکلام وغیرہم نے گرانقدر تقریظیں لکھیں اور نہایت پسندیدگی کا اظہار کیا۔

مولانا حکیم محمد سراج الحق خلف رشید مجاہد عظیم مولانا فیض احمد بدایونی نے اس پر حاشیہ لکھا اور جب یہ کتاب بریلی شریف سے شائع ہوئی تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی نے "المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد" کے نام سے قلم برداشتہ نہایت وقیع حاشیہ تحریر کیا۔ "المعتقد المنتقد" اس لائق ہے کہ اسے درسیات میں شامل کیا جائے مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور کی طرف سے آب و تاب سے شائع ہو چکی ہے

(۲) بوارق محمدیہ۔ المعروف بہ "سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان" (فارسی) مولوی محمد رضی الدین ان کی تصنیف کا باعث یوں بیان کرتے ہیں۔

"بالخصوص ردّ وہابیہ میں جس قدر بلیغ کوشش بحکم اولیاء کرام آپ نے فرمائی وہ مخفی نہیں ہے۔ چنانچہ جب آپ بمقام دہلی روضہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں مزار مبارک پر مراقب تھے۔ عین مراقبہ میں آپ نے دیکھا کہ حضور جناب خواجہ صاحب رونق افروز ہیں۔

اور دونوں دست مبارک پر اس قدر کتب کا انبار ہے کہ آسمان کی طرف حد نظر تک کتاب پر کتاب نظر آتی ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ اس قدر تکلیف حضور نے کس لئے گوارا فرمائی ہے۔ ارشاد مبارک ہوا کہ تم یہ بار اپنے ذمہ لیکر شیاطین وہابیہ کا قلع قمع کرو۔ بمجرد اس ارشاد مبارک کے آپ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور تعمیل ارشاد والا ضروری خیال فرما کر اسی ہفتہ میں کتاب مستطاب "بوارق محمدیہ" تالیف فرمائی[1]"

اس کتاب کو علماء و مشائخ نے نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ مولانا غلام قادر بھیروی (متوفی ۱۳۲۷ھ) نے "الشوارق الصمدیہ" کے نام سے خلاصہ و ترجمہ کیا۔ جو عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے۔ اس کی وقعت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی (م ۱۳۵۶ھ) نے بھی اسے بطور حوالہ ذکر کیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"صاحب بوارق محمدیہ صفحہ ۱۳۱ میں لکھتے ہیں[2]" دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

"در بوارق مے نویسد امام احمد وغیرہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہم آں حدیث روایت کردہ اند[3]" ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"ایں جا برد ذکر چندے از انفاس متبرکہ حضرت خاتم المحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ نقل نمودہ است آنہارا مولانا فضل رسول قادری حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکتفا نمودہ می آید[4]"

حضور اعلیٰ گولڑوی قدس سرہ نے جا بجا "بوارق محمدیہ" کے حوالہ جات نقل کر کے اور ان پر اعتماد کا اظہار کر کے اس کی قبولیت و صداقت پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے "تقویۃ الایمان" میں بیان توحید کیلئے بہت سخت زبان استعمال کی ہے۔ جس کا خود انہوں نے ایک موقعہ پر اعتراف بھی کیا تھا۔ عقیدۂ

---

[1] محمد رضی الدین بدایونی، "تذکرۃ الواصلین"، ص ۲۵۴، [2] حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ۔ اعلاء کلمۃ اللہ طبع چہارم۔ ص ۱۳۶۔

[3] ایضاً۔ ص ۱۶۳۔ [4] ایضاً ۱۹۵۔

توحید کی بنیادی حیثیت سے انکار کر کے کوئی شخص مسلمان نہیں رہ سکتا۔ لیکن ایسا انداز بیان یقیناً قابل تردید ہو گا جس میں شان الوہیت کی عظمت کے اظہار کیلئے شان رسالت کو نظر انداز کر دیا جائے اور تنقیص شان کا ارتکاب کیا جائے۔ بتوں کے حق میں وارد ہونے والی آیات کو انبیاء و اولیاء کی ذوات مقدسہ پر چسپاں کیا جائے وہ توحید ہرگز قابل قبول نہیں جو شان رسالت کی تنقیص پر مشتمل ہو۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ نے اس حقیقت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"الحاصل ما بین اصنام و ارواح کمّل فرقیست بیّن و امتیازیست باہر پس آیات واردہ فی حق الاصنام را بر انبیاء و اولیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین حمل نمودن کمافی "تقویۃ الایمان" تحریفے است قبیح و تخریبے است شنیع[1]"

الحاصل بتوں اور کاملین کی ارواح میں فرق ظاہر و باہر ہے لہٰذا ان آیات کو انبیاء و اولیاء پر چسپاں کرنا جو بتوں کے حق میں وارد ہیں جیسا کہ تقویۃ الایمان میں ہے۔ قبیح تحریف اور بدترین تخریب ہے۔

دیگر علماء اسلام کی طرح مولانا شاہ فضل رسول قادری نے بوارق محمدیہ اور "سیف الجبار" وغیرہ کتب میں تقویۃ الایمان کی اسی قسم کی عبارات پر محض جذبۂ دینی کے تحت عالمانہ تنقید کی ہے۔

(۳) سیف الجبار (اردو) متعدد دفعہ مختلف مطابع سے شائع ہو چکی ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق آخری دفعہ دار العلوم منظر اسلام بریلی کے شعبۂ تبلیغ کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ اس کا تاریخی نام "سیف الجبار علی الاعداء للابرار" (۱۲۶۵ھ) ہے ——— اس میں فتنۂ نجدیت کی ابتداء اس کے پھیلاؤ، حرمین شریفین اور دیگر مقامات کے مسلمانوں پر نجدیوں کے لرزہ خیز مظالم کا تفصیلی نقشہ پیش کیا گیا ہے، تاریخی اعتبار سے یہ کتاب بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ مصنف نے نجدی مظالم کے

---

[1] حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ۔ اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۷۱۔

اثرات بچشم خود ملاحظہ کئے تھے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"زبدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح ٹھاؤ حدیدہ نے مذہب نجدیہ اختیار کر کے مکان کو فوج سے خالی دیکھ کر پھر تاخت وتاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیر المومنین ہو گیا۔ عجب ظلم برپا کیا۔ راقم نے ۱۲۵۰ھ میں اسی حال پر چھوڑا۔"[1]

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں مولوی حسین احمد مدنی کی رائے قابل ملاحظہ ہے۔ لکھتے ہیں۔

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرھویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہل سنت وجماعت سے قتل وقتال کیا اور انکو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کو باعث ثواب ورحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکالیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی و بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اسکے تکالیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔"[2]

شاہ فضل رسول قادری نے مولوی اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد بریلوی کو قریب سے دیکھا۔ ان کے عقائد اور عزائم کا بنظر غائر جائزہ لیا۔ ان کے طور وطریق کو بخوبی جانچا اور پھر ضمیر کی آواز کو بلاکم وکاست تحریر کر دیا۔ فرماتے ہیں۔

"فاحشہ رنڈیوں کی بھی پیشکش (نذر) لینے میں تامل نہ تھا۔ یہانتک کہ جو فرنگیوں کے گھروں میں تھیں۔ چنانچہ بنارس کا ریزیڈنٹ، اگنسن بروگ نام اسکے گھر میں ایک فاحشہ تھی۔ بڑی اختیار والی اور صاحب مقدور مرید

[1] مولانا فضل رسول قادری۔ سیف الجبار ص ۴۷

[2] مولوی حسین احمد مدنی۔ الشہاب الثاقب۔ ص ۵۰

ہوئی اور دس ہزار روپے نذر کئے۔ اور اس کے مرید ہونے سے ریزیڈنٹ نے بہت خاطر داری کی کہ سید صاحب نے اسکو اپنی بیٹی فرمایا تھا۔ راقم بھی وہاں موجود تھا[1]

سیف الجبار میں تقلید کی حقیقت اور امام الائمہ، سراج الامہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بڑے دلنشین پیرائے میں ذکر کئے گئے ہیں۔

محمد ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید (صغیر)، محرم بروز جمعہ ۱۲۲۱ھ کی صبح علمائے مکہ مکرمہ کے سامنے پیش ہوئی۔ اس وقت نجدی لشکر طائف میں قتل وغارتگری اور مسجد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما منہدم کر کے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کر رہے تھے۔ علمائے مکہ مکرمہ نماز جمعہ کے بعد جمع ہوئے اور کتاب التوحید کا مطالعہ کر کے اس کا رد کیا۔ مولانا احمد بن یونس باعلوی اس تردید کو ضبط تحریر میں لائے۔ نماز عصر تک اسکے ایک باب کا رد مکمل ہوا تھا کہ طائف کے مظلوموں کا ایک گروہ مسجد حرام میں پہنچ گیا اور مشہور ہو گیا کہ نجدیہ کا لشکر حرم شریف میں پہنچ کر قتل وغارت کرنے والا ہے۔ اس عام اضطراب کی وجہ سے دوسرے باب پر نظر نہ کی جا سکی۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے سیف الجبار کے آخر میں کتاب التوحید کا پہلا باب اور اس پر علماء مکہ مکرمہ کا رد مع ترجمہ نقل کر دیا ہے۔ جابجا تقویۃ الایمان کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ جن سے یہ عجیب و غریب حقیقت سامنے آتی ہے کہ تقویۃ الایمان اسی "کتاب التوحید" کا ترجمہ اور شرح ہے۔ علماء مکہ مکرمہ کی تقریرات کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی اور مولانا شاہ محمد فضل حق خیرآبادی کی عبارات نقل کی ہیں جن سے یہ امر کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ یہ حضرات نہ تو "کتاب التوحید" کے معتقد ہیں اور نہ تقویۃ الایمان کے مندرجات سے متفق۔ ان کے عقائد وہی ہیں جو اس وقت کے علماء مکہ مکرمہ اور علماء اہل سنت وجماعت کے ہیں۔

شاہ فضل رسول قادری پر عام طور پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے انگریزی حکومت کے دور میں منصب افتاء، قضاء اور صدر الصدوری کے ذریعہ اقتدار

[1] مولانا فضل رسول قادری، سیف الجبار ص ۷۲، ۷۳۔

حکومت کو بحال اور مضبوط تر کیا۔"[1]

تعجب ہے کہ جب علماء دیوبند میں سے مولوی محمد حسن نانوتوی، مولوی محمد مظہر، مولوی محمد منیر، مولوی ذوالفقار علی، مولوی فضل الرحمٰن، مولوی مملوک علی، اور مولوی محمد یعقوب نانوتوی وغیرہم بھی "سرکار انگریز" کے ملازم تھے[2] تو فرنگی حکومت کے اقتدار کو مضبوط تر کرنے کا الزام علماء اہل سنت پر ہی کیوں عائد کیا جاتا ہے؟

پھر یہ نکتہ بھی غور طلب ہے کہ اگر علماء منصب افتاء، قضاء، اور صدر الصدوری کو قبول نہ کرتے تو ان مناصب پر فائز ہو کر فیصلہ کرنے والے ہندو ہوتے یا انگریز۔ کیا یہ اچھا ہوتا کہ علماء ان مناصب کو قبول نہ کرتے اور مسلمان اپنے مقدمات کے فیصلوں کے لئے ہندو یا انگریز کی کچہریوں میں مارے مارے پھرتے۔

اسی سلسلے میں ہمارے کرم فرما پروفیسر محمد ایوب قادری نے ایک بات کہی ہے۔

"مولانا فضل رسول بدایونی کی تصانیف کے سلسلے میں ایک بات ہم نے خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ ان کی اکثر تصانیف کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوئی ہیں۔"

بر تقدیر تسلیم ہمارے نزدیک مولانا پر یہ کوئی اعتراض نہیں ہے کہ "ان کی اکثر کتابیں کسی نہ کسی سرکاری ملازم کی اعانت سے شائع ہوئی ہیں"؛ کیونکہ انگریز دوستی یا انگریز سے ساز باز بیشک جرم اور قابل اعتراض امر ہے فقط سرکاری ملازم ہونا کوئی جرم کی بات نہیں ہے بشرطیکہ کسی خلاف اسلام امر میں ان کا تعاون نہ کیا جائے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے مولوی عبد الحی کو ملازمت کی اجازت دیکر اس قسم کے شبہات کو ختم کر دیا تھا۔ سرکاری ملازمت سے ہر شخص کے بارے میں یہ رائے قائم کر لینا کہ یہ انگریز کا خیر خواہ و وفادار اور محب ہے کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں اکثر و بیشتر انہی علماء نے کھل کر حصہ لیا جو انگریز کے دور اقتدار میں صدر الصدور اور افتاء وغیرہ کے مناصب پر فائز تھے۔

پھر یہ بھی ایک فکر انگیز حقیقت ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی مشہور کتاب "تقویۃ الایمان" پہلے پہل رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے شائع ہوئی۔ اگر کسی کتاب کو سرکاری ملازم شائع

لہ[1] پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مقدمہ حیات سید احمد شہید مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۸ء ص
لہ[2] پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۲۶۔
لہ[3] محمد ایوب قادری۔ مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۱۸۔

کرے تو ضروری نہیں کہ اس میں حکومت کا ایماء شامل ہو اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ کتاب سرکاری پالیسی کے مطابق ہو لیکن جب کسی کتاب کو "رائل ایشیاٹک سوسائٹی" ایسا سرکاری ادارہ شائع کرے تو معمولی سی سمجھ بوجھ والا آدمی بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکے گا کہ وہ کتاب یقیناً سرکاری پالیسی کے مطابق ہوگی۔ مخالف ہرگز نہیں ہو سکتی۔

یہ امر بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اگر مولانا فضل رسول قادری کی تصانیف کو کسی ذریعہ سے بھی سرکاری حمایت حاصل ہوتی تو بعض دیگر مصنفین کی طرح انکی تصنیفات بھی کثرت سے طبع ہوتیں حالانکہ "تقویۃ الایمان" وغیرہ کتابیں جس کثرت سے اشاعت پذیر ہوئیں مولانا فضل رسول قادری کی کتابیں اس کثرت سے شائع نہیں ہوئیں۔

مولانا شاہ فضل رسول قادری نے کتنے واضح الفاظ میں انگریزی اقتدار سے نفرت و استنقار کا اظہار کیا ہے اور انگریز کے اقتدار کو دین میں فتنہ و فساد کے پیدا ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ درج ذیل اقتباس سے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں بسبب ہو جانے کفر کے حکومت (انگریزی اقتدار) اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دینِ اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے ہیں۔"[2] ——— دوسری جانب مولوی اسمٰعیل دہلوی کا بیان ملاحظہ ہو، تاکہ یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ مولانا فضل رسول قادری اور دیگر علماء اہل سنت پر انگریز دوستی کے الزام میں کتنی سچائی ہے۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ایک موقعہ پر کہا۔

"انگریزی سرکار گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کوئی ظلم و تعدی نہیں کرتی نہ انکو فرائض مذہبی اور عبادات لازمی سے روکتی ہے۔ ہم انکے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانع و مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر کوئی ہم پر زیادتی کرتا ہے تو اسکو سزا دینے کو تیار ہیں۔ ہمارا اصل کام اشاعت

لہ[1] پروفیسر محمد شجاع الدین (متوفی ۱۹۷۵ء) صدر شعبۂ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے پروفیسر خالد بزمی (لاہور) کے نام ایک مکتوب میں اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ تقویۃ الایمان کو انگریز نے چھپوا کر مفت تقسیم کیا تھا۔ ملاحظہ ہو ماہنامہ تبصرہ لاہور، جولائی ۱۹۷۵ء ص ۶۔
لہ[2] مولانا فضل رسول قادری۔ سیف الجبار ص ۲۷۔

توحید الٰہی اور احیائے سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں۔
پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور اصول مذہب کے خلاف بلا وجہ طرفین
کا خون گرادیں۔[1]"

مولانا شاہ فضل رسول قادری کے بارے میں ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے۔
مولانا جعفر علی ٹونکی نے اس سلسلے میں ایک خاص بات یہ لکھی ہے کہ مولوی فضل رسول
بدایونی نے مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی کی شہادت (۱۸۳۱ء) کے بیس سال بعد وہابیوں
کے رد میں کتابیں لکھنی شروع کیں۔ ظاہر ہے پنجاب کے انگریزوں کے قبضہ میں آجانے کے بعد
مجاہدین کا مقابلہ براہِ راست انگریز ہی سے تھا۔[2]

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جب تقویۃ الایمان لکھ کر مسلک اہل سنت وجماعت کے
خلاف عقائد و افکار کا اظہار کیا تو اکثر و بیشتر علماء تحفظ دین و مسلک کی خاطر میدان میں
اتر آئے، بعض نے ان سے اور ان کے ہم خیال علماء سے مناظرہ کیا، مثلاً مولانا شاہ مخصوص اللہ
دہلوی، مولانا محمد موسیٰ (صاحبزادگان حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی) منطق و کلام
کے مسلم الثبوت استاذ مولانا محمد فضل حق خیرآبادی، مولانا رشید الدین خاں اور علمائے
پشاور وغیرہم بے شمار علماء نے تصنیف و تالیف کے ذریعے تردید کی بعض نے
تقریری طور پر رد و ابطال پر اکتفا کیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ان میں اکثر و بیشتر حضرت
شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے صاحب علم و فضل شاگرد تھے۔ بلکہ خود حضرت شاہ
صاحب نے تقویۃ الایمان پر اظہار ناراضگی فرمایا۔

"حضرت مولانا شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی قدس سرہ فرماتے تھے کہ جب اسمٰعیل
دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اور سارے جہان کو مشرک کافر بنانا شروع کیا اس
وقت حضرت شاہ صاحب آنکھوں سے معذور ہو چکے تھے اور بہت ضعیف بھی
تھے، افسوس کے ساتھ فرمایا کہ میں تو بالکل ضعیف ہو گیا ہوں۔ آنکھوں سے بھی
معذور ہوں ورنہ اس کتاب اور اس عقیدۂ فاسدہ کا رد بھی تحفہ اثنا عشریہ

۱؎ منشی محمد جعفر تھانیسری۔ حیات سید احمد شہید ص ۱۷۱
۲؎ پروفیسر محمد ایوب قادری۔ مقدمہ حیات سید احمد شہید ص ۲۴

کی طرح لکھتا کہ لوگ دیکھتے۔[1]"
مولانا شاہ فضل رسول قادری ان علماء میں سے تھے جنہوں نے اس نئے فتنے کی تردید کے
لئے بھرپور تقریری کام کیا اور جب ضرورت محسوس ہوئی تو تصنیف و تالیف کا سلسلہ
شروع کیا اور ایسی کتابیں لکھیں جنہیں اہل علم سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہیں۔ مولانا کی ساری
زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی کوششوں میں حفاظت دین کے سوا اور کوئی مقصد
نظر نہیں آئیگا۔ کیا اس بات کا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اپنی ابتدائی زندگی
میں تقریر کے ذریعے عقائد باطلہ کی تردید نہیں کی حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۰۹ تالیف ملک العلماء
مولانا ظفر الدین بہاری کے مطالعہ سے واضح طور پر . . . .
پتہ چلتا ہے کہ مولانا طالب علمی کے زمانہ ہی سے رد وہابیت کی ابتداء کر چکے تھے۔

یہاں اس بات کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی، سید صاحب اور انکے رفقاء
کو انگریزوں سے کوئی مخاصمت نہ تھی اور نہ وہ انگریزوں سے جہاد کا ارادہ ہی رکھتے تھے۔[2]

آپ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے جس شخصیت نے طویل مدت تک سفر و حضر
میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا ہو۔ اس کے شاگردوں کا شمار از بس دشوار ہوگا۔
چند فضلاء کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے جنہوں نے آپ کے بحر علم سے استفادہ کیا۔
مولانا شاہ محی الدین ابن شاہ فضل رسول قادری (م ۱۲۷۰ھ) مولانا محب الرسول شاہ
محمد عبد القادر بدایونی ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء) مجاہد آزادی
مولانا فیض احمد بدایونی، قاضی القضاۃ مولانا مفتی اسد اللہ خاں الہ آبادی (م ۱۳۰۰ھ)
استاذ مولوی رحمٰن علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند مولانا عنایت رسول چڑیا کوٹی[3] مولانا شاہ احمد
سعید دہلوی (م ۱۲۷۷ھ) مولانا کرامت علی جونپوری (م ۱۲۹۰ھ) مرید سید احمد بریلوی،

۱؎ ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری، ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر ص ۱۹، ۲۰۔ ۲؎ اس
سلسلے میں مقالات سر سید حصہ شانزدہم مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور کے حاشیہ پر شیخ اسمٰعیل پانی پتی
کا نوٹ ص ۲۴۸ تا ۲۵۲ اور ص ۳۱۸ تا ۳۱۹ قابل ملاحظہ ہے نیز سید صاحب کی تحریک
کی صحیح پوزیشن سمجھنے کے لئے جناب حکیم محمد مسعود بدایونی کی تحقیقی کتاب "سید احمد شہید کی
صحیح تصویر" مطبوعہ لاہور، ملاحظہ کی جائے۔ ۳؎ نامور فاضل مولانا محمد فاروق چڑیا کوٹی (م
۱۹۰۹ء) استاذ شبلی نعمانی، مولانا عنایت رسول کے چھوٹے بھائی اور شاگرد تھے

مولانا سید عبدالفتاح گلشن آبادی، مولانا عبدالقادر حیدرآبادی (م ۱۳۲۹ھ) مولانا سید اشفاق حسین (م ۱۳۱۸ھ) مولانا خرم علی بلہوری (م ۱۲۷۳ھ) مولانا حکیم محمد ابراہیم بہارنپوری سید بنیاد شاہ سنبھلی، مولانا سید خادم علی، مولانا سید ارجمند علی، مولانا سید اولاد حسن خلف سید آل حسین، مولانا غلام حیدر، مولانا جلال الدین رئیس سوختہ محلہ، مولانا فصاحت اللہ متولی، مولانا امانت حسین ڈشن منند، مولانا بہادر شاہ ڈشن منند وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے مریدین کا سلسلہ عرب و عجم میں پھیلا ہوا ہے۔ بیشمار لوگ مذاہب باطلہ اور عقائد فاسدہ سے تائب ہو کر آپ کے دستِ حق پر بیعت ہوئے۔

آپ کے چند مریدین کے نام یہ ہیں۔

مولانا محب الرسول شاہ محمد عبدالقادر بدایونی خلف رشید شاہ فضل رسول قادری، مولانا حکیم سراج الحق ابن مولانا فیض احمد بدایونی (م ۲۲ ۱۱ھ / ۱۹۰۵ء) مولانا سید آل نبی حسنی حسینی شاہجہانپوری (م ۱۲۷۸ھ) مولینا حکیم عبدالعزیز، مولانا عبیداللہ بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ بمبئی (م ۱۳۱۵ھ) ملا اکبر شاہ افغانی، مولانا عون الحق، حافظ محمد ضیاء الدین حیدرآباد دکن، قاضی حمید الدین خاں مچھلی بندر، شیخ محمد صدیق متوطن بریلی، شیخ عبدالرحیم رئیس بدایوں، شیخ عبدالہادی ملقب بہ شاہ سالار وغیرہ وغیرہ

جب آپ کی عمر شریف ۷۷ برس ہوئی تو آپ کے شانوں کے درمیان پشت پر زخم نمودار ہوا۔ ایک دن قاضی شمس الاسلام عباسی جو آپ کے والد ماجد کے مرید تھے، عیادت کے لئے حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا۔

"قاضی صاحب بمقتضائے "وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ" آج آپ سے کہتا ہوں کہ دربارِ نبوت سے استیصال فرقہ وہابیہ کے لئے مامور کیا گیا۔ الحمدللہ کہ فرقہ باطلہ اسمٰعیلیہ و اسحاقیہ کا رد پورے طور پر ہو چکا۔ دربارِ نبوت میں میری یہ سعی قبول ہو چکی، میرے دل میں اب کوئی آرزو باقی نہ رہی، میں اس دارِ فانی سے جانے والا ہوں۔"[۱]

---

[۱] ماہنامہ پاسبان امام احمد رضا نمبر، ص ۵۳۔

آخری دنوں میں کمزوری بہت زیادہ ہوگئی تھی۔ مگر عبادت و ریاضت اور تہجد کیلئے شب بیداری میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا۔ ۲ جمادی الاخریٰ (۱۲۸۹ھ/۲/۱۸۷۲ء) بروز جمعرات خلف رشید مولانا شاہ محمد عبدالقادر قادری بدایونی کو بلا کر نماز جنازہ کی وصیت کی ظہر کے وقت اسم ذات کے ذکرِ خفی میں مصروف تھے کہ اچانک دو دفعہ بلند آواز سے "اللہ اللہ" کہا ایک نور دہن مبارک سے چمکا اور بلند ہو کر غائب ہوگیا اور ساتھ ہی روح قفس عنصری سے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رحلت کے وقت ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی پھر بھی ہزارہا افراد نے جنازہ میں شرکت کی مغرب کے بعد عیدگاہ شمسی نماز جنازہ ادا کی گئی اور شب جمعہ والد ماجد کے روضہ میں مدفون ہوئے[۱] مولوی عبدالسلام سنبھلی نے یہ قطعۂ تاریخ کہا ہے۔

معدنِ فضلِ الٰہی حضرت فضل رسول   پیشوائے اہلِ عرفاں سرورِ اہلِ قبول
واقفِ اسرارِ شرع و کاشفِ اسرارِ دیں   ماہرِ کاملِ بہر فن از فروعش تا اصول
سطوتِ تقریرِ او بگداخت جانِ منکراں   ہیبتِ تحریرِ او اندلخت در کنج خمول
جامع علم و ولایت دافع آثار جہل   قامع بنیاد کفر و رافع اوج قبول
رفت از دنیا و دنیا از غم او تیرہ شد   کرد روشن منزلِ اول بانوار نزول
ایں جہاں را سنگِ ماتم بر جبین مدعا ست   آں جہاں را گوہرِ مقصود در دستِ حصول

خواستم تاریخ وصل وے نویسم ناگہاں
شد بمن الہام از روحش "انا فضل الرسول"[۲]

(۱۲۸۹ھ)

مولانا معین الدین نے درج ذیل تاریخ وصال کہی ہے۔

حضرت فضل رسول نامدار   با فضیلت با کرم با افتخار
کان فی عزٍ و فضلٍ کاملاً   فضلہ کالشمس فی نصف النہار
واقفِ اسرارِ علم و معرفت   مرشدِ دیں سرِ حق را رازدار

---

[۱] محمد رضی الدین بدایونی۔ تذکرۃ الواصلین ص ۲۵۳
[۲] تذکرہ علمائے ہند مطبوعہ کراچی ص ۳۸۱

دوئم از ماہِ جمادی الآخر ۔۔۔ راہِ دارِ آخرت کرد اختیار
وقت رحلت داشت شغل ذکر حق ۔۔۔ بود از دم ضربِ ذکار آشکار
ناگہاں آورد با جہر تمام ۔۔۔ اسم ذاتِ پاک حق برلب دوبار
اللہ اللہ گفت وجاں دادہ بحق ۔۔۔ کرد بر نام خدا جاں را نثار

گشت مفہوم آں زماں از شش جہت
لفظ اللہ از در و دیوار و دار

آخر میں بقیۃ السلف حضرت مولانا مفتی عزیز احمد قادری بدایونی دام ظلہٗ جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) اور حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ جن کی راہنمائی اور معاونت سے یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ جزاہم اللہ تعالےٰ احسن الجزاء۔

مولانا غلام رسول سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔ مؤلف "توضیح البیان" کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ مکتبہ رضویہ کی مطبوعات کی اشاعت کے سلسلے میں ہمارے ساتھ ہمیشہ فی سبیل اللہ تعاون کرتے ہیں اور ہماری حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیرالجزاء۔

۱۰۔ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ ۔۔۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۹۔ اکتوبر ۱۹۷۲ء ۔۔۔ اشاعت العلوم چکوال۔

تمہید تردید مذہب جدید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ حال وہابیہ کا یہ ہے کہ محمد ابن عبدالوہاب ساکن نجد کے پیرو ہیں یہ ہے کہ ۱۲۲۱ھ میں برہمی انتظام سلطنت روم دیکھ کر خروج کیا اور اس بنا پر سب مسلمانوں کو مشرک ٹھیرایا۔ اور ایک نیا عقیدہ بنایا جو اس کے خلاف ہو مشرک ہے اور حرمین پر تغلب کیا اور اہل سنت کے قتل کو مباح کیا اور ایک زمانہ تک حرمین طیبین اور بعض عراق کے شہروں پر مثل کربلا وغیرہ کے اُن کا تسلط رہا آخر مسلمانوں کے لشکر نے اُن پر فتح پائی۔ اور استیصال کلی اُس کا ۱۲۳۳ھ میں ہوگیا اور اُن کے نئے عقیدہ کی کتاب (کتاب التوحید) جو ہندوستان میں آئی تھی۔ مولوی اسمٰعیل نے اُس کو اختیار کیا اور ایک رسالہ اس کے مطابق کہ گویا اس کا ترجمہ اور شرح ہے اُردو زبان میں تصنیف کیا اور تقویۃ الایمان اُس کا نام رکھا کہ اس کی رُو سے اُن کے اُستادوں سے لے کر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کوئی شرک سے نہیں بچا۔ ہند کے علماء اہل سُنت نے اُن کے آگے اور پیچھے تحریر و تقریر سے رد کیا۔ ہندوستان میں وہابی وہ ہے جو تقویۃ الایمان کو حق سمجھے اور مولوی اسمٰعیل کے مذہب کو اچھا کہے فقط اور وہ جو وہابیہ کے عقیدہ کا حال ہے۔ اوپر مذکور ہوا اس کی ایک سند بہت بڑی معتبر لکھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔ درمختار نام فقہ حنفی کی کتاب مشہور ہے۔ علامہ شامی نے اس پر ایک حاشیہ لکھا اُس کا نام ردالمحتار ہے اور وہ حاشیہ تمام بلاد اسلامیہ میں مشہور و معروف ہے۔ اور ہند کے وہابی یعنی مولوی اسمٰعیل کے پیرو تھے۔ جیسے مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی بشیرالدین قنوجی

اور مولوی سید احمد سی۔ ایس۔ آئی۔ اور مولوی امداد علی صاحب مجسٹریٹ ڈپٹی کلکٹر وغیرہم جو بحمایت مولوی اسمٰعیل کے مذہب اہل سنت کے رد میں رسالے تصنیف کرتے ہیں اور مولوی اسمٰعیل کی طرف سے جواب لکھتے ہیں اور چھپواتے ہیں۔ یہ لوگ بھی اس حاشیہ شامی سے اپنے رسالوں میں سند لاتے ہیں۔ اس میں یہ لکھا ہے۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین و کانوا ینتحلون مذہب الحنابلة لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون فاستباحوا بذالک قتل اہل السنة وقتل علمائہم حتی کسر اللّٰہ تعالیٰ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر علیہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتہی۔

یہ عبارت نسخہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد کے صفحہ ٣٠٩ پر باب البغاۃ میں ہے اس سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہندوستان کے وہابی یعنی اسماعیلیہ جو اپنی وہابیت کی برائی چھپانے کے واسطے وہابیہ نجد کی تعریفیں زبانی بیان کرتے ہیں اور رسالوں میں لکھتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ وہ لوگ بہت اچھے اور دیندار تھے اور اہل سنت و جماعت سے کچھ مخالفت نہ تھی اور انہوں نے کچھ ظلم نہیں کیا اور اُس ملک کے لوگ اُن کو بُرا نہیں جانتے ہیں یہ سب باتیں وہابیہ اسمٰعیلیہ کی کذب و افترا ہیں اور اسی حرکت سے ان کا وہابی ہونا ہر عاقل پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ کتاب "سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار" اس کا نام ہے اور یہی اس کی تاریخ انجام ہے منجملہ تالیفات شریفہ جناب ہدایت مآب زبدۃ العلماء المحققین عمدۃ الفضلاء المدققین بقیۃ السلف حجۃ الخلف سند الاولیاء مستند الاصفیاء واقف حقائق المعقول والمنقول کاشف دقائق الفروع والاصول سیف اللّٰہ المسلول حضرت مولانا فضل الرسول الحنفی القادری العثمانی البدایونی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وافاض علینا برکاتہ فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ الطَّاہِرِیْنَ ۞

بعد حمد و صلوۃ کے جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں بسبب ہوجانے کفر[1] کی حکومت کے اور نہ رہنے اسلام کی سلطنت کے دین اسلام میں فتنے اور شرع کے احکام میں رخنے پڑ گئے۔ حکم شرع کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ کہ حکم ہے کسی چیز کے جان لینے اور مان لینے کا کچھ کام کرنا نہ کرنا اُس میں نہیں ہے۔ جیسے اللہ ایک ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ قیامت حق ہے، شفاعت حق ہے بہشت و دوزخ حق ہے اس کو علم عقائد کہتے ہیں۔ دوسری قسم حکم ہے۔ ہاتھ پاؤں زبان سے کام کرنے یا نہ کرنے کا۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد کرنا، چوری، شراب خواری

---

[1] انگریزوں کی حکومت یہ کتاب اس وقت لکھی گئی اور چھپی جبکہ انگریز حکومت کر رہے تھے دوسری طرف مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کا فرمان ملاحظہ ہو۔ سرکار انگریزی پر نہ جہاد مذہبی طور پر واجب ہے نہ ہمیں اس سے کچھ مخاصمت ہے۔ ہم صرف سکھوں سے اپنے بھائیوں کا انتقام لیں گے۔ (۵۔ حیات طیبہ مطبوعہ ثنائی برقی پریس امرتسر ١٣٥١ھ) شرف قادری۔

زنا نہ کرنا اس کو علم فقہ کہتے ہیں تیسری قسم حکم ہے دل سے کام کرنے نہ کرنے کا جیسے صبر و توکل تسلیم و رضا تبتل[1] کرنا عُجب حسد بُغض ریا نہ کرنا اس کو علم تصوف کہتے ہیں اور علم اخلاق اور علم زہد اور علم توحید اور احسان بھی کہتے ہیں پہلے ان تینوں کو فقہ کہتے تھے پھر جُدا جُدا نام ہو گئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے جو فقہ کی تعریف کی یعنی اس کے معنی بیان کئے اُس میں تینوں کو داخل رکھا اور شرع و دین نام ہے مجموعہ ان تینوں کا جو نہ ہو وہی دین کا نقصان[2] ہے اس زمانے میں کہ قاضی مفتی محتسب خلیفہ سرپرست نہ رہے جن کا خوف نہ ہو نفس اور شیطان نے جو آدمی کے دشمن ہیں قابو پایا۔ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہوا کہ ہر شخص گویا مالک دین کا ہے جو چاہتا ہے حکم کر دیتا ہے تیسری قسم شرع کی یعنی تصوف کہ دین کا کمال ہے بالکل چھوٹ گیا۔ نام و نشان باقی نہ رہا عمل کا تو کیا مذکور علم بھی کمیاب بلکہ گویا نایاب ہو گیا اور بے ادب زبان دراز جاہل لوگ اُس کو برا کہنے لگے اور پہلی قسم کی جڑ ہے دین کی سو جیسا سلف نے کہا ہے۔ اُس کو بدعت سیئہ میں داخل کرتے ہیں۔ اور دوسری قسم میں بھی جو پہلوں نے لکھا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں کرتے کفر اسلام حرام

[1] دُنیا کے علاقے چھوڑ کر اللہ ہی کی یاد میں رہنا ۱۲۔ [2] صدر الشریعۃ نے تنقیح میں لکھا ہے الفقه معرفة النفس ما لها وما عليها یعنی علم فقہ جاننا نفس کا ہے اُس چیز کو کہ اُس کے واسطے ہے اور جو اُس پر ہے اور شرح میں کہ توضیح نام ہے لکھا ہے کہ یہ تعریف منقول ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور آخر قول میں لکھا ہے کہ وہ شامل ہے اعتقادیات و وجدانیات و عملیات کو فمعرفة ما لها وما عليها من الاعتقاديات هي علم الكلام ومعرفة ما لها وما عليها من الوجدانيات هي علم الاخلاق والتصوف كالزهد والصبر والرضا وحضور القلب في الصلوة ونحو ذلك ومعرفة ما لها وما عليها في العمليات هي الفقه المصطلح فان اردت بالفقه هذا المصطلح زدت عملا في قوله ما لها وما عليها وان اردت ما يشتمل الاقسام الثلثة لم تزد وابو حنيفة رحمة الله عليه انما لم يزد حيث اراد الشمول یعنی جاننا نفس کا اس چیز کو کہ اُس کے واسطے ہے اور اس پر ہے اعتقادیات سے علم کلام اور وجدانیات سے علم اخلاق و تصوف ہے جیسے زہد صبر رضا حضور قلب وغیرہ اور عملیات سے فقہ مصطلح ہے اگر فقہ سے ==

حلال اُن کے اختیار میں ہے۔ جیسا جس کے جی میں آتا ہے۔ کہہ دیتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ صراط مستقیم یہی ہے۔ سو اس خیر خواہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے چاہا کہ جو اس کے علم و فہم میں آیا ہے۔ قلم سے لکھ دے کہ اوروں کو بھی مفید ہو اس واسطے یہ رسالہ محض للہ لکھا ہے۔ اور ہر مسلمان دیندار بھائی کے حضور میں عرض ہے کہ اسے دیکھیں۔ اگر پسند خاطر ہو۔ تو دعائے خیر سے فقیر کو یاد کریں اور اگر کسی مقام میں شک و شبہ ہو یا کسی صاحب کے نزدیک کسی طرح کا سقم ہو تو ضرور بالضرور تقریر و تحریر سے بلاواسطہ یا بالواسطہ فقیر کو مطلع کریں کہ ممنون احسان ہوگا اور جو بات حق معلوم ہوگی اُسے بدل و جان قبول کریگا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ نفسانیت کو دخل نہ دے گا۔ اور جو فقیر کی سمجھ میں اُس بات کی حقیقت ٹھہرے گی۔ پھر اُن صاحب کے حضور میں عرض کریگا۔ یہاں تک کہ طرفین کے نزدیک ایک بات حق مقرر ہو جاوے۔ اخوت اسلامی کا حق یہی ہے۔ مگر ایک عرض اور بھی ہے کہ سب اوراق کو اول سے آخر تک خوب ملاحظہ فرما کر اس تصریح سے کہ تمام کتاب میں ہمارے نزدیک فلانی فلانی بات مشکوک یا غلط اور باقی مسلّم و مقبول مجھ کو نصیحت کریں کہ الدین النصیحۃ اور فائدہ نصیحت کا اُسی صورت میں حاصل ہوتا ہے کہ میں اپنی سب خطا و صواب پر آگاہ ہو جاؤں تاکہ خطا کے دور کرنے اور صواب کے قائم رکھنے سے ماخوذ خدا کا نہ ہوں۔ اور کسی بات ناتمام یا زائد خارج از مطلب کا اظہار نہ کروں وغیرہ یا از قسم امثال و حکایات یا الفاظ میں اُلجھنا اور جھگڑا کھڑا کرنا بے فائدہ اور خلاف راہ انصاف کے ہے جو اصل مطلب ہیں ہاں اس میں اگر شک و شبہ ہو اس کے ارشاد سے ممنون منت کریں۔ اور اگر کسی شخص کو کسی سقم پر اطلاع ہووے اور مجھ کو خبر نہ کرے وہ خدا کے ہاں ماخوذ

== یہی ارادہ کرے تو عمل کی قید بڑھا دے اور اگر تینوں کو شامل رکھے تو نہ بڑھاؤ اور ابو حنیفہ نے قید عمل کی نہ بڑھائی اس سبب سے کہ ارادہ کیا شامل ہونا فقہ کا تینوں قسموں کو ۔۱۲

ہوگا اور میرا حق اس پر رہے گا۔ اس رسالہ میں ایک مقدمہ ہے اور دو باب ہیں۔ اور ایک خاتمہ۔

مقدمہ میں بیان ہے صراطِ مستقیم کا

یہ بات ظاہر ہے کہ ہر فرقہ آپ کو صراطِ مستقیم یعنی سیدھی راہ پر جانتا ہے مگر صرف ایک کا جاننا اور کہنا کفایت نہیں کرتا اور اُن کے فقط کہہ دینے سے ثابت نہیں ہو جاتا۔ بلکہ حق وُہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام سے ثابت ہو۔ اس واسطے ہم رجوع کرتے ہیں خدا اور رسول کے کلام کی طرف یہ بات دریافت کرنے کے لئے کہ سیدھی راہ اور صراطِ مستقیم کونسی ہے۔ سو قرآن شریف کی پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت مانگیں اور یوں کہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اور اُسی جگہ صراطِ مستقیم کا بیان بھی فرمادیا کہ وہ راہ اُن لوگوں کی ہے جن پر تو نے انعام کیا ہے۔ اور دوسری جگہ اُن لوگوں کا بھی بیان فرمایا کہ کون ہیں یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء اور صالحین حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیرِ[1] عزیزی میں لکھا ہے کہ۔

---

[1] عبارت تفسیر عزیزی کی یہ ہے۔ وچوں بندہ را تعلیم فرمودند کہ ہدایت راہِ راست طلب نماید لازم آمد ذکر کسانیکہ بواسطۂ آنہا راہِ راست بہ بندگان رسیدہ است بہ دیدن اعمال وشنیدن اقوال آنہا راہِ راست از غیر راہِ راست متمیز شدہ والا ہر کسے از اہل مذاہب مختلفہ دعویٰ میکند کہ من بر راہِ راستم پس جماعت را یقین باید کرد در ذہن خود کہ بیان کنندہ راہِ راست باشند لہذا بیان راہِ راست بایں طریق تعلیم فرمودند صراط الذین انعمت علیہم یعنی راہ کسانیکہ انعام کردۂ برایشاں واین لفظ را در جائے دیگر از قرآن مجید تفسیر فرمودہ اند۔ بچہار فرقہ کہ انبیاء و صدیقاں و شہیداں و صالحاں باشند پس معلوم شد کہ راہِ راست راہ ایں چہار فرقہ است و در وقت مناجات با پروردگار بندہ را می باید کہ ایں چہار فرقہ را ملحوظ نظر اجمالی سازد و راہ آنہا طلب کند چنانکہ در قرآن مجید در سورۂ نساء می فرماید

جب اللہ تعالیٰ نے بندے کو تعلیم فرمایا کہ سیدھی راہ کی ہدایت طلب کرے تو اُن لوگوں کا ذکر کرنا لازم ہُوا کہ جن کے واسطے سے سیدھی راہ بندوں کو پہنچی ہے اور ان کے اعمال کے دیکھنے اور اقوال کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جُدا ہو جاتی ہے اور نہیں تو سب مختلف مذاہب والوں میں سے ہر ایک کہتا ہے کہ میں سیدھی راہ پر ہوں سو ایک جماعت کو مقرر کیا چاہیئے کہ سیدھی راہ کے بیان کرنے والے ہوں اس واسطے راہ کا بیان اس طرح تعلیم فرمایا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ یعنی ان لوگوں کی راہ کہ انعام کیا تو نے جن پر اس لفظ کی قرآن مجید میں دوسری جگہ تفسیر فرمائی ہے کہ وُے چار فرقے ہیں انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ سو معلوم ہُوا کہ سیدھی راہ انہیں چار فرقوں

ومن یطع اللہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اُولٓئک رفیقا یعنے ہر کہ اطاعت خدا و رسول خدا بجا آورد و بگفتہ ہر دو عمل کند پس او در راہ ہمراہ کسانے میرود کہ انعام کردہ است اللہ تعالیٰ برآنہا و آنہا چہار فرقہ اند انبیاء و صدیقان و شہیداں و صالحان و ایں گروہ نیک رفیق اند پس در اھدنا الصراط المستقیم جستن راہ حق است و از صراط الذین انعمت علیہم طلب رفیق است کہ الرفیق ثم الطریق و درینجا باید دانست کہ عوام مومنین را رفاقت صالحان طلب باید کرد و صالحان را رفاقت شہیداں و شہیداں را رفاقت صدیقاں و صدیقاں را رفاقت انبیاء۔ اگر کسے از عوام مومنین خواہد کہ رفاقت انبیاء نماید او را از رفاقت ایں سہ گروہ درجہ بدرجہ ناچار یست چنانچہ اگر کسے رفاقت بادشاہ خواہد بدون رفاقت جماعت دربار کہ او در رفاقت رسالہ داری و او در رفاقت وزیری از امراء کبار باشد ممکن نیست و لہذا دخول در طریق اہل اللہ و توسل بانہا جستن محو اہل اسلام شدہ و نیز باید دانست کہ چوں اصل راہ از عالم غیب بحضرت انبیاء تعلیم فرمودہ اند و از ایشان بصدیقان و از صدیقان بشہداء و از شہداء بصالحان رسیدہ لازم است کہ دل را معرفت انبیاء حاصل شود بعد از اں معرفت ایں سہ گروہ دیگر بطلب رفاقت آنہا میسر گردد ۱۲۔

کی ہے اور بندے کو چاہیئے کہ اللہ سے مناجات کے وقت میں ان چار فرقوں کو پیش نظر میں لحاظ کرے اور اُن کی راہ طلب کرے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے سورۂ نساء میں۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا

یعنی جو کوئی اطاعت خدا و رسول کی بجالاوے اور دونوں کے کہے پر عمل کرے سو وہ راہ میں اُن کے ساتھ جاتا ہے کہ انعام کیا ہے۔ اللہ نے اُن پر اور وہ چار فرقے ہیں۔ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں راہ حق کا ڈھونڈھنا ہے اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں رفیق کا طلب کرنا ہے کہ الرفیق ثم الطریق پہلے رفیق پھر راہ اس جگہ جاننا چاہیئے کہ عوام مومنوں کو صالحوں کی رفاقت کرنی چاہیئے اور صالحوں کو شہیدوں کی اور شہیدوں کو صدیقوں کی اور صدیقوں کو انبیاء کی اور جو کوئی عوام مومنین سے چاہے کہ رفاقت انبیاء کی کرے اُس کو ان تین گروہوں کی رفاقت درجہ بدرجہ ضروری ہے۔ جیسے کہ اگر کوئی رفاقت بادشاہ کی چاہے تو بغیر رفاقت جمعدار کے کہ وہ کسی رسالہ دار کی رفاقت میں ہو اور رسالہ دار کسی امیر کے بڑے امیروں میں سے رفاقت میں ہو ممکن نہیں اسی واسطے اہل اللہ کے طریقوں میں داخل ہونا اہل اسلام کا مقصود ہوا۔ اور بھی جاننا چاہیئے کہ جو اصل راہ عالم غیب سے انبیاء کو تعلیم فرمائی اور انبیاء سے صدیقوں کو اور صدیقوں سے شہیدوں کو اور شہیدوں سے صالحوں کو پہنچی ہے لازم ہوا پہلے انبیاء کو جاننا اور اس کے بعد ان تینوں کو تو اُن کی رفاقت کی طلب میسر ہو۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہاں چاروں لفظوں کے معنے بیان

اور لکھا کہ شہید[1] اُسے کہتے ہیں کہ دل کو اُس کے مشاہدہ حاصل ہوا ہو اور جو کچھ انبیاء سے اُس کو پہنچا ہو اُس کا دل ایسا قبول کرتا ہے کہ گویا دیکھتا ہے۔ اسی واسطے دین کے کام میں جان دینا اس کے نزدیک آسان کام ہے گو ظاہر میں مارا نہ گیا ہو۔ اور آخر کو شاہ صاحب نے لکھا۔

قولی ان تینوں فرقوں کو شامل ہے لیکن اکثر صالحوں کو کہتے ہیں اور وہ چیز کہ ان چاروں فرقوں کو شامل ہے اُس کے علامات سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہے۔ اور اُن کے رزق کی کفالت کرتا ہے۔ اس طرح کہ اوروں سے ممتاز ہوں اور دشمنوں سے بچاتا ہے اور غربت میں اُن کا انیس ہوتا ہے اور اُنکے نفسوں میں غیرت دیتا ہے کہ امیروں اور بادشاہوں کی خدمت سے

[1] شہید آن است کہ قلب او بمشاہدہ مستغرق باشد و آنچہ انبیا علیہم السلام باو رسانیدہ اند بہ نہجے قلب او آں را قبول کند کہ گویا او را می بیند و لہذا دادن جان در امر دین نزد او سہل کارے باشد گو بحسب ظاہر مقتول نشدہ باشد الخ و نام ولی ہرچند شامل ایں سہ گروہ است لیکن بیشتر ایں لفظ بر صالحین اطلاق کردہ می شود و چیزے کہ شامل ایں چہار فرقہ است یعنی انبیاء و صدیقان و شہدا و صالحین از علامات آن است کہ حضرت ایشان را دوست می دارد و تکفل رزق ایشان میفرماید بہ نہجے کہ ممتاز از سائر الناس باشند و از اعدائے خود ایشان را محفوظ می دارد و انیس ایشان می باشد در غربت و در نفوس ایشان غیرتے می دہد کہ بہ سبب آن غیرت بخدمت ملوک و امراء راضی نمی شوند و ہمت ایشان را بلند میفرماید پس راضی نمی شوند بآنکہ لقا و لذات دنیا آلودہ گردند و دلہائے ایشان را منور می سازد پس ایشان را چیزہا معلوم می گردد کہ غیر ایشان از ارباب نظر و فکر بآن نرسند مگر بجہد شدید و در عمر طویل و سینہ ہائے ایشان را کشادہ می سازد پس بہ نعمتہائے دنیا و مصیبت ہائے آن و مردن اقارب و دیگر تکلیفات و شدائد تنگدل نمی شوند و نیز برائے ایشان ہیبتے می دہد کہ در قلوب سرکشان و جباران اثر کند و برکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و در صحبتان ایشان و در اولاد و نسل ایشان و در زیارت کنندگان پے در پے ظاہر می گرداند و نزد خود ایشان را جاہے و مرتبہ می بخشد کہ دعائے ایشان مستجاب شود بلکہ در ماحضے کہ با ایشان توسل نماید حاجت او روا گردد و خصوصیات و علاماتے کہ ایشان را در عالم برزخ و مواقف قیامت و در عالم ملکوت می دہند از آن قبیل نیست کہ عوام مومنین بآن استدلال

[illegible]

راضی نہیں ہوتے اور ہمت بلند کرتا ہے کہ دنیا کی ناپاکی سے آلودہ نہیں ہوتے
اور ان کے دلوں کو روشن کرتا ہے اور ان کو وہ چیزیں معلوم ہوتی ہیں کہ بڑے بڑے
عالم قابلوں کو معلوم نہیں ہوتیں مگر بڑی کوشش سے اور عمر طویل میں اور کسی
مصیبت سے تنگدل نہیں ہوتے اور اُن کو ہیبت دیتا ہے کہ جباروں اور
زبردستوں پر تاثیر کرتی ہے اور ان کے کلام اور انفاس اور افعال اور مکانات میں
اور ہم صحبتوں اور اولاد و نسل میں اور ان کی زیارت کرنے والوں میں برکتیں
پے در پے ظاہر کرتا ہے اور اپنے نزدیک اُن کو ایسا جاہ و مرتبہ بخشتا ہے کہ اُن
کی دعا مستجاب ہوتی ہے بلکہ جو کوئی اپنی حاجت میں اُن سے توسل کرے اُس
کی حاجت بھی روا ہو جاتی ہے اور جو خصوصیتیں اور علامتیں کہ اُن کو عالم
برزخ میں اور قیامت اور عالم ملکوت میں دیتا ہے۔ اُس قبیل سے نہیں
ہیں کہ عوام مومنین اُس کو دریافت کر سکیں مگر بعد دیکھنے اُن عالموں کے یہ خلاصہ
ہے تفسیر عزیزی کا اور بھی اُس میں ہے کہ اس جگہ ایک شبہہ[1] ہوتا ہے کہ جبھی

---

[1] در این جا شبہہ وارد می شود کہ صراط مستقیم راہ واحد است و این چار گروہ مختلف الطرق پس
راہ واحد راہ این چہار گروہ بہر قسم توان شد و نیز ہر نبی وضعے و شریعتے دیگر داشت و ہر ولی اشغال
و اذکار جداگانہ در طریق معمول دارد پس با وجود کثرت طرق کہ در قول مشہور الطرق الی اللہ بعدد انفاس
الخلائق مذکور است وحدت راہ بہر قسم ہست آید جواب این شبہہ بہ تمثیلی خاطرنشان توان کرد و آن
آنست کہ طب نایان نسازد راہ مستقیم علاج ہست از وقت بقراط و جالینوس تا عہد علوی خان
محفوظ و مسلوک با وجود آنکہ معالجات بقراط و جالینوس در زمان خود بوضعے دیگر بود و معالجہ
علوی خان و حکیم علی گیلانی در وقت خود بوضعے دیگر آنہا مفردات را استعمال میکردند از تنقیہ بفصد
و اسہال کمال احتراز داشتند و اینہا مرکبات را از معاجین و اشربہ بکار میبرند و در مرض اقدام بر
تنقیہ فصد و اسہال می نمایند پس معلوم شد کہ این قسم اختلافات و کثرت ہا منافی وحدت راہ
نیست و نیز بعضے اطبای یونانی واضع قواعد گشتہ و بعضے مقلدان قواعد پس این اختلاف نیز
موجب اختلاف راہ نمی شود در رنگ آنکہ یک قافلہ از شہرے بشہرے در یک راہ روانہ می
شود بعضے از آن قافلہ تجار می باشند و بعضے حمالان و کرایہ کش و بعضے بدرقہ

اور صراط مستقیم ایک ہوتی ہے۔ اور چار گروہوں کی راہیں مختلف چاروں کی ایک
راہ کیونکر ہو سکے ہر نبی کا دین و شریعت اور ہے اور ہر ولی کے اشغال و اذکار جدا
طریقت میں معمول ہیں اور قول مشہور ہے۔
الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق " یعنی جتنے آدمی ہیں اُتنی ہی راہیں
ہیں اللہ کی طرف" پھر با وجود کثرت کے ایک راہ کیونکر ہو۔ جواب یہ ہے کہ
اس طرح کی کثرت اور اختلاف کچھ ضد ایک ہونے کا نہیں ہے۔ اور اس
اختلاف سے راہ مختلف نہیں ہوتی۔ یہ ایسا ہے کہ ایک قافلہ ایک شہر سے
ایک شہر کو ایک راہ میں جاتا ہے۔ کوئی اس میں سوداگر ہے۔ کوئی بوجھ اُٹھانے
والا کوئی نگہبان کوئی پاسدار سب ایک ہی راہ میں جاتے ہیں مگر اپنے اپنے مناسب
اور اپنے اپنے منصبوں اور خدمتوں کے مناسب کام مختلف کرتے ہیں ایسے ہی انبیا
اس راہ میں راہبر اور بدرقہ ہیں۔ اور صدیق اور شہید اور صالح مرتبہ بمرتبہ رفیق
اور باربردار اور پاسدار ہیں۔ راہ ایک ہی ہے۔ یہاں تک سب تفسیر عزیزی سے
لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ
نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔

یعنے اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اُسکو
پھیرینگے جس طرف کو پھر گیا اور پہنچاوینگے اس کو
دوزخ میں اور بہت بُری جگہ۔

مولوی عبد القادر نے ترجمہ میں اس آیت کا فائدہ یوں لکھا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانوں کی جماعت پر جس نے جُدا راہ

و پاسداران حال آنکہ آن ہمہ بیک راہ می روند لیکن کار ہائے مختلف بر حسب
خدمات و مناصب خود بعمل می آرند ہم چنیں انبیاء علیہم السلام درین راہ راہبر و بدرقہ اند
و صدیقان و شہیدان و صالحین مرتبہ بمرتبہ رفیق و دوسیت کش و باربردار و پاسداران ہمہ
مراتب وحدت طریق را منافی و مخالف نیست ۱۲ تفسیر عزیزی۔

پکڑی وہ جا پڑا دوزخ میں۔ پس جس بات پر امت کا اجماع ہو وہی اللہ کی مرضی ہے اور جو منکر ہو سو دوزخی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا یحل دم امرءٍ مسلم یشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله الا باحدی ثلٰث الثیب الزانی والنفس بالنفس والتارک لدینه المفارق للجماعة۔

اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندہ مسلمان کا کہ خدا کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دے خون حلال نہیں مگر تین کا

ایک جو کسی کو مار ڈالے۔ اس کا مار ڈالنا بطریق قصاص کے چاہیے۔ دوسرا جو بیاہا ہوا زنا کرے سنگسار کیا جائے۔ تیسرا دین کا تارک اُس کا بیان فرمایا کہ چھوڑنے والا جماعت کا۔

نووی علیہ الرحمۃ نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ جو کوئی مسلمانوں کی جماعت سے نکلے نئی بات نکال کر اجماع کے خلاف جیسے رافضی اور خارجی اور اُن کے سوا سب اس میں داخل ہیں۔ ابن ماجہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار

یعنی سوادِ اعظم کی پیروی کرو کیونکہ جو اکیلا ہوا اکثروں کی متابعت سے وہ اکیلا دوزخ میں گرایا جائے گا۔

شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جس جانب ہیں اکثر علما ہوں اُس کی پیروی کرو۔ ترمذی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

ید الله علی الجماعة من شذ شذ فی النار۔

یعنی جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو جماعت سے اکیلا ہوا دوزخ میں پڑیگا اکیلا۔

ابو داؤد اور امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یأخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والکافة

یعنے شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے جیسے بکری کا کہ پکڑ لیتا ہے جسکو کہ اپنے بھائیوں سے نفرت اور بے انسی کے سبب اکیلے رہے اور جس کو کہ گلے سے ایکلی چلی جائے اور جس کو کہ اکیلی رہ جائے اپنی جماعت سے گھاٹیوں میں مت جاؤ اور جماعت کو لازم پکڑو۔

شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ جماعت سے باہر نہ ہو اور اکثر عالم جس طرف ہوں اس کی پیروی کرو۔

فائدہ۔ یہ بات قرآن و حدیث سے خوب ثابت ہوگئی کہ راہ حق اور صراطِ مستقیم راہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کی ہے۔ موافق جماعت اور سواد اعظم کے جو جماعت اور سواد اعظم کے خلاف ہوا وہ دوزخی ہے۔ اب دریافت کرنا چاہیئے کہ جماعت اور سواد اعظم کون اور تارک جماعت اور سواد اعظم کے مخالف کون ہیں۔ سو بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قرن اول یعنی صحابہ کے وقت خلافت حقہ تک ایک مذہب ایک راہ ایک طریق صحابہ اور اُن کے شاگرد جو تابعین کہلاتے ہیں، طریقہ پیغمبر پر باہم متفق رہے۔ اگرچہ کسی مسئلہ فرعی میں اختلاف ہوا کہ وہ اختلاف رحمت تھا مگر خلاف اور شقاق اور اختلاف ملت نہ تھا آخر خلافت حقہ میں خارجیوں نے جماعت اور سواد اعظم سے خروج کیا اور حضرت فاتحہ ولایت خاتم خلافت اسد اللہ الغالب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو کافر ٹھیرایا۔ نعوذ باللہ منہ اسی طرح رافضی پیدا ہوئے پھر معتزلی ظاہر ہوئے غرض

ہر وقت میں جماعت اور سواد اعظم سے بعضے بعضے گمراہ فرقے نکلتے گئے۔ اور کسی کسی وقت میں کسی کسی طرف میں اظہار بد مذہبی کا بھی منتشر ہوا مگر وہ جو فرقہ ناجیہ جمہور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور اُن کے اتباع کا ہے کہ جن کو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰے کے فضل سے جب سے اُبتک اُسی صراط مستقیم پر ہیں اور جماعت اور اعظم امت وہی ہے۔ اور ہر وقت میں اکثر اطراف میں اظہار حق اور مددگاری دین کی اُنہیں سے ہوتی رہی اور سب بد مذہبوں کو تادیب اور تنبیہ لسانی اور سنانی کرتے رہے اور بموجب وعدۂ الٰہی کے الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔ غلبہ عام اُسی فرقہ کا رہا اور وہ سواد اعظم عقائد میں اشعری ماتریدی اور فقہ میں حنفی شافعی مالکی حنبلی ہیں جو اُن کے سوا ہے۔ وہ جماعت سے خارج اور سواد اعظم کا تارک اور دین کا سارق ہے۔ اور جماعت کے تارک اور سوادِ اعظم کے مخالف جو فرقے اُبتک ہوئے اُن کے ذو ابطال اور دفع و زوال میں جو جو کہ پیش آیا اس کا ذکر کرنا بسبب شہرت کے ضرور نہیں ہے۔ سردست جو فتنہ نجدیہ کا پھیل رہا ہے اُس کا بیان کرنا بہت مناسب ہے۔ کہ اکثر عوام اس کی حقیقت سے ناواقف ہیں اور اس سبب سے دھوکوں میں پڑے ہیں۔

پہلے باب میں مذہب نجدیہ کے پیدا ہونے اور اُسکے پھیلنے کی کیفیت ہے

اصل اس فتنہ کی یہ ہے کہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

اللّٰھم بارك لنا فی شامنا و یمننا — اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں اور ملک شام میں

قالوا و فی نجدنا۔ یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پھر دعا فرمائی۔ واسطے ملک شام و یمن کے پھر لوگوں نے عرض کیا واسطے ملک نجد کے آخر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

هنالك الزلازل والفتن و بها یطلع قرن الشیطان — یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے ہونگے اور اُس سے نکلے گی امت شیطان کی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۴۱۔ ج ۲ ص ۱۰۵۱)

اے مسلمانو تم دیکھو یہ معجزہ پیغمبر خدا کا بارہ سو برس کے بعد ظاہر ہوا شرح اُس کی یوں ہے کہ ۱۲۰۳ھ میں سلطان عبد الحمید خان غازی بادشاہ روم کہ بڑا عادل و دیندار صاحب عزم تھا راہی جنت ہوا۔ سلطان سلیم ثالث اُس کے بھتیجے نے اُس کے بیٹوں کو نظر بند کیا اور زبردستی سے بادشاہ ہوگیا۔ اور بہت امیروں اور سرداروں کو اس خیال سے کہ ہواخواہ سلطان اور اُس کی اولاد کی سلطنت کے خواہاں ہیں مع اکثر فوج عمدہ کے حالت غفلت میں بمجرد قبض روح سلطان مرحوم کے مروا ڈالا۔ اور رعیت پر بھی ظلم شروع کیا ایسی باتوں سے روم کی سلطنت میں خلل پڑ گیا۔ سارے صوبے کہ ترکی زبان میں پاشا کہلاتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے بادشاہ کہ سلطان روم کے تابع تھے سب پھر گئے۔ اپنے آپ حاکم ہو گئے سلطان کا حکم کچھ نہ رہا۔ آپس میں لڑائیاں ہونے لگیں۔ جو زبردست ہوگیا کمزور کا ملک چھین لیا تمام ملک میں کہ روم کی بادشاہی کے حکم میں تھا۔ بڑی بدانتظامی ہو گئی۔ ہر ایک کو حوصلہ ہوا حکومت اور بادشاہی کا جس کے ساتھ کچھ شورہ پشت مفسد اکٹھے ہو گئے جس مکان پر قابو پایا وہاں کا حاکم بن بیٹھا۔ حرمین محترمین یعنی مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے جو ملک متعلق تھا اُس کی حکومت بہت مدت سے مکہ کے شریف کی تھی یعنی ایک سردار

اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے وہاں کا مالک رہتا تھا اور اُسی کا حکم
تھا اور اس کے ملک کا بہت حاصل نہ تھا۔ ہر موسم حج میں سلطان روم کے یہاں
سے ایک امیر فوج کے ساتھ آتا تھا اور نقد وجنس بیشمار لاتا اور وہاں کے
سادات اور اہل خدمات کو علیٰ حسب المراتب پہنچاتا اور عام رہنے والوں کو
مکہ اور مدینہ اور اُن کے گرد و نواح کے واسطے بھی جو مقرر تھا دیتا اور مدینہ اور
نذریں سوائے مقرر کے سلطان اور ہر ایک وزیر امیر کی طرف سے بہت سی آتی
تھیں کہ سب آمدنی کا حساب کروڑوں کو پہنچتا تھا۔ اور فوج سلطانی کو اگر
شریف کسی سرکش گروہ کی تنبیہ کا حکم دیتا بجالاتے۔ اس سبب سے وہاں کے رہنے
والے سب خوش وخرم آرام تمام سے زندگی بسر کرتے تھے جب روم کی سلطنت
بگڑ گئی ان سب باتوں میں خلل پڑ گیا۔ شریف کی وہ شوکت نہ رہی مفسد لوگوں نے
ہر طرف سے سر اُٹھایا۔ بڑے بڑے حادثے اور فتنے برپا ہوئے۔ سب سے بڑا
فتنہ نجد کے رہنے والوں کا ہے کہ وہ ایک ملک ہے حجاز و عراق کے بیچ میں،
شیطان ملعون اُسی نجد کے شیخ کی صورت بن کر مکہ کے کافروں کا شریک مشورہ ہوا
تھا۔[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کے لئے اس سبب سے شیطان کو شیخ نجدی[2]
کہتے ہیں۔ اس حادثہ کا کیا بیان کروں مکہ مدینہ کے رہنے والوں نے یزید علیہ ما علیہ
اور حجاج پلید کے ظلم جو کانوں سے سنے تھے۔ نجدیوں کے ہاتھ سے اپنی آنکھ سے
دیکھے تو تفصیل اُس کی یہ ہے کہ۔

عبد الوہاب نام ایک رئیس نجد کا بڑا چالاک ہوشیار تھا اور باپ دادے
اس کے علم ظاہری اور باطنی میں اس ملک کے مقتدا اور صاحب سلسلہ تھے اور
اس کے خاندان کا اس ملک میں بڑا اعتبار تھا عبد الوہاب نے حال سلطنت کی

---

[1] عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی ص ۴۵
شفا شریف ج ۲ ص ۱۲۳-۱۲۰ (شرف قادری) [2] ملاحظہ ہو غیاث اللغات

خرابی کا دیکھ کر ارادہ کیا بادشاہی کا اور یہ صلاح ٹھیری کہ دینداری کے حیلے
سے لوگوں کو جمع کر کے مکہ اور مدینہ کو اپنے تصرف میں لے لیجئے کہ فوج ولشکر سے
خالی ہیں اور مال وخزانہ اُن میں بیشمار ہے۔ جب یہ ملک قبضہ میں آگیا اور خزانہ
بیشمار ہاتھ لگا تو پھر آگے اور ملکوں پر دخل ہو جانا آسان ہے کیونکہ وہ سب
آپس میں نفاق اور نزاع کے سبب خراب حال ہیں۔ یہ صلاح ٹھیرا کر عبد الوہاب
نے اپنے عزیزوں وقریبوں کے وعظ کہنے اور مرید کرنے میں کہ طریقہ باپ دادے
کا تھا خوب مشغول ہوا۔ اور خلائق کو اپنا معتقد ومطیع کر کے جمعہ کے دن مجمع عام
کیا اور بڑے بڑے نجدیوں کو اطراف وجوانب سے بُلایا اور بطور وعظ کے کہا کہ شرع
میں بادشاہ ضرور ہے احکام دین کا جاری ہونا ظالم کا تدارک مظلوم کی دادرسی عید
جمعہ وغیرہ سب بادشاہی پر موقوف ہیں۔ اور بادشاہ روم وشام صرف برائے
نام ہیں۔ حکم اُن کا ذرا نہیں۔ اُن کو بادشاہ کہنا جھوٹ بولنا ہے کہ بڑا گناہ ہے اور
خطبہ میں کہ عبادت ہے جھوٹ بولنا نہایت ہی بیجا ہے۔ چاہیئے کہ سب حاضرین
مل کر ایک شخص کو سردار مقرر کریں۔ مگر مجھ کو معاف رکھیں کہ دنیا کی طرف رغبت
نہیں رکھتا ہوں۔ پہلے اُن لوگوں نے جو ملے ہوئے تھے۔ پھر سبھوں نے کہا کہ سوائے
آپ کی ذات شریف کے اور کوئی اس کام کے لائق نہیں کہا کہ مجبور ہوں جماعت
مسلمین کے خلاف کیونکر کروں۔ ناچاری سے قبول کرتا ہوں مگر ایک شرط سے
کہ عقائد اعمال میں میرے مطیع رہو اور میرے حکم سے نہ پھرو۔ آخر سب نے بیعت لیکر
امیر المومنین بنا اور نام اُس کا سلطان کی جگہ خطبہ میں داخل ہوا قصبہ درعیہ
کو کہ وطن تھا تخت گاہ مقرر اور دیگر اپنی اولاد واقارب کو شہر شہر کا حاکم کیا اور عدل
وانصاف دینداری وتاکید نماز وروزہ کی خوب جاری کی اور اجلاس امارت کے
زور سے ملک کا انتظام اپنی ذریت کو حوالہ کیا اور آپ مشغول ہوا ایک نیا مذہب

بتلاتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت وغیرہ کے مشہور مذہبوں سے جدا ہو کر اس مذہب کی رُو سے وہ کافر ٹھہریں۔ کچھ مسئلے متفرق خارجیوں کے کچھ معتزلہ کے کچھ ملاحدہ ظاہریہ وغیرہ کے مذہبوں سے لیکر کچھ اپنے دل سے جوڑ کر ایک رسالہ بنایا۔ محمد نام اس کے چھوٹے بیٹے نے اس میں کچھ بڑھا کر کتاب التوحید نام رکھا اور پھر اس کو آپ اختصار کیا۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ تمام امت مرحومہ کافر ہے خصوصاً رہنے والے حرمین شریفین کے کہ اُن کا لوٹنا اور مار ڈالنا جہاد ٹھہرے۔ چند نسخے اُس کے حاکموں کے پاس بھیجے گئے حاکموں نے اُسے ظاہر کیا۔ محکوموں نے قبول کیا اور بہت خوش ہوئے کہ مکہ کی لوٹ اور جہاد کا ثواب ملا۔ آخر مسعود نام خبیثہ ذریت اس عاقبت نامحمود نے بنام نہاد زیارت کعبہ سنہ ۱۲۲۱ھ اور آخر ایام سلطنت سلطان سلیم ثالث میں بڑی بھیڑ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ یہاں کے رہنے والے اُن کا پہلا حال عدالت اور دینداری کا سُن کر اُن کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور مشتاق ملاقات کے ہوئے۔ مگر چند آدمی کہ قریب اس عزیمت سے وہاں گئے تھے۔ اور نئے دین کا حال دیکھ سُن کر آئے تھے۔ انہوں نے مکہ میں اس کا تذکرہ کیا۔ اور لوگوں نے شریف سے عرض کی کہ حال اُن کا اچھا نہیں ہے۔ ترک کی فوج کو شام و مصر کی چھاؤنیوں سے بلوائیے۔ دیار عرب کے قبائل کو جمع کیجئے اور نجدیہ کا بندوبست کرنا ضروری ہے کہ سرحد حجاز میں نہ آجاویں اگر وہ یہاں آگئے تو پھر کچھ تدارک نہیں ہو سکے گا۔ شریف نے اُسی پہلے حال سے دھوکا کھا کر کہا کہ معاذ اللہ

لہ قدرت خداوندی کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ عبدالوہاب کے سگے بڑے بیٹے مولانا شیخ سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ وہابیت سے سخت بیزار تھے انہوں نے رد نجدیت میں "الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ" نامی کتاب لکھی مولانا غلام معین الدین نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ مدیر سواد اعظم اس کا ترجمہ کرکے شائع کیا تھا۔ ۱۲ (شرف قادری)

میں خدا کی زیارت کرنے والوں کو روکوں۔ اور کہنے والوں پر بڑا غصہ کیا۔ کہ پھر کوئی اس طرح مفسدانہ بات نہ کہے اس عرصہ میں خبر آئی کہ مسعود نامسعود انبوہ نامعدود لے کر چڑھا آتا ہے۔ پھر لوگوں نے شریف سے کہا کہ آپ کی غفلت سے حرم کی ہتک اور جانوں کا قتل اور مالوں کی لوٹ ہو جائیگی۔ شریف نے وہی جواب دیا کہ مسلمان سنت پر چلتے اور تقویٰ کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ ایسے بڑے گناہ اُن سے نہیں ہونے کے یہاں یہی قیل وقال رہی کہ وہ اشقیا قرن المنازل تک کہ میقات نجد کا ہے۔ آ پہنچے۔ وہاں سے مکہ کو چھوڑ دوڑ ماری طائف پر اور بے جہت اور بے باعث پرسش چاروں طرف سے گھیر کر مارنا شروع کیا جو سامنے آیا۔ کیا مرد کیا عورت کیا چھوٹا کیا بڑا سب کو شہید کیا۔ اور مسجد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اور آثار متبرکہ سب ڈھا کر زمین کے برابر کر دیئے۔ تمام مال ومتاع مار لوٹ کے لے گئے تھے چھوٹے مارا مار کرتے مکہ معظمہ پر آئے۔ ایک منزل مکہ باقی رہا تھا کہ کچھ بچے بھاگے طائف کے آگے آ پہنچے اور طائف کا ماجرا شریف سے عرض کیا۔ شریف کے پاس صرف پانچ سو غلام تھا اور مدد بلانے کی مہلت کہاں تھی۔ اور کتاب التوحید بھی ایک دن پہلے مکے میں آئی تھی۔ علمائے مکہ نے حرم میں اجماع کیا کفر پر نجدیہ کے اور حرم کے خدام اور شہر و بازار کے لوگوں کو متفق کیا۔ اس سے لڑنے پر اور فتویٰ اجماعی ٹھہری چاروں مذہبوں کے عالموں کا بعد مہر ہونے کے شریف کو دیا اور کہا کہ سب مسلمان آپ کے ساتھ لڑنے کو تیار ہیں اور سامان درست کرنے میں لڑائی کے مشغول ہیں۔ علی الصباح آپ سب جمعیت کے ساتھ حرم کی حد پر چل کر ان کو روکیں اور لڑیں۔ یہ جو اجماع وغیرہ کا جمعہ کے دن ساتویں محرم سنہ ۱۲۲۱ھ کو ہوا۔ آٹھویں تاریخ صبح کو سب لوگ تیار منتظر شریف کی برآمد کے تھے۔ شریف برآمد نہ ہوئے۔ طائف کا حال سُن کر گھبرا گئے اور

اپنی غفلت پر شرمندہ اور فوج کے نہ ہونے سے ڈرے ہوئے تھے اور ابھی تک
اس شبہ میں کہ شاید طائف والوں نے پہلے قصہ شروع کیا ہو اور اس گمان پر
مطمئن کہ طائف میں جو ہوا سو ہوا حرم میں تلوار نہ چلائیں گے اور لوٹ مار نہ کریں
گے کہ کلمہ پڑھتے ہیں لوگوں نے ہر چند عرض کیا کہ یزید و حجاج و قرامطہ کے وقت میں کیا
کیا نہ ہوا۔ وہ بھی کلمہ پڑھتے تھے اور حال نجدیہ کے عقائد کا کتاب التوحید سے اور
افعال کا واقعہ طائف سے ظاہر ہو گیا ہے اور ہر طرح کی باتیں بوساطت معروض
کیں مگر شریف باہر نہ نکلے۔ اس عرصہ میں شریف کے غلام بھی اور اہل شہر سے
متفق ہوئے اور شریف سے اذن چاہا۔ شریف نے کہا کہ میں حکم قتال کا بیت
اللہ کی زیارت کے آنے والوں کو کیونکر دوں۔ اسی تکرار میں پھر دن آگیا اور کوئی بات
قرار نہیں پائی تھی کہ ناگہاں خبر آئی کہ نجدیہ تلواریں مارتے اور لوٹ کرتے ہوئے
داخل حد حرم کے ہوئے۔ اس وقت شریف کو ان خبیثوں کی خباثت کا یقین ہوا
سوائے بھاگ جانے کے کچھ چارہ نہ دیکھا اپنے غلاموں کو ساتھ لے جدہ کو چلے
گئے۔ اور وہاں کے قلعہ میں پناہ پکڑی اور مکہ کے رہنے والے مرد و عورت گھروں
کو چھوڑ کر کچھ پہاڑوں پر چڑھ گئے، کچھ مسجد الحرام کو پناہ سمجھ کر اس میں آ بھرے
نجدی بیدین بے اس کے کہ کوئی مقابلہ کریں۔ چاروں طرف سے کمال سفاکی
اور بے باکی کے ساتھ مسجد الحرام میں گھسے۔ وہ لوگ کہ کعبہ کے پردہ میں چھپے اور
قبہ زمزم و حطیم و مقام ابراہیم میں دبے ہوئے تھے ان کا بھی پاس نہ کیا۔ اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ کیا کہوں جو انہوں نے کیا۔ دل یاری نہیں دیتا حجر
اسود تک ان کے ظلم سے نہ بچا کہ اس میں بھی صدمات زد و ضرب سے شق آ گیا تمام اہل
شریف اور اہل مکہ کے گھروں کا اور حرم کے کارخانوں کا اور نذر کعبہ اپنے تصرف میں
لے لیا اور کچھ نہ چھوڑا جب حکم دیا کہ اہل مکہ پہاڑوں سے آکر اپنے گھروں میں آباد

ہوں۔ مگر جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہو اس کو مار ڈالو۔ لیکن مکہ کے شریفوں کی
قوم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت اور سیادت انکی صحیح اور
تمام عالم میں معتبر کسی کو امان نہیں دیا کیا مرد کیا عورت کیا چھوٹا کیا بڑا جہاں پاؤ مار
ڈالو اس حکم کے مشہور ہونے سے اہلبیت نبوی میں جس کو طاقت بھاگنے
کی تھی جدھر کو راہ پائی آوارہ ہو گئے۔ اور جو ان اشقیا کے ہاتھ پڑا شہید ہوا باقیماندہ
لوگ اپنے گھروں میں آئے اور سامان و اسباب سے صاف خالی تھے اے مسلمانوں
سنو اور رو و اور عبرت پکڑو جس جگہ کے جانور کا شکار کرنا اور سایہ اور پانی سے
بھگانا اور درخت کاٹنا اور گھاس اکھاڑنا اور پتہ جھاڑنا حرام ہوا اور آدمی کا
گناہ کے قصد کرنے پر ماخوذ ہو۔ اور درندہ جانور بکری وغیرہ کے پیچھے دوڑے
اور وہ بکری حرم کی حد میں گھس جائے تو درندہ پھر جاتا ہے اور حرم کی حد میں
داخل نہیں ہوتا اور اڑنے والے جانور جو اڑتے ہیں۔ خانہ کعبہ کے مقابل آجاتے
ہیں تو دائیں بائیں پھر جاتے ہیں۔ اس گھر کے اوپر نہیں گذرتے ہیں اور اسی
طرح کے بہت ہیں۔ ان شیاطین اور سفاکان بیدین نے ایسے مکان متبرک
میں کیا کیا بیدینیاں کیں۔ بعد فراغت کے تخریب مکہ معظمہ سے متوجہ ہوئے
مدینہ منورہ کے غارت کرنے پر تھوڑی سی فوج لے کر دوڑے۔ راہ میں جس کو پایا شہید
کرتے گئے مدینہ منورہ پر جا چھاپہ مارا اور جو مکہ معظمہ میں کیا تھا اسی سے مدینہ منورہ
میں بھی منہ اپنا کالا کیا۔ لوٹ مار کے سوا مساجد مقدسہ اور مقابر متبرکہ اور آثار صحابہ
و اہل بیت سب مسمار کر ڈالے کیا مکہ معظمہ میں کیا مدینہ منورہ میں کیا راہ میں اور وہ
سب مسجدیں کہ ان ملحدوں نے ڈھائیں بنائی ہوئی صحابہ و تابعین اور اس
وقت سے اب تک زیارت گاہ تمام مسلمانوں کی تھیں کہ کتب فقہ و حدیث

ف حدیث شریف میں ہے جو شخص اہل مدینہ کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسکو
آگ میں سیسے کی طرح پگھلا دیگا جیسے پانی میں نمک (مسلم شریف ج ۱ صفحہ ۴۴۴) ۱۲ شرف قادری

میں اُن مکانوں کی زیارت اور اُن میں نماز کو ادا کرنا آداب میں لکھا ہے اور بعضے
کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے بنائی ہوئی تھیں یہ غضب دیکھو
مسجد قبا میں بھی ان ملحدوں نے کمال بے ادبی کی۔ آخر کو روضہ مقدسہ نبویہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو کہ صنم اکبر نام رکھا تھا ارادہ ڈھانے کا کیا
اور ایک جماعت نیت ناپاک سے وہاں گئی جبھی کہ دروازہ کھولا ایک اژدھا
کی پھنکار کی آواز آئی کہ سب خاک سیاہ ہو گئے اور روح ناپاک اُن کی دوزخ کو
پہنچی۔ الحاصل وہاں ظلم سے پیٹ بھر کر مع تمام اسباب و سامان نقد و جنس مکہ کو
ہو کر فوج میں ملے اور پاؤں پھیلائے۔ حجاز و نجد کے پاس کے شہروں پر دست درازی
کی بعضے عراق کے شہروں کو بھی جو فوج سے خالی تھے لوٹ لیا اور قتل کیا کربلائے
معلی میں بھی جو مدینہ منورہ میں کیا تھا کیا۔ مگر جدہ پر قصد نہ کر سکے کہ قلعہ مستحکم
تھا اور اس میں توپیں بھی تھیں اور شریف بھی باہر آنے کی طاقت نہ رکھتے
تھے۔ اسی حال میں ایک زمانہ گزر گیا۔ عجیب طرح کا مخمصہ تمام ملک کے رہنے
والوں کی جان پر تھا۔ شروع اس فتنہ کا سلطان سلیم ثالث کی سلطنت میں ہوا کہ
اسکی بد فکری اور بے عقلی کے سبب سلطنت کی کچھ شوکت نہ رہی تھی اور سب
پاشا آپس میں لڑتے مرتے تھے کسی کو اس طرف توجہ کی فرصت نہ تھی۔ یہ فتنہ زور پکڑ
گیا اس عرصہ میں سلطان مصطفیٰ رابع خلف سلطان عبد الحمید خان مرحوم نے سلطان
سلیم ثالث کو مارا اور آپ تخت سلطنت پر بیٹھا۔ کتنی مہینے گذرے تھے کہ مصطفےٰ
بیرقدار نے سلطان مصطفےٰ کا خلع و قتل کیا۔ جب سلطان محمود خان غازی خلف
سلطان عبد الحمید خان کہ مرد با خدا تھا۔ بادشاہ ہوا اپنی سلطنت کی پراگندگی
کو حکمت عملی سے جمع کیا۔ محمد علی پاشا والی مصر کو حکم جہاد کا نجدیوں پر دیا۔
محمد علی پاشا نے ابراہیم پاشا کو حجاز بھیجا اُس نے آکر ایسا تدارک کیا کہ نام و نشان

نجدیوں کا باقی نہ رہا اور قتل عام کیا جتنا اسباب کہ مکہ مدینہ کربلا وغیرہ کا لوٹ لے
گئے تھے سب لا کر جہاں کا تہاں پہنچا دیا اور جس مالک نے اپنی چیز کی شناخت
کی اس کے حوالے کر دیا اور باقی مال مملوکہ نجدیوں کا مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جیسا
چاہیے ویسی تلافی کی اور مسجدیں متبرکہ اور آثار شریفہ جو نجدیہ نے توڑ ڈالے تھے۔
سب کے بننے کا حکم دیا۔ اسی عرصہ میں ملک یمن کے جنگلی گنواروں شیعہ زیدیہ
مذہب نے کہ دین و آئین سے محض ناواقف اپنے طریق کے اصول و فروع سے
جاہل مطلق سوائے راہ لوٹنے اور مار ڈالنے کے کچھ جانتے نہ تھے۔ اس مذہب کو
اپنے مذاق کے موافق پایا اور بڑی خوشی سے قبول کیا مسلمانوں پر جہاد کیا مخا اور
حدیدہ دو شہر ہیں ملک یمن کے سمندر کے کنارے پر لوٹ لئے جب فوج
ترک کی حجاز سے آئی کچھ مارے گئے کچھ جنگلوں کو بھاگ گئے۔ جب سلطان محمود
خان غازی جنت نصیب ہوا اس کا بیٹا عبد المجید خان غازی تخت نشین
سلطنت روم ہوا۔ نظم و نسق اپنا شاہانہ جاری کیا۔ سب پاشا اس کے مطیع ہوئے
محمد علی پاشا والی مصر سے ملک حجاز و یمن وغیرہ جو ضعف سلطنت کے حال
میں اُن پر متصرف ہو گیا تھا نکال لئے بموجب اس حکم کے فوج محمد علی پاشا کی کہ واں
مصر ہوتی اور فوج سلطانی بنادر یمن تک آئی تھی کہ زیدیہ مذہب سیدوں ساکن نواح
مخا و حدیدہ نے مذہب نجدیہ کا اختیار کر کے مکان کو فوج سے خالی دیکھ کر
تاخت و تاراج کیا اور ہر ایک مکان میں ایک ایک امیر المومنین ہو گیا عجب
طرح کا ظلم برپا کیا۔ راقم نے سنہ ۱۲۵۵ھ میں اسی حال پر چھوڑا۔ پھر سنا کہ فوج ترک
کے آنے سے ان کا کام تمام ہو گیا۔ اسی طرح ملک مسقط کے گنواروں خارجی
مذہب والوں نے اس مذہب کو پسند کیا اور لوٹ مار شروع کی۔ حاجیوں اور
سوداگروں کے جہاز لوٹ لئے مسقط کے بادشاہ نے کہ نام اس کا سعید ہے

اُن کا قتل عام کیا بالآخر سب کا استیصال ہو گیا۔ اب تمام ملک عرب حجاز و شام و یمن وغیرہ میں اس مذہب کا نام و نشان باقی نہیں سوائے چند گنواروں ایک چھوٹے سے جنگل بریمن کے کہ نام اُس قبیلہ کا اسیر ہے کہتے ہیں کہ کچھ کچھ باقی ہیں۔ والعلم عند اللہ اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور تمام مسلمانوں کے شہروں میں جو روم و شام و مصر و عراق وغیرہ کے ہیں۔ کوئی اس مذہب کو ظاہر نہیں کر سکتا یہ حال ہے عرب کے نئے دین والوں کا۔

اور ہندوستان میں اس دین کے پھیلنے کا یہ قصہ ہے کہ مولوی اسمٰعیل کی فکر میں حد سے اور طبیعت میں مذہب سے بے قیدی کی رغبت پہلے ہی سے تھی اور رگ

ؒ بعد کا واقعہ یہ ہے کہ فرانس برطانیہ اور روس کی متحدہ طاقت نے جب ترکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سنہ ۱۹۲۳ء میں مصطفیٰ کمال پاشا نے ترکی کے بقیہ حصے پر غیر اسلامی راج قائم کیا تو اس کے بعد حرمین شریفین کا کوئی محافظ نہ رہ گیا میدان خالی دیکھتے ہوئے پھر دوبارہ نجد کا بھیڑیا انگریزوں کی شہ پاکر مکہ و مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ اور حجاج و یزید کی یادگار بن کر حرمین پر ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے دیکھو خطبۃ النور صفحہ ۱۷۷ مصنفہ مولانا سید سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ماہنامہ رضوان لاہور بابت جولائی سنہ ۱۹۷۲ء صفحہ ۲۷ میں ہے کہ سنہ ۱۹۲۵ء کے آخر میں ایک فتنہ عظیم رونما ہوا۔ امیر ابن سعود والیٔ نجد نے انگریزوں کے ایماء پر مملکت حجاز پر فوج کشی کردی شریف حسین بادشاہ حجاز سے چونکہ بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر سلطنت برطانیہ کا بگاڑ ہو گیا تھا اس لئے انگریزوں نے والیٔ نجد کو سیاسی جوڑ توڑ اور مالی و فوجی امداد و اعانت کے ذریعہ حجاز پر حملہ کرنے کی ترغیب دی نجدیوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں چند مختصر لڑائیوں کے بعد سلطنت حجاز پر قبضہ کر لیا۔ شریف حسین گرفتار ہوا۔ اور انگریزوں نے اسکو جزیرہ قبرص میں لے جاکر نظر بند کر دیا اور کچھ عرصہ بعد اسی مقام پر اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا شریف علی چند روز کیلئے تخت حجاز پر بیٹھا لیکن جلد ہی اسکو ابن سعود کے ہاتھوں شکست کھانی پڑی اور وہ بھی بالآخر مجبور ہوا۔ نجدیوں نے حرمین شریفین کے آثار متبرکہ و مقابر و مساجد کو منہدم کرا دیا۔ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع کے تمام قبے مسمار کر دیئے گئے مکہ معظمہ کے آثار مقدسہ مثل مولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اسی قسم کے دیگر مقامات مطہرہ کو بالکل پامال کرا دیا مسجد جن =

اُن کے اس سبب سے اُن سے ناراض بھی تھے شاہ عبد العزیز صاحب نے آخر عمر میں اپنا تمام ملوکہ منقولہ غیر منقولہ کہ ہر جنس کثرت سے تھی حرم اور نواسوں وغیرہ کو ہبہ کرکے قابض کرا دیا مگر مولوی اسمٰعیل کو کچھ نہ دیا جب شاہ صاحب نے انتقال کیا۔ کوئی بزرگوں میں نہ رہا۔ مولوی اسمٰعیل کھلے بندوں کھیل کھیلے تین چشمے فساد کے دین میں اُن کی ذات سے جاری ہوئے۔ ایک فتنہ ظاہریہ کا کہ قیاس و تقلید حرام ہیں۔ اور ائمہ مجتہدین و فقہائے مقلدین فاسق ہیں۔ بلکہ کافر یہ مفسدہ تھوڑا سا شاہجہان آباد میں اور پورا نواح عظیم آباد وغیرہ پورب کے شہروں میں پھیلا۔ ایسے جاہل کہ ابوحنیفہ کا لفظ بھی صحیح نہیں بول سکتے تھے کو پے اور شین کو سین کہتے ہیں۔ اماموں اور مقلدوں کو برا کہتے ہیں اور ان کی طرف خطا اور گمراہی کی نسبت کرنے میں کچھ تامل نہیں کرتے اور مولوی اسمٰعیل کی زبان درازیاں اور بے ادبیاں ائمہ و فقہاء کے ساتھ مشہور ہیں۔ دیکھو تنویر العینین میں لکھا ہے۔

ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحة الدالة علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترك قول امامه ففیه شائبة من الشرك۔ ترجمہ۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایک شخص معین کی تقلید کا التزام

= مسجد ابو قبیس مسجد نور وغیرہ کو منہدم کرا دیا حتیٰ کہ روضۂ مطہرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی گرانے کا ارادہ کیا۔ ۱۲ سوانح اعلیٰ حضرت از مولانا بدرالدین احمد قادری ؒ ظاہریہ ایک فرقہ ہے۔ خارج اہل سنت سے رجوم الشیاطین میں جو رد ہے تحفہ اثنا عشریہ کے جواب تصنیف مرزا محمد کشمیری کا لکھا ہے قولہ آنکہ بعضے از اہل سنت مانند داؤد و متبعانش لم طرفہ تماشاست کہ ایں معترض را تمام عالم اہل سنت نظر می آید داؤد ظاہری و متبعانش را از اہل سنت شمرده در حد مرتبہ از سفاہت است اہل سنت او را متروک ساختہ اند و بہ اختلال عقل و فساد عقیدہ نسبت کردہ اند چہ او منکر قیاس است و قائل بحدوث قرآن و لہذا امام احمد بن حنبل او را پیش خود آمدن نداده اند و ایں خود مشہور و معروف است کہ مذہب اہل سنت را مقابل مذہب اہل ظواہر و ظاہریہ گویند ==

کرنا کیونکر جائز ہوا باوجود ممکن ہونے رجوع کے اُن روایتوں کی طرف کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کہ صاف دلالت کرتی ہیں تقلید کئے گئے امام کے قول کے خلاف پر پھر اگر اپنے امام کے قول کو چھوڑ نہ دے۔ تو اس میں میل ہے شرک کا تقا پہلے اماموں کی تقلید کی حقیقت سمجھ لینا چاہیئے وہ یہ ہے کہ بعد گذر جانے زمانۂ اصحاب کرام کے حدیث کی روایتوں میں اختلاف و تعارض بکثرت ہوا

لہ چنانچہ مقابل معتزلہ وجہمیہ باطنیہ وکرامیہ ونجاریہ وغیرہ غلط این رافضی معترض است چنانچہ سابق مذکور گذشت کہ تسنن را قیاس بر تشیع می کند چنانکہ مدار تشیع بر قول بامامت حضرت مرتضیٰ ست بلافصل با ہر عقیدہ کہ باشد ہمچناں مدار تسنن بر قول خلافت خلفاء ثلثہ است با ہر عقیدہ کہ باشد حال آنکہ چنیں نیست بلکہ تسنن مقابل مذاہب باطلہ وعقائد فاسدہ است شروط ولوازم تسنن بسیار است یکے از ان جملہ بخلافت خلفاء ثلثہ ہم است ۱۲
لہ ہزار نکتۂ باریکتر ز مو اینجاست * نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔ حالا اقوال علماء اہل سنت درحق داؤد ظاہری باید شنید در لسان المیزان شیخ ابن حجر مرقوم است وقد کان داؤد لا یدخل علی الامام احمد فمنعہ وقد کتب الی محمد بن یحیی الذہلی فی امرہ انہ زعم ان القرآن محدث فلا یقربنی قال محمد بن حسین بن حبیب سمعت داؤد یقول القرآن محدث قال ابن ابی حاتم تفقہ علی الشافعی ثم ترک ذلک ونفی القیاس والف فی الفقہ علی ذلک کتبا اشذ فیہا عن السلف وابتدع طریقہ ہجرہ رد اہل العلم علیہا ونقل ورّاق داؤد عن ابی حاتم انہ قال فی داؤد من کان ذا فضل لا یلتفت الی وساوسہ وخطراتہ۔ انتہی وہرگاہ حال داؤد ومتبعانش نزد اہل سنت معلوم شد پس استشہاد این معترض سفیہ باقوال او از قبیل استشہاد نخالف مذہب خود است محتاج جواب نیست نزد عقلا و علماء اہل سنت ہرگز در کتب فقہ قول او را نقل نمی کنند واگر در شروح حدیث۔ نقل کردہ اند محض برائے عبرت نقل کردہ اند تا دیگران دریں معنی احادیث خود بر ظاہر نخوند این قسم یاوہ گوئی نکردہ باشند رجوم الشیاطین ۱۲ شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں
والظاہری من لا یقول بالقیاس ولا بآثار الصحابۃ والتابعین
کداود وابن حزم

اور راویوں میں اچھے بُرے مل گئے یہانتک کہ بدمذہب لوگ بھی جیسے رافضی خارجی وغیرہ داخل ہوئے اور راویوں کے رد و قبول میں اختلاف ہوا ایک جس کو مانتا ہے دوسرا نہیں مانتا اور ایسے ہی الفاظ حدیث کے معنے میں بھی مختلف ہوئے کوئی ایک حدیث کے کچھ معنی کہتا ہے۔ کوئی اسی حدیث کی اور مراد ٹھیراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاص خاص بندوں کو توفیق دی کہ اپنی ساری ہمت اور سعی مصروف کی اس کام پر کہ دریافت کریں کونسی روایت صحیح کونسی غیر صحیح کونسی مقدم کونسی موخر کون راجح کون مرجوح کون راوی عدل کون راوی غیر عدل کون سے معنی معتبر کونسے غیر معتبر سو انہوں نے اس طرح کی ہر ایک بات کو جیسا چاہیئے خوب تحقیق کرکے ایک امر منقح ٹھیرایا اور جو صورتیں مسئلوں کی پیش آئیں کہ بعینہٖ قرآن و احادیث میں نہ ملیں۔ اُن کو قرآن و حدیث سے نکالا اور اصول شرعیہ کا ضبط کیا اس کا نام مذہب ہے۔ ہر ایک شخص کو یہ مرتبہ حاصل نہ تھا ان لوگوں کی پیروی کی۔ اس کا نام تقلید ہے۔ اور یہ بات کہ جب چاہا جس کسی کی چاہی پیروی کرلی کسی مسئلہ میں کسی کی اور کسی میں کسی کی۔ نرا دین میں کھیل ہے ایک چیز کو کبھی حرام کبھی حلال کبھی مکروہ جانے کبھی مباح۔ ایک صورت کے دو مقدموں میں کبھی مدعی کو حق دلائے کبھی مدعا علیہ کو اماموں کے زمانہ میں اور قریب قریب اُس کے اور بہت مجتہد تھے۔ رفتہ رفتہ اُن کے مذہبوں کا نشان نہ رہا۔ انہیں چار مذہبوں کی تحریر و تقریر و ضبط اصول و فروع و نظم کلیات و جزئیات جیسا چاہیئے ویسا ادا ہو اور سا ہو ہوا سواد اعظم امت مرحومہ نے ان چار مذہبوں میں سے جس کی چاہی تقلید اختیار کی۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں کہ چھ فرقوں کی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے۔ " از انجملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشاں بطریق واجب مخیر لازم الاتباع است بر عوام امت زیرا کہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشاں را میسر است فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون " اب دیکھو کہ مولوی اسمٰعیل

نے تمام لامعتین بدعت مرحومہ کو مشرک ٹھیرایا کہ اماموں کے وقت کے بعد سے اب
تک اہل سُنّت بھی چار فرقے ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اور حدیث کی کتابوں
میں کوئی حدیث مخالف اپنے امام کی دیکھ کر تقلید کو چھوڑ دینا جاری نہیں ہے
کیونکہ تحقیق حدیث کی جیسی کہ اماموں کو تھی۔ حدیث کی کتابوں کے جمع کرنے والوں
کو نہ تھی۔ اُن کتابوں کے دیکھنے والوں کا تو کیا مرتبہ ہے۔ ہر ایک کام کے واسطے
ہر ایک شخص خاص ہے۔ تحقیق ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح کے تعارض دُور کرنا
الفاظ سے مطالب کا نکالنا اور اس طرح کی باتیں جو ضروری ہیں اور اصول کی
کتابوں میں تفصیل مذکور ہیں۔ مجتہدوں کا کام ہے۔ اُن چاروں اماموں کے بالائیں
کام میں اور کوئی نہیں ہے۔ گویا اس بات پر امت کا اجماع و اتفاق ہو گیا ہے۔
اور حضرات محدثین کا کام جمع کرنا حدیثوں کا ہے۔

عقود الجمان فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ " اعمش علیہ الرحمۃ سے کچھ مسئلے
پوچھے گئے۔ انہوں نے ابو حنیفہ سے کہا کہ تم ان میں کیا کہتے ہو۔ ابو حنیفہ نے سب کے
حکم بیان کئے۔ اعمش نے کہا کہاں سے کہتے ہو۔ جواب دیا کہ تم نے فلانی حدیث کی
فلانے سے اور فلانی فلانے سے یوں روایت کی ہے اور بہت سی حدیثیں اسی
طرح پر بیان کیں۔ اعمش نے کہا کہ جو میں نے سو دنوں میں حدیث کی تھی تم نے
ایک ساعت میں بیان کی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ تم کو یہ حدیثیں معلوم ہونگی کہ وہ

لہ تنبیہ جلیل سنی حنفی یہ دو لفظ ایسے دائر و سائر ہیں جن سے شاید ہی کوئی شخص ناواقف
ہو مگر اکثر لوگ ان دونوں کا مفہوم ایک خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ سُنّی وہ ہے جو
اعتقاداً مذہب اہل سنت و جماعت رکھتا ہو۔ فروعاً حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہو اور
حنفی وہ ہے جو فروع میں امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالٰے عنہ کا مقلد ہو۔
اعتقاداً کچھ ہی مذہب رکھتا ہو۔ معتزلی ہو یا سنی یا کوئی اور مذہب۔ اسی بناء پر غیر مقلدین
نہ سنی ہیں نہ حنفی۔ اور دیوبندی حنفی ہیں لیکن سنی نہیں۔ یعنی یہ لوگ اعتقاداً تابع محمد بن
عبدالوہاب نجدی ہیں۔ عملاً مقلد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰے ہیں۔ غیر مقلدین عملاً و اعتقاداً
ہر طرح وہابی ہیں۔ ۱۲ از تاریخ وہابیہ و دیوبندیہ مرتبہ مولانا منشی محمد جلیل خاں صاحب رحمۃ
اللہ تعالٰے علیہ مدراسی۔ والمعتمد المستند ص ۲۰۳۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ۔

تمہارے کہ تم طبیب ہو اور ہم عطار اور تو نے اے شخص دونوں کو لے لیا ہے اور
اعمش جب حج کو چلے علی بن مسہر کو بھیج کر ابو حنیفہ سے مناسک لکھوا منگوائے
اور اعمش سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا انہوں نے اشارہ کیا، ابو حنیفہ کے حلقہ کی
طرف اور کہا کہ اُن کو لازم پکڑو کہ جب اُن کو کوئی مسئلہ آگے آتا ہے تو ہمیشہ
اُس کو آپس میں پھیرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ صواب کو پہنچے۔ وکیع بن جراح
کے آگے کسی نے کہا کہ ابو حنیفہ نے خطا کی۔ وکیع نے کہا کہ وہ کیونکر خطا کرے حال یہ
کہ اُس کے ساتھ ابو یوسف و زفر و محمد سے لوگ ہوں۔ اجتہاد اور قیاس میں اور
یحییٰ بن زکریا اور حفص و حبان و مندل سے لوگ حفظ حدیث میں اور قاسم سے
لغت عربیہ میں اور داؤد فضیل سے زہد و ورع میں جس کے ایسے اصحاب جلسہ
ہوں وہ خطا نہ کریگا اور اگر کریگا بھی تو یہ لوگ حق کی طرف پھیر دینگے۔ وکیع نے
کہا کہ جو اس طرح کی بات کہے وہ مثل انعام کے ہے بلکہ ان سے بھی گمراہ تر
عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ابو حنیفہ کا قول ہمارے نزدیک مثل اثر رسول کے ہے
جہاں ہم اثر نہیں پاتے مسعر بن کدام نے کہا کہ ہم نے طلب کیا ابو حنیفہ کے ساتھ
حدیث کو سو حدیث میں غالب آیا ہم پر ایسے ہی زہد میں اور فقہ میں تو دیکھتے
ہو کیا حال ہے۔ حافظ عبدالعزیز اور ابو محمد حارثی اور ابراہیم بن حاویہ وغیرہ نے
نقل کیا ہے کہ علامت سنی ہونے کی ہے محبت ابو حنیفہ کی اور بغض ابو حنیفہ
کا علامت بد مذہبی کی ہے۔ ابو حنیفہ بڑے حافظ حدیث تھے۔ ورنہ یہ رتبہ
اجتہاد کا کیونکر حاصل ہوتا۔ چار ہزار شیخ ائمہ تابعین وغیرہ سے حدیث لی اور
اُن سے جتنے لوگوں نے روایت کی ہے شمار سے باہر ہیں اور ائمہ اسلام سے
اُتنے لوگوں نے روایت نہیں کی اور نہ اوروں کے اتنے اصحاب و تلامذہ ہیں اور
کسی شخص سے علماء کو ایسا انتفاع نہیں ہوا۔ جیسا کہ ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب
سے احادیث مشتبہ کی تفسیر میں سفیان ثوری نے کہا کہ ابو حنیفہ کا علم بہت بڑا
تھا جو اثر رسول اللہ سے صحیح ہوتا اس کو لیتے اور حدیث کے ناسخ و منسوخ کو

خوب جانتے تھے اور ثقات کی حدیث طلب کیا کرتے تھے اور یہ کہ آخر فصل رسول اللہ
کا کیا ہے اور علماؑ نے کیا کہا ہے۔ امام شافعی اور سفیان بن عیینہ اور عبداللہ ابن
المبارک وغیرہم نے کہا کہ ابوحنیفہ سے بڑا ہم نے کوئی فقیہ نہ دیکھا نہ سنا۔ یزید بن
ہارون نے کہا احفظ اپنے زمانہ کے تھے حافظ مکی نے کہا اعلم زمانہ کے تھے ابی یحییٰ
حمانی نے کہا کہ میں نے کسی کو ابوحنیفہ سے بڑھ کر نہ دیکھا۔ ہر باب میں الجواب
خیر سے جس کو ملایا ابوحنیفہ کے ساتھ ابوحنیفہ کو ہر بات میں افضل پایا ہیں نے
یہ تھوڑا سا کچھ بطور نمونہ نقل کیا ہے اُس کتاب سے کہ تصنیف شافعی مذہب کی
ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اعتقاد اکابر کا ایسا تھا۔ پھر مولوی اسمٰعیل نے لکھا۔

کما یدل علیہ حدیث الترمذی
عن عدی بن حاتم انہ سئل رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن قولہ
تعالیٰ اتخذو احبارھم ورھبانھم
اربابا من دون اللہ والمسیح ابن
مریم فقال یارسول اللہ انا لم
نتخذ احبارنا ورھباننا اربابا فقال
الکم احللتم ما احلوا وحرمتم ما
حرموا اذ لیس المراد بالتقلید فی
العقائد علی ماینطق بہ لفظ
احللتم وحرمتم فان التحلیل و
التحریم انما یستعملان فی الافعال
ولیس المراد بہ التقلید مطلقا
والا لزم تکلیف کل عامی بالاجتہاد
ولیس المراد بہ رد النصوص و

جیسے کہ دلالت کرتی ہے اُس پر حدیث ترمذی
کی عدی بن حاتم سے کہ سوال کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ نصاریٰ نے احبار اور رہبان کو رب
ٹھیرایا اور ہم نے رب نہیں ٹھیرایا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم
نے حلال جانا اسکو کہ اُنہوں نے حلال کیا
اور حرام جانا اسکو کہ اُنھوں نے حرام کیا
مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں اسواسطے کہ مراد
تقلید عقائد میں نہیں ہے کہ حرام حلال
کا لفظ افعال ہی میں آتا ہے اور نہ مطلق
تقلید مراد ہے کہ ہر عامی کو اجتہاد کی
تکلیف لازم ہوگی۔ اور نہ نصوص کا
رد و انکار اماموں کے مقابلہ میں مراد
ہے اور اگر نہیں یعنے یہ مراد ہو تو وہ

انکارھا فی مقابلۃ قول ائمتھم
والا لم یکونوا نصاریٰ بل المراد
ھو تاویل الدلائل الشرعیۃ
الی قول ائمتھم فعلم من ھذا ان
اتباع شخص معین بحیث یتمسک
بقولہ وان ثبت علی خلافہ دلائل
من السنۃ والکتاب ویؤول الی قولہ
شوب من النصرانیۃ وحظ من
الشرک والعجب من القوم لایخافون
من مثل ھذا الاتباع بل یخیفون
تارکہ فملحق ھذہ الامۃ فی جوابھم
وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون
انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہ
علیکم سلطانا فای الفریقین احق
بالامن ان کنتم تعلمون فقد بین
وانصف لاتکن من الممترین و
نعوذ باللہ ان تکون من المتعصبین

نصاریٰ نہ ہوتے بلکہ مراد دلائل شرعیہ
کا تاویل کرنا ہے۔ اپنے اماموں کے قول
کی طرف اس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص
معین کی پیروی کرنی کہ اس کے قول کو
مانے اگرچہ اس کے خلاف پر حدیث
و قرآن سے دلیلیں ثابت ہوں اور امام
کے قول کی طرف تاویل کرے نصرانیت
کا میل ہے اور حصہ ہے شرک سے اور
تعجب ہے قوم سے کہ نہیں ڈرتے۔
ایسی پیروی سے بلکہ ڈراتے ہیں اُس
کے چھوڑنے والے کو۔ سو کیا ٹھیک ہے
یہ آیت اُن کے جواب میں وکیف
اخاف الآیۃ یعنی میں کیونکر ڈروں۔
تمہارے شریکوں سے اور تم نہیں ڈرتے
کہ شریک ٹھیراتے ہو اللہ کے ساتھ جس پر
نہیں اُتاری اُس نے تم کو کچھ سند اب
دونوں فرقوں میں کس کو چاہیئے کہ خاطر جمع
رکھے اگر سمجھ رکھتے ہو۔

دیکھو نصاریٰ جو کرتے تھے اُس کا انکار کیا اور جو اُن پر ثابت کیا وہ آپ
عمل میں لائے۔ نصاریٰ احبار و رہبان کی اطاعت بالاستقلال کرتے تھے اُن
کے احکام کو اللہ کے احکام کے مانند جانتے تھے۔ ان کے حلال حرام کئے ہوئے
کو، اللہ کے حرام حلال کئے ہوئے کے مانند جانتے تھے اور اُنکے حکم اللہ کے حکم کے
خلاف ہوتے۔ جب بھی اُنہیں کے حکم کی پیروی کرتے۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے

"دریں جا باید دانست کہ چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک و کفر است
اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفر است و معنی اطاعت غیر بالاستقلال
آنست کہ اورا مبلغ احکام او ندانستہ ربقۂ اطاعت او در گردن اندازند و تقلید
او لازم شمارند و باوجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او
برندارند و ایں ہم نوعے است از اتخاذ انداد کہ آیت اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ
رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ بہ نکوہش آں
فرمودہ اند۔" دوسری جگہ لکھا ہے۔ "در یہودیت شما و نصرانیت شما بغیر خدا میلان
بسیار است گاہے بعزیر میل میکنید گاہے بمسیح و گاہے بہ پیشوایان خود بے تحقیق صدق و راستی
ایشان میل میکنید و احکام انہارا مانند احکام خدا میدانید چنانچہ در آیت دیگر مصرح
است۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ
ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ
عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ حال آنکہ ابراہیم ازیں ہمہ وجوہ شرک و کفر مبرا بودہ مَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ یعنی و نبود ابراہیم از مشرکان نہ در عبادت و نہ در خلق و
تدبیر و نہ در تحریم و تحلیل و شما ہم در عبادت عزیر و مسیح را شریک او میکنید
و ہم در خلق و تدبیر اسلاف خود را شریک میکنید و میدانید کہ آنہا برخلاف حقی

لہ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں ومنہا انہم کانوا یتخذون احبارہم و
رہبانہم اربابا من دون اللہ تعالیٰ بمعنی انہم کانوا یعتقدون ان ما احلہ
ہٰؤلاء حلال لا باس بہ فی نفس الامر وان ما حرمہ ہٰؤلاء حرام یؤاخذون
بہ فی نفس الامر ولما نزل قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارہم ورہبانہم الآیۃ
سال عدی بن حاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلک فقال کانوا
یحلون لہم اشیاء فیحلونہا ویحرمون علیہم اشیاء فیحرمونہا وسر
ذلک ان التحلیل والتحریم عبارۃ عن تکوین نافذ فی الملکوت ان الشیٔ الفلانی
یؤاخذ بہا ولا یؤاخذ بہ فیکون ہذا التکوین سببا للمؤاخذۃ وترکہا وہذا
فی صفات اللہ تعالیٰ واما نسبۃ التحلیل والتحریم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فبمعنی ان قولہ امارۃ قطعیۃ لتحلیل اللہ وتحریمہ واما نسبتہما الی المجتہدین
من الامۃ فبمعنی روایتہم ذلک فی الشرع او استنباط معنی من کلامہ الی الخ

او تعالیٰ مارا فتح و نصرت میدہند و روزی میرسانند و اولاد میدہند و در آخرت
و در از عذاب خلاص خواہند کرد و نیز در سحر استعانت بارواح خبیثہ جنیان
می نمایند و ارواح کواکب را مدبر میدانند و در تحلیل و تحریم پیشوایان خود را از
احبار و رہبان با او شریک می کنند حلال و حرام کردہ آنہارا مانند حلال و حرام
کردہ خدا میدانند و باوجود یافتن نصوص کتاب برخلاف آں تقلید ایشاں
می گذرانند۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نصاریٰ کا کافر ہو جانا اس فعل سے ثابت فرماتا
ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تفسیر فرماتے ہیں تحلیل و تحریم
میں شریک ٹھیرانے سے اور مفسرین صاف لکھتے ہیں کہ باستقلال انکی اطاعت
لازم جانتے تھے اور اُن کے حکم کو مانند خدا کے حکم کے جانتے تھے اور اُن کا حکم
اگرچہ کھلا ہوا مخالف ہوتا اللہ کے حکم سے اُنہیں کے حکم کی پیروی کرتے تھے
یہی اُن کا کفر تھا۔

مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ وہ اماموں کے قول کے مقابلہ میں اللہ کے
حکموں کا رد و انکار نہ کرتے تھے اور اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے فقط کیا
خوش فہمی ہے قطع نظر اس سے کہ مولوی اسمٰعیل کا بیان خلاف ہے نص قرآنی
کے اور مخالف حدیث و تفسیر کے طرفہ یہ ہے کہ دلیل میں لکھتے ہیں۔ والا لم
یکونوا نصاریٰ۔ یعنی اگر نہیں تو نصاریٰ نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ تو نصاریٰ
کا کافر ہو جانا اس فعل سے ثابت فرماتا ہے اور مولوی اسمٰعیل اس کے مقابلہ میں
کہ اگر وہ اپنے اماموں کے قول کے مقابلہ میں نصوص کا رد و انکار کرتے تو نصاریٰ
نہ ہوتے۔ یہ بڑی خیرخواہی کی نصاریٰ کی مگر معلوم نہیں کہ نصاریٰ کس چیز کو
سمجھے مسیح کو ابن اللہ کہنے سے نصاریٰ نصاریٰ رہے اور اس فعل سے نصاریٰ نہ
ہوتے تازعم براین فہم ایسی ہی سمجھ تھی جبھی تو مجتہد بنے پھر لکھتے ہیں کہ مراد تاویل
کرنا دلائل شرعیہ کا ہے۔ اماموں کے قول کی طرف فقط اس کلام میں کئی خلل ہیں۔

ایک[1] یہ کہ وہ صریح خلاف ہے قرآن و حدیث و تفسیر کے۔ دوسرے[2] یہ کہ مذہب اہل سنت میں اول کافر نہیں ہوتا جاحد[3] کافر ہوتا ہے یہ مسئلہ نہایت مشہور ہے۔ تیسرے[4] یہ کہ شخص معین کی جو پیروی کرتا ہے اور اس کے قول کو مانتا ہے سبب یہ ہے کہ اُس نے دلائل شرعیہ سے اس قول کو ثابت کیا ہے اور جو باتیں دلیل سے مدعا ثابت ہونے میں ضرور ہیں۔ اس کو سب حاصل تھیں اور اس نے بعد ملاحظہ اطراف و جواب اور تحقیق ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح ضعیف و صحیح و رعایت جمیع شرائط کے ایک حکم لکھا اور اُس کی دیانت و عدالت و تقوی د

---

[3] جاحد کہتے ہیں نص قرآنی کے انکار کرنیوالے کو وہ کافر ہے اول یعنی تاویل کرنے والا کافر نہیں ۱۲

ف۔ تقویۃ الایمان کے اول میں لکھا ہے اور اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے ہیں اور کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں اور سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کرے اور جو موافق نہ ہو اسکی سند نہ پکڑے اور جو رسم اُس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دے اور یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ اور رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیئے ہمکو وہ طاقت کہاں کہ انکا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہماری کیا طاقت کہ اسکے موافق چلیں بلکہ ہمکو یہی باتیں کفایت کرتی ہیں سو یہ بات بہت غلط ہے۔ اسواسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں چنانچہ سورۂ بقر میں فرمایا ہے۔

ولقد انزلنا الیک ایات بینات وما یکفر بھا الا الفاسقون اور بیشک اتاریں ہم نے تیری طرف باتیں کھلی اور منکر اس سے وہی ہوتے ہیں جو لوگ بے حکم ہیں۔

ف۔ یعنی ان باتوں کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں بلکہ ان پر چلنا نفس پر مشکل ہے سو اسواسطے کہ نفس کو حکم برداری کسی کی بری لگتی ہے سو اس لیئے جو لوگ بے حکم ہیں وہ ان سے انکار رکھتے ہیں اور اللہ و رسول کے کلام کے سمجھنے کو بہت علم نہ چاہیئے کہ پیغمبر تو نادانوں کو راہ بتانے آئے تھے چنانچہ اللہ تعالی سورۂ جمعہ میں فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ (ترجمہ) وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے کھڑا کیا نادانوں میں ایک رسول اُن میں سے کہ پڑھتا ہے

مسئلہ کمال متفق علیہ امت کا ہے۔ پھر اگر تم ایسے لوگ کہ کسی بات میں اس شخص سے ایک اور لاکھ کی بھی نسبت نہیں رکھتے ہو۔ کم علمی اور کج فہمی کے سبب کسی دلیل کو اس کی مخالف سمجھو اپنی عقل و فہم کے باکوتی روایت کسی کتاب میں کہ وہ کتاب شاید اسی شخص کی سی تحقیقات نہ رکھتا تھا دیکھو اور اس شخص کے متبع پر شبہ وارد کرو وہ شخص دونوں کا حال در تبہ دیکھ کر مفضول کا کہنا نہ ماننے اور اس کی تقلید کو افضل کی تقلید سے اچھا نہ جانے یا ان شبہوں کا جواب دے ان باتوں سے کہ شخص معین کے کلام سے ضمناً یا صریحاً موافق دلائل تامہ شرعیہ کے معلوم ہیں یا انکی تاویل بیان کرے اور ایسی چیزوں سے کافر ہوجائے تو تم اپنے نزدیک پیغمبر ٹھیرے کہ جو تمہاری بات نہ مانے وہ کافر ہو جائے۔ ورنہ تم دعوی کرتے ہو۔ دلیل شرعی کا اپنے مطلب پر شخص معین نے بھی دلیل شرعی ہی سے لکھا تم اس کی دلیل کی تاویل کرتے ہو۔ اپنے قول کی طرف شخص معین کا متبع تمہاری دلیل کو تاویل کرتا ہے۔ اسکے قول کی طرف فرق

ان پر آیتیں اسکی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتیں اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح میں ف یعنی یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اُس نے ایسا رسول بھیجا کہ اُس نے بیخبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بہکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر جو کوئی یہ آیت سن کر یوں کہنے لگے کہ پیغمبروں کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں سمجھ سکتا اور اُن کی راہ پر سوائے بزرگوں کے کوئی نہیں چل سکتا سو اُس نے اس آیت کا انکار کیا۔ اور اس نعمت کی قدر نہ سمجھی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ جاہل لوگ ان کا کلام سمجھ کر عالم ہو جاتے ہیں اور گمراہ لوگ اُن کی راہ پر چل کر بزرگ بن جاتے ہیں۔ اس بات کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک بڑا حکیم ہو اور ایک بہت بیمار پھر کوئی اس بیمار سے کہے کہ فلانے حکیم کے پاس جا اور اس کا علاج کرا اور وہ بیمار یہ جواب دیوے کہ اس کے پاس جانا اور اس کا علاج کرانا بڑے تندرستوں کا کام ہے۔ یہ مجھ سے کیونکر ہو سکے کہ میں سخت بیمار ہوں سو وہ بیمار بڑا احمق ہے اور اس حکیم کی حکمت کا انکار کرتا ہے۔ اس واسطے کہ حکیم تو بیماروں کے علاج کے واسطے ہے جو تندرستوں ہی کا علاج کرے اور انہیں کو اس کی دوا سے فائدہ ہو اور بیماروں کو کچھ فائدہ نہ ہو تو وہ حکیم کاہے کا۔ غرض کہ جو کوئی بہت جاہل ہے اس اللہ و رسول کے کلام سمجھنے میں زیادہ رغبت چاہیئے اور جو بہت گنہگار ہو اُس کو اللہ و رسول کی راہ پر چلنے میں زیادہ کوشش چاہیئے۔ سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اُس کو سمجھیں اور اسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو درست کریں ۱۲

کیا ہے کہ وہی بیچارہ اکیلا کافر ہو جائے نہایت یہ کہ وہ بلحاظ اس کے کہ شخص معین تم سے
علم و فہم و دیانت و عدالت میں بہت زائد ہے۔ اور ہزاروں لاکھوں بڑے بڑے اہل
علم و فضل و صاحب کمال کہ تمہارے سارے استاد اب سے لیکر وہاں تک اور جن
کتابوں کا کہ تم نام لیتے ہو، اُن کتاب والوں کے بھی صدہا استاد اس شخص معین کے
متبع ہیں اور تمہارا طریقہ شاذ سواد اعظم کے خلاف تم کو قابل اس کے نہیں جانتا کہ
..... تمہاری تقلید اختیار کرے اور تمہارا دعویٰ یہ کہ ہم ہی حق پر ہیں اور ہمارے
سوا سب مخالف شرع ہیں۔ شرع صرف اُسی کا نام ہے۔ جو ہم نے سمجھا اور دیکھا
اتنا بھی تو تم نہیں سمجھتے ہو کہ تم بھی شخص معین ہو جب تم نے کہا کہ دلیل شرعی سے
یوں ثابت ہوا تمہارا کہنا جو کوئی مانے اور اُس پر دوسری طرح کی دلیلیں جو وارد ہوں
تو وہ اُن کی تاویل کرے۔ وہ بھی تو اُسی میں داخل ہو گیا۔ پھر تمہاری تکلیف لا طائل
سے کیا حاصل ہوا۔ چوتھے یہ کہ نص قرآنی سے صاف ظاہر ہے کہ نصاریٰ کافر مشرک ہو
گئے۔ احبار و رہبان کو رب ٹھہرانے سے اور حدیث شریف میں اس کی تفسیر موجود
ہے کہ تحلیل و تحریم میں شریک کرنے سے پھر جو مولوی اسمٰعیل نے لکھا کہ
مراد تاویل دلائل شرعیہ کی ہے۔ دیکھو یہ کیسی تاویل بعید ابعد محض بیگانہ ہے بلکہ قابل
تاویل کہنے کے بھی نہیں کہاں رب ٹھہرانا اور تحلیل و تحریم میں اللہ کا شریک ماننا اور
کہاں دلائل شرعیہ کا تاویل کرنا۔ اب صاف ثابت ہو گیا کہ جو مولوی اسمٰعیل نے مراد
آیت کی نہ پائی اور نسبت کیا نصاریٰ کی طرف۔ اس مقام میں آپ نے اُسی پر عمل کیا
بقول ان کے نصاریٰ تاویل کرتے تھے نص کو اپنے اماموں کے قول کی طرف مولوی اسمٰعیل
نے تاویل کی اپنے قول کی طرف جس طرح نصاریٰ نے رب اللہ ٹھہرایا احبار و رہبان
کو مولوی اسمٰعیل نے اُسی طرح بقول اپنے رب اللہ ٹھہرایا اپنے آپ کو۔
اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا۔ نصاریٰ کا حال ہے من اتخذ
الٰھہ ھواہ اُن کا حال ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
تقویۃ الایمان کے اول میں بھی ظاہریت کو خوب چمکایا اور لکھا۔ "اس زمانے

میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کوئی پہلوں کی رسموں کو سند پکڑتے
ہیں اور کوئی اپنی عقل کو کچھ دخل دیتے ہیں اور ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ
اور رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُسی کی سند پکڑے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ
دے[1]" فقط اور نیز طویل کے بعد لکھا۔ "سو ہر خاص و عام کو چاہیئے کہ اللہ اور رسول ہی
کے کلام کو تحقیق کریں اور اُسی کو سمجھیں اور اُسی پر چلیں اور اسی کے موافق اپنے ایمان کو
ٹھیک کریں[2]" فقط۔

پہلے وہ لطیفے اُن کے سمجھنا چاہیئے کہ کیا کام کیا ہے۔ ایک تو ہر خاص و
عام کو طلب علم دین اور تحقیق کتاب و سنت کا حکم دیا اور یہ بات صریح مخالف ہے
کلام الٰہی کے سورہ توبہ میں فرمایا ہے۔

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

اور نہیں ہے کہ سارے مسلمان نکلیں سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کے ایک گروہ کہ دین میں فقاہت حاصل کریں اور خبر دیں اپنی قوم کو جب پھر کر آویں اُنکی طرف شاید وہ بچتے رہیں۔

سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہر فرقہ میں سے چند لوگ دین میں فقاہت
حاصل کریں اور اپنی قوم کو خبر دیں۔ سب مسلمانوں کے واسطے یہ نہیں ہے۔ مولوی
اسمٰعیل برخلاف حکم خدا کے حکم کرتے ہیں کہ ہر خاص و عام کو چاہیئے اور جمہور مفسرین
اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

" طلب علم دین کی فرض کفایہ ہے۔ یعنی بعضوں نے ادا کیا سب کے ذمہ سے
اُتر گیا"۔ وہ سر لطیفہ یہ ہے کہ اہل سنت کے مذہب میں اصول دین کے چار ہیں
کتاب سنت اجماع قیاس۔ مولوی اسمٰعیل نے وہ اصل دین کے جڑ سے اکھاڑ

---
[1] تقویۃ الایمان ص۱۰۔ مطبوعہ مرکنٹائل پریس دہلی۔ [2] ایضاً ص ۴۔

ڈالے ایک قیاس کہ کل ظاہریہ اس کے منکر ہیں اور قیاس کو بہت بُرا کہتے ہیں اگرچہ آپ بھی قیاس کرتے ہیں اور یہ بیوقوفی و گمراہی کے سبب سمجھتے نہیں اتنا فرق ہے کہ اپنے قیاس فاسد کو نظر و استدلال نام رکھتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ نام بدل کر رکھنے سے حقیقت نہیں بدل جاتی۔ قیاس کو جہاں رد کرتے ہیں اُسی رد کے بیان میں وہی قیاس جابجا بھرا ہوتا ہے۔ دلوں پر جو پردہ پڑا ہے سمجھ نہیں سکتے دوسرا اجماع کہ بعضے اس کے بھی منکر ہیں۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے:۔

دریجا باید دانست کہ اصول احکام دین چہار چیز است کتاب و سنت و اجماع و قیاس زیرا کہ بعض احکام دین از کتاب ثابت شدہ مثل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حرمت خنزیر و حلت گاؤ و مانند آن و بعضے از قول و فعل پیغمبر کہ آنرا سنت نامند مثل نماز جنازہ و حرمت خر و استر و مانند آن و بعضے باجماع مجتہدین امت مثل حرمت بیع کنیزک کہ از مالک خود فرزندے آوردہ باشد و حرمت جمع درمیان دو خواہر در وطی بملک یمین و بعضے بقیاس ظاہر کہ غیر منصوص را بر منصوص قیاس کردہ باشند مثل حرمت سود گرفتن در فلوس و سکہا کہ صریح حق بزر و سیم میشود دریں باب" اور تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں کہ۔

"مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت کی اطاعت اور اُن کے حکم کا اتباع عوام امت پر فرض و لازم ہے" دونوں لطیفوں کا بیان تمام ہوا۔

اب اُن کی ایک ایک بات کا جواب سنو۔ وہ کہتے ہیں کہ اُن سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے کلام کو اصل رکھے اور اُس کی سند پکڑے" مولوی اسمٰعیل نے پہلوں کی رسموں کو سند پکڑنا اور بندگوں کے قصے دیکھنا اور مولویوں کی باتوں کو سند پکڑنا اور عقل کو دخل دینا جُدا جُدا راہیں ٹھہرائیں اور اللہ و رسول کے کلام کو سند پکڑنا جُدا راہ ٹھہرائی اور یہ راہ جو وہ چلے سو صراطِ مستقیم سے بہت بھٹک گئے کیونکہ وہ چاروں باتیں اللہ اور رسول ہی کے کلام سے ثابت ہیں۔ اور وہ چاروں راہیں اسی شارع عام کے شعبہ ہیں اور انہیں شعبوں سے اُس شارع عام ....

کا پید ھی راہ ہے اور جس نے اُن شعبوں کو چھوڑا وہ ہرگز شارع عام کو نہیں پایا۔ کوئی کسی کوئیں میں گرا کوئی بھیڑ بیں آوارہ ہوگیا۔ کوئی کسی جنگل میں شیر بھیڑیئے کا لقمہ ہوا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا

(اور چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اس کو پھیریں گے جس طرف پھر گیا اور اسے جہنم میں پہنچائیں گے اور پہنچا بُری جگہ۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار۔ اور فرمایا ہے۔

(بڑی جماعت کی پیروی کرو اسلئے کہ جو الگ ہوا آگ میں ڈالا جائیگا صحابہ میں سے جس کی اتباع کروگے ہدایت پاجاؤگے۔)

باپھم اقتدیتم اھتدیتم۔ اور فرمایا ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار اور فرمایا ایاکم والشعا وعلیکم بالجماعۃ وبالکافۃ اور فرمایا

(جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے جو الگ ہوا آگ میں ڈالا جائے گا گھاٹیوں سے بچو اور جماعت کو لازم پکڑو)

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی اور فرمایا

(لازم پکڑو میری سنت کو اور خلفاء راشدین جو میرے بعد ہونگے انکی سنت کو)

من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا واجر من عمل بھا۔

(اسلام میں جو شخص کہ نکالے اچھی سنت کو سو اسکو اس سنت کا اجر ہے اور جو اس سنت پر عمل کریگا عمل کرنے والے کا بھی اجر ہے نکالنے والے کے واسطے۔)

اور آیا ہے۔

ما راٰہ المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن

(مومنین جس کو اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔)

اور فقہا لکھتے ہیں۔

العادۃ الفاشیۃ من احدی الحجج

(عادت جو مسلمانوں میں پھیل جائے ایک حجت ہے)

اور سنت کی تعریف کرتے ہیں۔

الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین	دین میں جو طریقہ جاری ہو گیا وہ سنت ہے

یہ حال ہے پہلوں کی رسموں کی سند پکڑنے کا۔ اور بزرگوں کے قصے اور مولویوں کی باتوں کا حال تو ابھی شاہ عبد العزیز صاحب سے میں نے نقل کیا کہ مجتہدین شریعت اور مشائخ طریقت کی اطاعت بحکم خدا فرض ہے اور آیۂ کریمہ۔ فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اس مطلب پر سند لائے ہیں اور اھدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ صراط مستقیم راہ انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین کی ہے کہ ان کے اعمال کے دیکھنے سے اور ان کی باتوں کے سننے سے سیدھی راہ غیر سیدھی راہ سے جدا ہوتی ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے۔ لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم۔ جان لیں گے وہ لوگ کہ استنباط کرتے ہیں اس کو تم میں سے یعنی نکال سکتے ہیں۔

اور وہ جو کہہ دیا کہ عقل کو کچھ دخل نہ دے۔ عجب بات ہے عاقل سے کیونکر سرزد ہو اگر عقل کو کچھ دخل نہ دے تو اللہ و رسول کا کلام کیونکر سمجھے اور کس طرح سند پکڑے۔ عقل کو حاکم نہ سمجھنا چاہیئے اور کچھ دخل نہ دینا تو ہو ہی نہیں سکتا جن نصوں کا ظاہر میں تعارض ہے وہاں کیا کرے۔ یہ بحث اصول و عقائد کی کتابوں میں ہے۔ پھر تقویۃ الایمان میں دعوی کیا کہ عوام الناس کا کہنا کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کو بڑا علم چاہیئے۔ ہم کو وہ طاقت نہیں غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں باتیں بہت صاف صریح ہیں کہ ان کا سمجھنا مشکل نہیں اور دلیل لائے اس آیت کو۔ ولقد انزلنا الیک آیات بینات وما یکفر بھا الا الفاسقون۔ پھر لکھا ہے کہ اللہ و رسول

لہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے یحرم الخوض فی التفسیر لمن لا یعرف اللسان الذی نزل القرآن بہ والماثور عن النبی و اصحابہ والتابعین من شرح غریبہ سبب نزول و ناسخ و منسوخ۔

کا کلام سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہیئے اور دلیل لائے یہ آیت۔

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا	(اللہ وہ ہے جس نے بے علموں میں رسول بھیجا انہی
منھم یتلوا علیھم آیاتہ ویزکیھم	میں سے کہ ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے
ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان	اور انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے
کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔	اور بیشک وہ پہلے صریح گمراہی میں تھے)

اور بعد لکھنے ترجمہ اور فائدہ کے کہا جو کوئی یہ آیت سنکر پھر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی نہیں بوجھ سکتا سو اس نے اس آیت کا انکار کیا۔ فقط یہاں دو باتوں کو دریافت کرنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ ان کا دعوی دلیل سے ثابت ہے یا نہیں۔ یعنی آیتوں کا وہ مطلب ہے جو انہوں نے سمجھا یا نہیں۔ سو ہم نے پایا ان کے بیان کو خلاف جمہور مفسرین کے اور چونکہ بہت سی تفسیروں کی عبارت نقل کرنے میں طول ہے۔ صرف تفسیر عزیزی کی نقل عبارت پر کفایت کی جاتی ہے۔

"ولقد انزلنا الیک یعنی بہ تحقیق ما از عظمت خود نازل کردیم بسوئے تو آیات یعنی آیتہائے قرآنی را دہرگز التباسے و اشتباہے در آنکہ آن آیات نازل کردۂ ماست یا نازل کردۂ دیگرے گنجائش ندارد۔ زیرا کہ آن آیات بینات یعنی دلائل روشن اند ہم از جہت اعجاز لفظ و ہم از جہت مطابقت معنی آن آیات بمقتضائے عقل سلیم و ہم از جہت موافقت آن آیات با کتب انبیائے پیشین کہ نزد یہودیاں نیز مسلم الثبوت است پس انکار ایں آیات از ینہا نمی تواند شد زیرا کہ متضمن انکار جمیع کتب سابقہ ہست وما یکفر بھا الا الفاسقون یعنی انکار نمی کنند ایں آیات را مگر کسانیکہ در کفر انہماک گشتہ اند و ہرگز نگاہ بپاس کتبہائے سابق ایمان ندارند از مقتضائے عقل و نقل ہر دو قدم بیرون نہادہ۔"

اور چند سطر کے بعد لکھا "و محتمل است کہ معنی آیت چنیں باشد کہ ایں یہودیاں اگرچہ با جبریل عداوت دارند و از ہیں جہت در ورطۂ کفر گرفتار اند اما

این امر موجب کفر بقرآن مجید نمی تواند زیرا کہ ما بلا واسطۂ جبرئیل بر تو معجزات بسیار نازل کردہ ایم مثل نالۂ ستون و اجابت درختان دعوت ترا و شکایت شتران و آہوان و سلام کردن سنگہا و کوہہا بر تو و جواب سوالات احبار یہود وغیر ذالک کہ بحیثیت مجموعی موجب تیقن بصحت رسالت تو می شود و آن معجزات مرئیہ و مشاہدہ را انکار نمیکنند مگر کسے کہ از دائرۂ دین مطلقاً خارج باشد و ہیچ دین و آئین گرویدہ نشود و الا انکار معجزات دیگر انبیاء کر زیادہ ازیں نبودہ است اورا لازم خواہد آمد۔"

آیت کریمہ کے معنی تفسیر عزیزی سے یہ ثابت ہوئے کہ ہونا آیات قرآنی کا اللہ کا کلام ظاہر ہے۔ اس سبب سے کہ لفظ معجزہ ہے اور اُن کے معنی مقتضائے عقل سلیم کے مطابق اور اگلی کتابوں کے موافق ہیں یا یہ کہ آیات بینات سے اور معجزات مراد ہیں اور یعلمکم الکتٰب والحکمۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں

"ویعلمکم الکتاب یعنی و می آموزد شمارا معانی ظاہرہ کتاب والحکمۃ یعنی و اسرار و دقائق آں کتاب کہ در ہر حکم او مستور و مخفی است تا فقط بعلم ظاہر اکتفا نمودہ در دام تقشف نیفتید و فقط بعلم باطن اکتفا نمودہ راہ بیقیدی و اباحت اختیار نکنید بلکہ ہر دو را جامع شدہ وراثت نبوت حاصل نمائید و مرتبۂ تکمیل یابید و ہر چند این دو علم یعنی علم ظاہر کتاب و باطن آن بعد از نزول کتاب موافق لغت متعارفہ شما ممکن بود کہ بعض اذکیائے شما بخودی خود بے استعداد بارشاد پیغمبر حاصل توانند کرد لیکن ہنوز چیزہا باقی بود کہ ہرگز آنرا بقوت فکریہ و قوت ذکا نتواں دریافت ہر چند سعی و تلاش باقصی الغایۃ رسانیدہ شود و لہٰذا ایں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در حق شما نعمت عظیم گردید کہ شمارا ازاں چیزہا ہم نشان مے دہد"

اب دیکھو کہ مولوی اسمٰعیل کا دعویٰ کہ عوام کو اللہ رسول کا کلام سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے

اور اس کو بہت علم نہ چاہیئے۔ موافق تفسیر شاہ صاحب کے دونوں آیتوں سے ثابت نہیں ہے اور مولوی اسمٰعیل کے معنی گویا قرآن کی تحریف ہے اور ظاہر ہو گیا کہ وہ خود آیتوں کے معنی نہ سمجھے۔ پھر جن کو وہ عوام کہیں اُن بیچاروں سے سمجھنے کا خیال کرنا تو نہایت عقل سے دُور ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ ان آیتوں سے تو ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل کا دعویٰ ثابت نہ ہوا مگر اس بات میں اللہ و رسول کے کلام سے کیا ثابت ہوتا ہے سو دیکھو کہ شاہ صاحب صاف لکھتے ہیں کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت کا سمجھنا مجتہدین اور مشائخ کو میسر ہے عوام کو اُن کی اطاعت فرض اور سند لاتے ہیں آیت کو۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ اٰیات محکمات ھن اُم الکتاب واُخر متشابھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغآء الفتنۃ وابتغآء تاویلہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون اٰمنا بہ کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب۔

اس آیت میں ایک روایت سے وقف ہے الا اللہ پر تو اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ اللہ ہی نے نازل کی تجھ پر کتاب۔ اس میں بعضی آیتیں محکم ہیں کہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ سو جن کے دلوں میں بدراہی ہے متابعت کرتے ہیں متشابہات کی واسطے خواہش فتنہ کے اور خواہش اُس کی تاویل کے اور نہیں جانتا اُس کی تاویل مگر اللہ اور جو علم میں راسخ ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اُس پر سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نہیں سمجھتے مگر عقلمند لوگ۔ اور ایک روایت میں وقف ہے فی العلم پر یعنی اللہ اور راسخون فی العلم اُس کی تاویل جانتے ہیں۔

دیکھو کہ اس آیت کریمہ سے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں سمجھتے مگر اولوا الباب۔ اور سوائے قید راسخون فی العلم کے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ علم اس بات

کا بھی ضرور ہے کہ تمام کلام اللہ میں کون کونسی آیتیں محکم اور کون کونسی متشابہ ہیں
اب اسماعیلیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ جن کو خواص سمجھیں انہیں سے پوچھ
دیکھیں کہ بے رجوع کے کتابوں کی طرف کہ بڑے بڑے علم والوں نے تصنیف کی
ہیں اس بات کو بیان نہ کر سکیں گے۔ بلکہ عجب نہیں کہ بعد صرف کرنے اپنے حوصلہ
کے بھی اس بات کو تنقیح نہ کر سکیں۔ عوام کا تو کیا مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
وتلك الامثال نضربها للناس ومايعقلها الا العالمون اور
یہ باتیں بیان کرتے ہیں۔ ہم اُن کو آدمیوں کے لئے اور نہیں سمجھتے اُن کو مگر عالم لوگ
شاہ صاحب تفسیر میں لکھتے ہیں۔ "مفسر و مجتہدین را می باید کہ علم
ناسخ و منسوخ داشتہ باشد و بدون این علم اورا دخل کردن در علوم دینیہ نمے
رسد زیرا کہ بدون این علم اورا حکم شرع از غیر آن امتیاز نمی تواند شد و بسا کہ حکم
منسوخ را حکم شارع دانستہ فتویٰ خواہد داد و در غلط خواہد افتاد و لہذا ابو جعفر
نحاس از حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ روایت نمودہ کہ ایشان
یعنی در مسجد کوفہ داخل شدند دیدند کہ شخصے وعظ میگوید پرسیدند کہ این کیست
مردم عرض کردند کہ این واعظ است کہ مردم را از خدا می ترساند و از گناہان منع
می کند فرمودند کہ غرض این شخص آنست کہ خود را انگشت نمائے مردم سازد و از و
پرسید کہ ناسخ را از منسوخ جدا می دانی یا نہ او گفت کہ این علم خود ندارم فرمودند کہ
این را از مسجد بر آرید و دارمی در مسند خود از حضرت حذیفہ بن الیمان کہ صاحب راز
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بود روایت نمودہ کہ از ایشان کسے مسئلہ پرسید و عرض کرد
کہ درین باب حکمے بفرمائید ایشان گفتند کہ متصدی فتویٰ و حکم یکے از سہ کس می شود
اول شخصے کہ ناسخ قرآن و منسوخ او را می شناسد این قسم شخص درین زمان حضرت
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ است دوم شخصے کہ او را قاضی ساختہ باشد چار و ناچار

این شغل بر ذمہ او افتادہ سوم احمقے کہ خود را بتکلف در اعداد علما و مفتیان و
مجتہدان داخل می کند من از قسم اول خود نیستم و از قسم ثانی طبع من راضی نمی شود
آمکر از قسم سوم باشم"
شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں لکھا ہے۔
"اما لغت قرآن را از استعمالات عرب اول اخذ باید کرد و اعتماد کلی بر
آثار صحابہ و تابعین باید نمود" ۔۔ اور بھی لکھا ہے ۔۔ "پس عدم وصول بمراد لفظ
گا ہے بسبب استعمال لفظ غریب است و علاج آن نقل معنی لفظ از صحابہ و تابعین
و سائر اہل معانی و گا ہے بسبب یاد نداشتن اسباب نزول"
اور حجۃ البالغہ میں لکھا ہے کہ "تفسیر میں خوض کرنا حرام ہے اس کو کہ نہیں
جانتا زبان کو کہ جس میں قرآن نازل ہوا اور نہیں جانتا جو کہ مروی ہے۔ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے شرح غریب اور سبب نزول اور ناسخ
و منسوخ سے"
اور اصول تفسیر میں لکھا ہے کہ جو علوم تفسیر کے واسطے چاہئیں بے اُن کے
تفسیر کرنا داخل ہے۔ تفسیر بالرائے میں کہ حدیث ہے۔ من فسر القرآن برأیہ
فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ ترمذی میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار
اس بیان سے مولوی اسمٰعیل کے دعوے کی غلطی خوب ثابت ہو گئی۔ حاجت نہیں ہے اور دلیلیں
لانے کی اللہ اور رسول کے کلام سے اگرچہ بہت ساری ہیں اور طول بھی ہوتا ہے اور وہ جو مولوی
اسمٰعیل نے کہا کہ جو کوئی یہ آیت سُن کر کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا سو
اس نے اس آیت کا انکار کیا فقط۔ سو یہ طعن عائد ہوتا ہے شاہ صاحب پر کہ انہوں نے
صاف لکھی کہ اسرار شریعت اور دقائق طریقت سوائے مجتہدین و مشائخ کے اور کوئی نہیں سمجھتا۔

اب چند باتیں بطور معقول ہم تم سے پوچھتے ہیں۔ ایک یہ کہ جو تم کہتے ہو کہ
اللہ و رسول کا کلام عوام کو سمجھنا کچھ مشکل نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
کہ قرآن میں باتیں بہت صاف و صریح ہیں۔ سو اس کی کیا صورت ہے۔
کیا ایسا ہے کہ جو قرآن کی عبارت سُنے ہند کا ہو یا فارس کا، ترک کا ہو یا حبش
کا، چین کا یا فرنگ کا سننے کے ساتھ ہی سمجھ جاتا ہے۔ سو یہ تو خلاف بداہت کے
ہے اور اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے قرآنا عربیا لقوم یعلمون[1] یا
یہ کہو کہ جب ہم نے ہندی ترجمہ کر دیا تب عوام کو سمجھنا مشکل نہ رہا اور حاجت علم
کی نہ رہی۔ سو یہ بات تو جب ہو کہ تم کو بھی اللہ و رسول کے برابر سمجھیں اور ترجمہ
کو بھی بجنسہٖ اللہ و رسول کا کلام سمجھیں اور ایمان لانا اس پر فرض ہو اگرچہ
تم غلط کہو۔

دوسرے یہ کہ تم نے جو آیتوں کا مطلب ٹھہرایا شاہ عبد العزیز صاحب اس کے
برخلاف لکھتے ہیں۔ بالفرض اگر تمہارا لکھنا سچ ہو تو شاہ صاحب اللہ کا کلام نہ
سمجھے اور جب تمہارے اُستاد اور اُستاذ الاستاذ اور پیرانِ پیر نے بھی باوجود اس
قدر علم و فضل و کثرت مزاولت اور تمام عمر خرچ کرنے کے حدیث و تفسیر کی
خدمت میں اور تصنیف کرنے تفسیر کے اللہ و رسول کا کلام نہ سمجھے اور کہا عوام
نہیں سمجھتے تو عوام بیچاروں کو آپ کیونکر تکلیف دیتے ہیں اور کیونکر احمق اور منکر
قرآن کا بناتے ہیں۔ اے مسلمانو سنو یہ بڑا دھوکا ہے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام
کے موافق کہتے ہیں۔ سب بد مذہب یہی کہتے چلے آئے ہیں اور سب اللہ و رسول
ہی کے کلام کی سند لاتے ہیں، مگر اُن کے فہم میں غلطی ہے کہ معنی کلام کے خلاف
تفسیر ماثور کے رسول اللہ اور صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین کے کہتے تھے یہی
اُن کی گمراہی تھی۔ حدیث میں تو کثرت اختلاف روایت کی بھی بڑی گنجائش ہے

[1] قرآن عربی واسطے قوم کے جو جانتے ہیں۔

کلام اللہ سے دیکھو کہ ہر فرقہ اپنے مذہب باطل پر دلیل لاتا ہے مجسمہ جو خدا کو جسم و
ہیئت ثابت کرتے ہیں، آیتیں قرآن کی پیش کرتے ہیں ید اللہ فوق ایدیہم
و یبقیٰ وجہ ربک، یوم یکشف عن ساق۔ اور مکان پر دلیل لائے الرحمٰن
علی العرش استویٰ معتزلہ وجوب لطف پر دلیل لائے۔ کتب علیٰ
نفسہ الرحمۃ وکان حقا علینا نصر المؤمنین اور انکار استماع اموات
پر لایا ہے لیس للانسان الا ما سعیٰ اور انکار عذاب قبر اور انکار ادراک
اموات پر لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ، انک لا تسمع
الموتیٰ اور انکار رؤیت پر لا تدرکہ الابصار۔ یعفوریہ وغیرہ انکار عصمت
انبیاء پر عصیٰ آدم ربہ فغویٰ، جعلا لہ شرکاء، ظلمنا انفسنا، کنت من
الظالمین، فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ۔ قرامطہ وغیرہ تناسخ پر کلما
نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا۔ حکمیہ اللہ کے علم نہ ہونے پر قبل[1] وجود
اشیاء کے لیعلم الصابرین، ولیبلوکم۔ خارجی کفر مرتکب کبیرہ پر من لم یحکم
بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون، من قتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ
جہنم خالدا فیہا۔ رافضی امام کی عصمت پر لا ینال عہدی الظالمین بدا[2]
پر یمحو اللہ ما یشاء و یثبت۔ تفصیل کہاں تک لکھوں۔ ہر فرقہ ہر مسئلہ
پر اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتا ہے اور صرف اس قدر سے اُن کا حق ہونا
ثابت نہیں ہوتا۔ نہ بد مذہبی سے نکل سکتے ہیں، کیونکہ حق وہ ہے کہ قرآن و حدیث
سے بعد تحقیق و تطبیق اور رعایت جمیع شرائط و لوازم کے جو باتفاق سواد اعظم قرار
پایا۔ جو اس کے خلاف ہو وہ جماعت سے باہر بد مذہبوں میں داخل ہے صرف اتنا

[1] مولوی حسین علی نے بلغۃ الحیران طبع اول (ص ۱۵۷-۱۵۸) پر اسی عقیدۂ باطلہ کی تائید کی ہے ۱۲۔ [2] روافض کے ایک گروہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وقوع فعل کے بعد پتہ چلتا ہے۔ اسے بدا کہتے ہیں ۱۲۔ شرف قادری۔

کہنے سے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کو سند لاتے ہیں جیسے مولوی اسمٰعیل نے کہا ہم بھی ہیں سے نہیں نکل سکتے کہ سب بدمذہب یہی کہتے ہیں۔ جیسے وہ ویسے یہ اسمٰعیلیہ کو چاہیئے کہ اُن کو بھی حق پر کہدیں۔ بلکہ بدمذہبوں کی دلیل یہ باتیں جو میں نے ذکر کیں ان سے جیسا کہ ظاہر ہیں اُن کے بیان کے موافق شبہہ ربط کا ہمواقفوں کو ہوتا ہے۔ مولوی اسمٰعیل کے دعوے اور دلیل ہیں جو آیت و حدیث کے لائے ہیں۔ اتنا بھی نہیں ہے۔ یہ اُن سب سے بدتر ہیں کہ یہ حال آگے بہ تفصیل معلوم ہوگا کچھ اگلے بدمذہبوں کی باتیں لئے ہیں۔ کچھ اپنے ذہن کی کجی سے نکالی ہیں۔

دوسرا فساد سید احمد کو متقی بنانے کا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب شاہ صاحب نے اپنی ساری مملوکات اوروں کو ہبہ کر دی۔ مولوی اسمٰعیل گھبرائے اور مولوی عبدالحی شاہ صاحب کے داماد کہ عدالت ضلع میرٹھ کے محرروں میں فرنگی کے نوکر تھے موقوف ہو کر دلی میں آئے۔ دونوں نے مل کر سید احمد نام ایک مرد جاہل شاہ صاحب کے مرید کو پیر بنایا اور ساتھ لے کر شہروں میں پھیری شروع کی اور در بدر گھر گھر قرآن و حدیث کے درس کو وسیلہ ٹھیرایا لوگوں کے رجوعات کا نذر و نیاز و دعوت تر و خشک سے فائدہ خوب اُٹھایا اور نذور کے قبول میں کچھ تمیز حلال و حرام کی نہ تھی۔ فاحشہ رنڈیوں[1] کی بھی پیشکش زرنذر لینے میں تامل نہ تھا یہاں تک کہ جو

[1] اس سے بھی عجیب واقعہ ملاحظہ ہو کہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، مولانا رشید احمد گنگوہی سے نقل کرتے ہیں کہ "ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں کی زیارت کیلئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں۔ میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو

فرنگیوں کے گھروں میں تھیں۔ چنانچہ بنارس کا ریزیڈنٹ اگسٹن بروگ نام اس کے گھر میں ایک فاحشہ تھی۔ بڑے اختیار والی اور صاحب مقدور مرید ہو گئی اور دس ہزار روپے نذر کئے اور اس کے مرید ہونے سے ریزیڈنٹ نے بہت خاطرداری کی کہ سید صاحب نے اس کو اپنی خاص بیٹی فرمایا تھا۔ راقم بھی وہاں موجود تھا۔ مولوی عبدالحی سے لوگوں نے پوچھا کہ یہ مدیہ فاحشہ کا کہ نصرانی سے زنا کے عوض میں اُس نے حاصل کیا ہے۔ کیونکر درست ہوا کچھ جواب پریشان دیئے۔ آخر کو حوالہ کیا استفسار پر سید صاحب سے اُن دونوں صاحبوں نے زبانی بات پر کفایت نہ کی بلکہ ایک کتاب "صراط مستقیم" نام بنائی سید احمد کے حال میں جو وہاں لکھا خلاصہ اُس کا یہ ہے۔

"ازبسکہ نفس عالی حضرت ایشان بر کمال مشابہت جناب رسالت مآب ﷺ بدو فطرت مخلوق شدہ بنا بر علیہ لوح فطرت ایشان از نقوش علوم رسمیہ و راہ دانشمندان کلام و تحریر و تقریر صفی ماندہ بود" و حضرت ایشان از بدو فطرت بر کمالات طریق نبوت اجمالاً مجبول بودہ اند کہ از یمن بیعت شاہ عبدالعزیز صاحب کمالات طریق نبوت کہ مجملاً در بدو فطرت مندرج بودہ بتفصیل و شرح انجامیدہ و مقامات طریق ولایت بر حسن وجوہ جلوہ گر گردید جناب رسالت مآب ﷺ سہ خرما از دست مبارک خود

میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آتی تھیں؟ اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے۔ بی تم شرماتی کیوں ہو۔ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لاحول ولاقوۃ اگرچہ میں روسیاہ و گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے۔ اور وہ چلدی۔" تذکرۃ الرشید دوسرا حصہ ص ۲۴۲۔ ملاحظہ ہو کہ ایک رنڈی کو بھی احساس جرم ہے مگر پیر مغاں اپنی زیارت کرانے کیلئے کیا کیا جتن کر رہے ہیں۔ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو کہ کس جسارت کا اظہار ہے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اسے بھی استغراق فی التوحید کا نام دیا جاتا ہے چنانچہ فی عقل گنگوہی سے حافظ لطافت علی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیسے تھے تو حضرت نے فرمایا "پکا کافر تھا۔" اور پھر مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی تو توحید میں غرق تھے۔ تذکرۃ الرشید دوسرا حصہ ص ۲۴۲۔

[illegible] صراط مستقیم فارسی [illegible] ۱۲۸۵ھ [illegible] ص ۲۰

خوابانیدند بعد بیداری اثر آن رویائے حقہ در نفس خود یافتند ہمیں واقعہ ابتدائے
سلوک طریق نبوت شدہ بعد ازاں روزے جناب ولایت مآب حضرت علی مرتضیٰ
و فاطمہ زہرا را بخواب دیدند جناب حضرت علی مرتضیٰ از دست مبارک خود غسل
دادند و فاطمہ زہرا لباس بس فاخرہ بدست خود پوشانیدند بسبب ہمیں وقائع
کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر گردیدہ۔ اقبال لم یزلی و عنایت رحمانی و
تربیت یزدانی بلا واسطہ احدے متکفل حال ایشان شد تا آنکہ روزے خدائے
تعالیٰ دست راست ایشان بدست قدرت خاص خود گرفتہ۔ چیزے از انوار
قدسیہ کہ بس رفیع و بدیع بود۔ پیش روئے حضرت ایشان کردہ فرمود کہ ترا ایں
چنیں دادہ ام و چیزہائے دیگر خواہم داد تا آنکہ شخصے استدعائے بیعت کرد
حضرت ایشان بجناب حق متوجہ شدہ استفسار و استیذان نمودند کہ دراں معاملہ
چہ منظور است ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بدست تو بیعت خواہد کرد گو لکھہا باشند
ہر یک را کفایت خواہم کرد۔ الغرض امثال ایں وقائع صدہا پیش آمدہ تا آنکہ
کمالات طریق نبوت بذروۂ علیائے خود رسیدہ و الہام و کشف بعلوم حکمت
انجامید اینست طریق استفادۂ کمالات راہ نبوت و بس و اما استفادۂ کمالات
راہ ولایت پس قبل از تحصیل مبادی مجاہدات و ریاضات و اذکار و اشغال و
مراقبات بطور علم لدنی حاصل شد نسبت قادریہ و نسبت نقشبندیہ بایں طور
کہ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب خواجہ بہاؤ الدین نقشبند
متوجہ حال حضرت ایشان گردید تا قریب یک ماہ فی الجملہ تنازع در ما بین روحین
مقدسین ماندہ کہ ہر واحد ازیں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشان بتمامہ
بجانب خود میفرمود و بعد انقضائے زمان تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت
روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر شدند تا قریب یک پاس

ہر دو امام بر نفس نفیس ایشان توجہ قوی و تاثیر زور آور میفرمودند تا آنکہ در ہماں
یکپاس نسبت ہر دو طریق نصیبۂ ایشان گردید و نسبت چشتیہ بدیں طور کہ روزے
حضرت ایشان بر مرقد منور حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی
قدس سرہ مراقب نشستند دریں اثنا از روح پر فتوح ایشاں ملاقات متحقق شد
و آنجناب توجہے بس قوی فرمودند[1] کہ بآں سبب ابتدائے حصول نسبت چشتیہ متحقق
شد بعد مدتے حق جل و علیٰ بلا توسط احدے اختتام نسبت چشتیہ اعطانی داشت ہذا
ملخص مقالہ فی حالہ و خلاصۂ کتاب صراط مستقیم[2] آنکہ ثمرۂ طریقت و شریعت و اساس
حقیقت و معرفت است تحصیل حب خدا است و آں دو قسم است حب نفسانی کہ
ملقب بعشق است و حب ایمانی کہ مشہور بحب عقلی است ثانی را کہ ابتدائے آں از
حب ایمانی و انتہائے آں بر نبوت است براہ نبوت مسمی کردہ شدہ و اول را کہ ابتدائے
آں از حب عشقی و انتہائے آں بمعرفت کہ خلاصۂ ولایت است براہ ولایت مسمی
کردہ آمدہ

باب اول

دربیان وجہ تمامتر طریقین یعنی طریق نبوت و طریق ولایت

فصل اول

دربیان وجہ تمامتر طریق ولایت افادۂ اول از ہدایت ثالثہ فصل
اول از جملۂ ایشاد حب عشقی است کہ ایں حب بالذات مقتضائے
انخراق[3] حجاب بشری و وصول روح الٰہی باصل خود میکند و بس نہ مطابقت ہیچ
قانونی خواہ قانون شرع خواہ قانون ادب و نہ ابتغائے رضائے کسے خواہ رضائے محبوب

---

[1] معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ بعد از وصال باطنی توجہات فرماتے اور ان سے بہت کچھ حاصل ہوتا ہے [2] صراط مستقیم صہ ۳۶۹-۳۷۰ [3] شگافتہ شدن ۱۲

باشد خواه غیر آن و نه التزام متابعت کسے خواه متابعت محبوب باشد خواه غیر آن بالجملہ مقصود ازیں کلام اہانت حب عشقی نیست حاشا و کلا بلکہ اشارہ نیست بفرقیکہ در حب عشقی و حب عقلی ست[1] **افادۂ دوم** از جملہ آثار آن تفرد است یعنی قطع علائق ما سوائے محبوب و تنگی حوصلہ از نظم و ترتیب امور متفرقہ مثل سیاست مدنی و منزلی و امامت جماعات و اقامت اعیاد و جمعات و ایفائے حقوق ذوی الحقوق از اہل قرابات و امثال آن و لہذا از تزویج نہایت نفرت میگردد[2]

افادۂ سوم از جملہ آن شدت تعلق قلب است بمرشد خود استقلالاً نہ بآن ملاحظہ کہ این شخص ناودان فیض خدا و واسطۂ ہدایت است بلکہ بحیثیتے کہ متعلق عشق ہمان میگردد۔ چنانچہ یکے از اکابر این طریق فرمود کہ اگر حق جل و علی در غیر کسوت مرشد من تجلے فرماید ہر آئینہ مرا با و التفات درکار نیست[3]

افادۂ چہارم از جملہ آثار آن عدم اعتنا است بعلوم و طاعات ظاہرہ[4]

افادۂ اول از ہدایت رابعہ از ثمرات حب عشقی مشاہدۂ جمال حضرت ذوالجلال دست میدہد و خلعت مکالمہ و مسامرہ بدست می آید۔[5]

افادۂ دوم ۔ باز چون قائد توفیق دست این مدہوش ابتہاج مشاہدہ را گرفتہ ببالا می کشد مقام فنا و بقا بظہور می آید و زمزمۂ انا الحق و لیس فی جبتی سوی اللہ از ان سر بر میزند[6] ایضاً فیہ و از لوازم این مقام دم از وحدت وجود زدن۔[7]

ایضاً فیہ ۔ چون حب ایمانی بکمال خود میرسد آن شخص را در کنف خود گرفتہ و زیر سایہ کفالت خود آوردہ جارحۂ تدبیر تکوینی و تشریعی خود می سازد ۔ ایضاً فیہ من وجہ مقلد انبیا می باشد و من وجہ محقق در شرائع اگر ذکی العقل است پس نور جبلی او

[1] صراط مستقیم صفحہ ۱۸ تا ۲۲۔ [2] ایضاً صفحہ ۲۴۔ [3] صراط مستقیم صفحہ ۲۴۔ [4] ایضاً صفحہ ۲۴۔ [5] ایضاً صفحہ ۳۶، ۳۷۔ [6] ایضاً صفحہ ۴۱ [7] ایضاً صفحہ ۷۶۔

اسوئے کلیات حقۂ منعقدہ در حظیرۃ القدس کہ برائے تربیت نوع انسانی عموماً تعیین گردیدہ اورا از منصوص میفرمایند و آن کلیات در ذہن او علیٰ مراد اللہ محفوظ الاعصار محفوظ میمانند و استنباط جزئیات ازان کلیات می کنند پس علوم شرعیہ بدو دو واسطہ میرسد بوساطت نور جبلی و بوساطت انبیا پس در حکم و احکام ملت کلیات و جزئیات شریعت او را شاگرد می توان گفت[1] و طریق اخذ شعبۂ السیت از شعب وحی کہ آنرا در عرف شرع بنفث فی الروح تعبیر می فرمایند و بعضے اہل کمال آن را بوحی باطنی می نامند پس فرق درمابین اولیائے کرام و انبیائے عظام باقامۃ اشباح حکم و بعثت الی الامم است و بس و نسبت ایشان با انبیا مثل نسبت اخوان صغار با اخوان کبار یا نسبت انبیا کبار با آبائے خود است و ایشان احق الناس بخلافت انبیا می باشند گو کہ تسلط ظاہری نصیبۂ ایشان نشود و گو کہ جملہ اہل ملت ریاست ایشان را مسلم ندارند و ہمین معنی را بوصایت و امامت تعبیر میکنند و علم ایشان را کہ بعینہ علم انبیا ست لیکن بوحی ظاہری متلقی نشدہ بحکمت نامند و عنایتے ہدایتے مخصوصہ کہ بذات انبیا مصروف شدہ و ایشان را بسبب ہمان عنایت مخصوصہ انقیاد بے در امثال خود حاصل گردیدہ و بسبب ہمین رجحان مع اصطفا رضائے حق و رضائے ایشان مندرج فاتباع حق در اتباع ایشان منحصر گردیدہ و سخط حق با سخط ایشان تلازمے و تلاصقے پیدا کردہ نمونہ ازان عنایت و عظمت و عزت نصیبۂ این حکما ربانیین می شود کہ آنرا وجاہت گویند[2] لابد اورا بہ محافظتے حق محافظت انبیا کہ مسمی بعصمت است فائز میکنند[3]

ایضاً فیہ و حضرت مرتضیٰ را یکنوع تفضیل بر شیخین ہم ثابت است[4] آن بحیثیت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل

[1] انبیا ہم [2] و ہم استاد ہم [3] [4] ایضاً صفحہ ۸۸ تا ۹۳ ملخصاً ۱۲

قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہ ہمہ از عہد کرامت حضرت مرتضیٰ تا انقضائے دنیا بواسطۂ ایشان است و در سلطنت سلاطین و امارت اُمرا ہمت ایشان را دخلے است کہ بر سیاحان عالم ملکوت مخفی نیست[1] الیضاً فیہ ارباب این مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت مے باشند[2] الیضاً فیہ۔ اکابر این فریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ ملہم شدہ در اجرائے آن می کوشند معدود ند پس احوال اولیائے کرام را بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد الیضاً فیہ برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و بہشت و دوزخ و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند باستعانت آن شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آن مقام نماید و احوال آنجا دریافت نماید و با اہل آن مقام ملاقات[3] سازد۔ الیضاً فیہ۔ برائے کشف وقائع آئندہ اکابر این فریق طرق متعدد نوشتہ اند الیضاً فیہ ہر اسمے از اسماء الٰہیہ کہ مراقبہ خواہد کرد نصیبے از آن خواہد یافت ہر کہ بہ مذاقیت او مراقبہ کند و بکمال رساند شانے از ذاقیت در وے جلوہ گر خواہد بود ہر کہ مراقبۂ اسم محی کند اثرے از شان احیا خواہد یافت[4]۔ الیضاً فیہ۔ ارباب این کمال وقتیکہ باصطفا و اجتبا رفائز مے شوند سہ فریق میگردند قومے بسبب کمال علو منصب خود التفاتے بازالۂ مصائب و استحلال مشکلات از دل ایشان سر بر نمیزند اگرچہ او را پایۂ عرض حاجات بہم رسیدہ است بحدیکہ دعائے او واجب الاجابت و تعوذ او واجب القبول گردیدہ و قومے دیگر در عرض حاجات و استحلال مشکلات و سعی در شفاعات سرگرم می باشند و قومے دیگر کہ دلیل شان اقتضائے استحلال مشکلات و شفاعت ذوی الحاجات حادث مے شود

---

[1] صراط مستقیم صفحہ ۱۲۱۔ [2] ایضاً ۲۳۳۔ [3] ایضاً صفحہ ۲۳۶۔ [4] ایضاً ۲۹۳ ملخصاً

اگر ایشان نمی کشایند اللہ تعالیٰ دعائے حالی ایشان قبول می فرماید و ایشان را بلکہ مختار عظمائے فل قرب را مطلع می سازد کہ ایجاد این امر محض برائے استرضائے ایشان است و تنفیذ او اقتضائے قلبی ایشان متحقق گردیدہ[1]۔ انتہیٰ۔

دیکھو کہ اس کلام میں کیسی کیسی خرابیاں بھری ہیں۔ پہلے سید احمد کو لکھا کہ کمال نبوت پر ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخلوق کئے گئے تھے اس سبب سے امی لکھا ہے۔ استغفر اللہ استغفر اللہ یہ کیا جرأت و بے ادبی ہے خدا پناہ میں رکھے ایسی گمراہی سے۔ شفائے قاضی عیاض وغیرہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ کسی کو اس کی جہالت کے واسطے تشبیہ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس بات میں کہ اُن پر دنیا میں جائز نہ تھی۔ بہت برا ہے۔ اور مرتبہ نبوت اور رسالت کی یہ توقیری اور بے تعظیمی ہے۔ اُمی ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزہ تھا اور بڑی فضیلت تھی۔ سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب کے حق میں عیب ہے کہ سبب جہالت کا ہے اور دل کے حال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حال سے کیا نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق قلب بسبب ہوا کمال کا دوسروں کو سبب ہے ہلاک کا۔ اس کلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر و اہانت ہے اور لوگوں نے ایسے کلام کرنے والے کو کافر بھی کہا ہے اور حکم کیا ہے قتل کا۔ یہ سب تفصیل شفا کی وجہ خامس اور وجہ سابع میں مذکور[2] ہے۔

---

[2] والأمية في غيره نقيصة لانها سبب الجهالة و عنوان الغباوة فسبحان من باين امره من امر غيره وجعل شرفه فيما فيه محطة سواه وحياته فيما فيه هلاك من عداه هذا اشق قلبه و اخراج حشوته كان تمام حياته و غاية قوة نفسه و ثبات روعه وهو فيمن سواه منتهى هلاكه وحتم موته و فنائه الخ شفا شریف جلد ثانی مصری صفحہ ۲۱۹۔ وجہ خامس میں ہے وقال ابو الحسن القابسي في شاب معروف بالخير قال لرجل شيئا فقال له الرجل اسكت فانك امي فقال الشاب أليس كان النبي

دوسری[2] خرابی یہ لکھا ہے کہ ایک مقام والوں کو احکامِ شرعیہ بے واسطہ پیغمبروں کے وحی باطنی سے معلوم ہوتے ہیں اُن لوگوں کو پیغمبروں کا شاگرد بھی کہہ سکتے ہیں اور پیغمبروں کا ہم استاد بھی اور اُن کا علم بعینہٖ پیغمبروں کا علم ہے بمگر ظاہر کی وحی سے یعنی جبرائیل کے واسطے سے نہیں[1] اور اُن کو پیغمبروں کی سی عصمت بھی ملتی ہے دیکھو کیسا بے پردہ دعوٰی ہے۔ پیغمبری کا جب حکم و احکام ملت و شریعت اللہ تعالیٰ سے بے واسطہ پیغمبر کے ایک معصوم کو پہنچیں۔ پیغمبری میں کیا باقی رہا۔ جبرائیل کا واسطہ ہونا تو کچھ پیغمبری کا رکن نہیں۔ بلکہ یہ پیغمبری اُس سے بھی بڑی ٹھہری کہ جبرائیل بھی درمیان میں نہیں خدا ہی سے لیا دیکھو کہ شیعہ جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اُن کی بعض اولاد کرام کو معصوم کہتے ہیں۔ تمام اہل سنت اول سے آخر تک کیسا اُن پر طعن کرتے ہیں اور جو شیعہ کی تکفیر کرتے ہیں ایک سبب یہ بھی لکھتے ہیں کہ وہ غیر نبی کو معصوم کہتے ہیں واہ حضرت مرتضیٰ علی کے معصوم ہونے میں یہ کلام اور سید احمد معصوم صاحب وحی باطنی ہوں ہم استاد پیغمبر کے پھر اس دعوٰی کرنے والے کو جو شیعہ سے اچھا سمجھے وہ سُنی نہیں ہے بلکہ نرا بیدین اور ختم نبوت کے معنی کا منکر۔

تیسرے[3] لکھا کہ ایک مقام والوں کو مکالمہ اور مسامرہ کا خلعت ملتا ہے یعنے اللہ تعالےٰ سے باتیں کرتے ہیں اور لکھا کہ " گاہے کلام حقیقی ہم میشود " اور خاص سید احمد کے حال میں لکھا کہ۔

" خدا سے یوں پوچھا اُس طرف سے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر یہ حکم ہوا اور حال یہ کہ اہل سنت کے عقائد کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مکالمہ شفاہی حقیقی کا دعوٰی کرنا کفر ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم اُمیا فشنع علیہ مقالہ وکفرہ الناس واشفق الشاب بما قال واظہر الندم علیہ فقال ابوالحسن اما اطلاق الکفر علیہ فخطأ لکنہ مخطیٔ فی استشہادہ بصفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکون النبی امیا اٰیۃ لہ وکون ھذا امیا نقیصۃ وجہالۃ۔ (۱) شفا شریف جلد ثانی مصری ص ۲۱۳

شرح عقائد جلالی میں لکھا ہے۔ والظاہر ان التکفیر فی المسئلۃ المذکورۃ بناء علیٰ دعوٰی المکالمۃ شفاہا فانہ منصب النبوۃ بل اعلیٰ مراتبہا وفیہ مخالفۃ ماہو فی ضروریات الدین وہو انہ علیہ الصلاۃ والسلام خاتم النبیین علیہ افضل صلوٰۃ المصلین۔ یعنی جو دعوٰی کرے کہ میں اللہ کو دیکھتا ہوں دنیا میں اور اللہ مجھ سے باتیں کرتا ہے بالمشافہ اس کا کافر کہنا اسی سبب سے ہے کہ خدا سے باتیں کرنے کا بالمشافہ دعوٰی کیا کیونکہ یہ منصب پیغمبری کا ہے۔ بلکہ پیغمبری کے مرتبوں سے بہت بڑا مرتبہ ہے اور اس میں مخالفت ہے اُس بات کی کہ ضروریات دین سے ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ہے۔ شفا[1] میں بیان کلمات کفر میں لکھا ہے۔ وکذالک من ادعٰی مجالسۃ اللہ تعالیٰ ومکالمتہ۔ الغرض اس طرح کی بے دینیاں اُس کتاب میں اول سے آخر تک بہت بھری ہوتی ہیں۔ طول کے لحاظ سے ان تین باتوں پر کفایت کی بیدینی و گمراہی کے واسطے ایک عقیدہ کا فاسد ہونا کافی ہے۔ یہ سب ایک قسم کی بیدینی ہے یعنی خلافِ عقائد اہلِ سنت کے دوسری قسم وہ ہے کہ صریح خلاف ہیں۔۔۔

تقویۃ الایمان کے وہاں جن باتوں کو کہ کفر و شرک لکھا ہے یہاں سب درست ہیں جیسے لکھا کہ ایک منصب والوں کو عالم مثال و شہادت میں تصرف کرنے کا ماذون مطلق کر دیتے ہیں یعنی حکم عام دیتے ہیں کہ وہ دونوں عالم میں جو چاہیں سو کریں اور یہ لوگ اُن فرشتوں کے زمرے میں داخل ہوتے ہیں کہ تدبیر کرنے والے امر کے ہیں یہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے منصب کی بڑائی کا لحاظ کر کے مصیبتوں کے دور کرنے اور مشکلوں کے کھولنے کی طرف التفات نہیں کرتے اگرچہ رتبہ اُن کا ایسا ہے کہ اُنکی دعا کا مستجاب کرنا اور اُن کو اپنی پناہ میں لے کے قبول کرنا واجب ہو جاتا ہے اور ایک قوم لوگوں کی حاجتوں کے عرض کرنے میں اور مشکلوں کے کھولنے اور شفاعتوں

---

[1] شفا شریف مصری جلد ۲۔ ص ۲۲۵۔

میں سعی کرنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ ایک ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے دل میں مشکلوں کے
کھولنے اور حاجتمندوں کی شفاعت کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ لیکن زبان
سے نہیں کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دعائے حالی قبول کر لیتا ہے اور اُن کو بلکہ
قرب کے محافل کے سب بڑے شخصوں کو خبردار کرتا ہے کہ یہ امر صرف انکی رضامندی
اور اُن کی خواہش دلی جاری کرنے کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اور حُب ایمانی جب
کمال کو پہنچتی ہے اس شخص کو اللہ تعالیٰ اپنی کفالت میں لے کر اپنی تدبیر تکوینی و تشریعی کا
ہاتھ کر دیتا ہے۔ یعنی شریعت کے حکموں میں اور دنیا کی چیزیں پیدا کرنے میں جو اس
نے کیا اللہ نے کیا وہ اللہ کا ہاتھ ہو گیا۔ اور جناب غوث الثقلین اور جناب حضرت
خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحوں میں ایک مہینہ تک جھگڑا رہا کہ دونوں امام
سید احمد کو بالکل اپنی اپنی طرف کھینچ لینا چاہتے تھے۔ بعد ایک مہینہ کے صلح
ہوئی۔ شرکت پر ایک دن دونوں امام سید احمد پر ظاہر ہوئے اور پہر بھر تک توجہ
قوی اور تاثیر زور آور کی کہ اُسی ایک پہر میں دونوں طریقوں کی نسبت سید احمد کو
حاصل ہوئی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی قبر پر سید احمد مراقب ہوئے۔ اُنکی
روح سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بڑی قوی توجہ کی۔ اُس کے سبب سے نسبت
چشتیہ حاصل ہونا شروع ہوا اور واسطے کشف ارواح اور ملائکہ اور اُن کے
مقامات کے اور زمین و آسمان کے مکانات اور بہشت و دوزخ کی سیر کے لئے
اور لوح محفوظ پر اطلاع کے واسطے شغل دورہ کرے اُس شغل کی مدد و استعانت
سے زمین و آسمان بہشت و دوزخ کے جس مقام کا چاہے سیر کرے اور وہاں کا حال دریافت
کرے اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات کرے اور اللہ کے ناموں سے جس نام کا مراقبہ
کمال کو پہنچا دیگا۔ اُس نام سے حصہ اس کو ملے گا جو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کمال
کو پہنچا دیگا اس میں ایک شان رزاقیت کی ظاہر ہو گی جو جی کا مراقبہ کریگا اثر مردے

زندہ کرنے کی شان کا پاویگا۔ الحاصل اس قسم کی باتوں سے ساری کتاب بھری ہے
جو تقویۃ الایمان میں تفریط حد سے زیادہ ہے یعنی وہ امور کہ انبیاء و اولیاء کے واسطے
واقع ہیں اور شرعاً جائز سب کا انکار اور سب شرک و کفر ٹھہرائے۔ ایسے ہی صراطِ مستقیم
میں افراط کو حد سے زیادہ کر دیا کہ غیر ممکن اور ممنوع باتوں کو بھی واقع و جائز کر دیا۔
پاس دین کا نہ ایمان کا۔ وہاں نہ یہاں۔ یہ جو میں نے نقل کیا تھوڑا سا ہے صراط مستقیم
سے اور جو صراط مستقیم میں ہے تھوڑا سا ہے اس سے کہ مولوی اسمٰعیل زبانی بیان کیا
کرتے تھے اور لوگوں کو خطوں میں لکھتے تھے۔ سفر حجاز سے پھر کر جب جہاز سے آتے
ایک نامہ ایک مضمون کا ایک عبارت کا تمام مخصوصین کے نام شہر بشہر جاری کیا۔
خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ جب سید صاحب سمندر کے کنارے پر گئے۔ روحانیت دریا
کی حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ جو حکم ہو بجا لاؤں۔ فرمایا کہ میں تجھ سے کچھ کہنے کی ضرورت
نہیں رکھتا۔ جب جہاز پر سوار ہوئے اللہ تعالیٰ نے کہا ہم اس جہاز کو غرق کریں گے
تم اس پر سوار نہ ہو۔ سید صاحب نے پہلے ارادہ کیا اُس سے اترنے کا۔ پھر فرمایا کہ
میں اُتروں اور لوگ جو اس پر سوار ہیں۔ ڈوبیں۔ یہ بات کچھ نہیں۔ جو ہو سو ہو۔ میں
نہیں اُترتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمارا ارادہ مقرر تھا اس جہاز کو غرق کرنے کا مگر جب
جو تم نہ اُترے تو میں غرق نہیں کر سکتا۔ جب سید صاحب پہنچے میقات پر اور غسل
کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو تیری خدمت میں مشغول ہیں سب کو ہم نے بخش دیا
اور کچھ لوگوں نے لبیک کرنے میں تقدیم کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جو تم پر تلبیہ میں
سبقت کریگا۔ میں اس کی لبیک نہیں سنونگا۔ اور حج کے بعد حکم ہوا کہ تیرے باعث
سے ہم نے سب کا حج قبول کیا اور اس حج کی برکت سے ہند سے بخارا تک سب کو
بخش دیا۔ اس خط کی خرافات کہاں تک لکھوں۔ لوگوں نے اُس خط میں گفتگو کی اور
نوبت تحریر کی   جانبین سے آئی۔ جرأت مولوی اسمٰعیل کی کیا بیان کروں کہ جب

لوگوں نے کہا اور لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کہا کہ ہم اس جہاز کو غرق کریں گے پھر سید صاحب کے نہ اُترنے سے غرق نہ کر سکا۔ اس میں بہت سی قباحتیں ہیں کہ ایک اُن میں سے یہ ہے جس کے شیعہ قائل ہیں اور اہلِ سنت اس کو بُرا کہتے ہیں۔ مولوی اسمٰعیل دَرپے ہو گئے اُس کے ثابت کرنے کے عصمت کی طرح بے پردگی کا نور یہاں تک پہنچا کہ لطافت نام غلام سید احمد پر کہ ابھی تک زندہ ٹونک میں موجود ہے۔ . . .

. . . . . وحی آتی تھی اور اُسی حالت میں چادر سے ہاتھ باہر نکال کر میوہ محفل میں پھینکتا۔ سب حضرات دوڑ کر لیتے اور کہتے کہ یہ بہشت کا میوہ ہے کبھی یہ بھی کہہ دیتا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص سید صاحب کو بھیجا ہے۔ یا خاص مولوی اسمٰعیل کو دیا ہے۔ اس بات کو بڑے طمطراق سے سید صاحب کے مناقب میں بیان کرتے کہ صرف سید صاحب کی توجہ سے میاں لطافت صاحب کو یہ مرتبہ حاصل ہو گیا! سید حمید الدین نام بھانجے سید احمد کے کہ آدمی صاف تھے اور بھی چند لوگ اس سوانگ کے شروع ہونے سے سید صاحب مولوی اسمٰعیل سے گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ حرکت سخت بیجا ہے۔ یہ حضرات اُن کی بد اعتقادی سے ناخوش تھے۔ ایک روز کہ تقسیم بہشت کے میوے کی جو محفل وعظ میں لطافت کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے سید صاحب کو بھیجا تھا۔ ہوئی۔ ایک چھوہارہ سید حمید الدین کے حصہ میں آیا۔ اُنہوں نے توڑا تو اس میں ایک کیڑا نکلا۔ اُنہوں نے اہل مجلس کو علانیہ دکھا کر پکارا کہ دیکھو صاحبو کہ بہشت کے میوے میں بھی کیڑے ہوتے ہیں۔ سید صاحب اُن سے بہت ناراض ہوئے۔ وہ غصہ کھا کر داؤ میں رہے۔ جب پھر اُس پر وہ حال آیا۔ سید حمید الدین نے چند آدمیوں کو موافق کر کے بے تامل اُس کو پکڑ کر ننگا کیا، کرامات کھُل گئی کہ ایک تھیلی رانوں کے بیچ میں چھوہاروں کی بھری بندھی تھی۔ وہ خبیث

---

[1] یعنی یہ "بدا" ہے جس کے روافض قائل ہیں کہ کئی باتوں کا اللہ تعالیٰ کو پہلے علم نہیں ہوتا بعد میں انکشاف ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من العقائد الفاسدۃ ۱۲ [2] یعنی ۱۲۶۵ھ تک جس وقت یہ کتاب ...

ہوا اور ذلیل ہوا۔

ان ہی سامانوں سے سیر و سیاحت کرتے پھرتے تھے کہ تغیر[1] و فساد برپا ہوا۔ یعنے کتاب التوحید نجدیہ کی مراد آباد میں کہ وہاں پہلے سے کسی قدر اس مذہب کی گفتگو تھی آئی تھی۔ اس مذہب کو پسند کیا اور تقویۃ الایمان تصنیف کی گویا اسی کتاب التوحید کی شرح ہے۔ اس دین کی بڑی شہرت ہوئی اور عوام الناس بہت اس بلا میں پھنسے توہین و تحقیر انبیاء و اولیاء کی اور تکفیر تمام امت سلف و خلف کی خوب جاری ہوئی دیندار اہلِ علم جہاں تھے اُن کے فیضِ صحبت سے جو بچا سو بچا ورنہ اہل و نا اہل، اکثروں کو اس طرف میل آ گیا۔ بسبب شہرت اُن کے خاندان کے اور نا واقفی کے فنِ سیرت و حدیث سے۔ جب نوبت دہلی میں پہنچی ہزاروں ہزار آدمی کہ شاگرد اور مرید دیکھنے والے صحبت یافتہ شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب کے اور علم میں اُن سے زائد لوگ موجود تھے مولوی اسمٰعیل اور مولوی عبد الحی سے دست و گریبان ہوئے اور خواص نے فہمائش کی کہ اس سفر میں یہ نیا دین کیسا نکال لائے کہ اُس کی رُو سے تمہارے اُستادوں سے لیکر صحابہ تک کوئی کفر و شرک سے نہیں بچتا۔ اور قبل اس سفر کے تم بھی اُسی طریقہ پر تھے اور ویسا ہی وعظ کہتے تھے اور فتوی لکھتے تھے جس کو اب شرک کہتے ہو۔ یہ دین میں فساد ڈالنا اور قرآن و حدیث میں تحریف کرنا اور خلائق کو گمراہ کرنا بہت بُرا ہے ہر چند نصیحت کی کچھ سود مند نہ ہوئی۔ ناچار ہو کر سب نے انکار و ابطال کیا مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب مولوی رفیع الدین کے صاحبزادوں نے فتوے اور رسالے اُن کے رد میں لکھے۔ نوبت تکفیر تک پہنچائی۔ مولوی فضل حق صاحب خیر آبادی نے جزاہ اللہ خیر اکہ علم و فضل میں مولوی اسمٰعیل وغیرہ کو اُن سے

---

[1] ملاحظہ ہو رسالہ مبارکہ۔ الکلال الطاقۃ علی شرک سوی بالامور العامۃ از اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز ۱۲ (شرف قادری)

کچھ نسبت نہیں. علوم عقلیہ و نقلیہ اپنے والد ماجد سے کہ یگانۂ عصر تھے۔ حاصل کئے جس
طرح مولوی اسمٰعیل کے رو برو و انکار و ابطال کیا اور تکفیر کی نوبت تحریری کی آئی مسئلہ
شفاعت میں مولوی اسمٰعیل نے حرکت مذبوحی کچھ جواب میں کی آخر کو عاجز و ساکت
ہو گئے۔ اور تحقیق الفتویٰ فی رد اہل الطغویٰ بکمال شرح و بسط سے مولوی فضل حق
صاحب نے لکھا اجمال اُس کا یہ ہے کہ مستفتی نے عبارت تقویۃ الایمان کی جو
شفاعت میں ہے سب نقل کر کے سوال کیا کہ یہ کلام حق ہے یا باطل اور حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف پر شامل ہے یا نہیں اور شرعاً اُس کے قائل کا کیا
حکم ہے تفصیل جواب کی چار مقام میں مولوی فضل حق صاحب نے بیان کی پہلا مقام شفاعت
کی حقیقت اور اُس کے اقسام کے بیان میں۔ دوسرا مقام کلمۂ لاطائل کے بیان میں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مولوی اسمٰعیل کی زبان سے سرزد ہوا۔
تیسرا مقام ثابت کرنے میں اسکے کہ وہ کلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استخفاف
شان پر دلالت کرتا ہے چوتھا مقام اُسکے حکم میں اور چاروں مقاموں کو آیات و احادیث
.... اور اقوال ائمۂ دین سے جیسا چاہیے مفصل اور شرح بیان کر کے آخر میں لکھا
"چون ہر چہار مقام پیرایۂ انجام و اختتام یافت حالا خلاصۂ فتویٰ و جواب
استفتا باید شنید کہ مستفتی در استفتا سہ سوال کردہ یکے آنکہ ایں کلام حق است
یا باطل دوم آنکہ کلامش بر استخفاف و انتقاص شان واجب التوقیر حضرت
سید الاولین والآخرین افضل الانبیاء والمرسلین اشتمال دارد یا نہ سوم اینکہ
بر تقدیر اشتمال و دلالت آن شناعت بر استخفاف و انتقاص شان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم حال و حکم مرتکب آن شرعاً چیست و او از روئے دین و ملت
کیست جواب سوال اول این است کہ کلام قائل مذکور از سرتا پا کذب و زور و فریب
و غرور است چہ او نفی سبب بودن شفاعت برائے نجات گنہگاران و نفی شفاعت

وجاہت و شفاعت محبت از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و حضرات سائر
انبیاء و ملائکہ و اصفیاء میکند این اعتقاد او خلاف کتاب مبین و احادیث سید
المرسلین و اجماع مسلمین است کما ثبت فی المقام الاول مفصلاً و قد بان
بطلان بعض کلماتہ فی المقام الثانی مجملاً۔ جواب سوال دوم اینست کہ
کلام او بلا تردد و اشتباہ بہ استخفاف منزلت و جاہ آن سرور مقربان بارگاہ
حضرت الٰہ و انتقاص شان سائر انبیاء و ملائکہ و اصفیاء و شیوخ و اولیاء اشتمال
و دلالت دارد چنانکہ در مقام ثالث مذکور و فیما سبق مبرہن و مسطور است
جواب سوال ثالث این است کہ قائل این کلام لاطائل از روئے شرع مبین
بلا شبہ کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست و حکم او شرعاً قتل و تکفیر
است و ہر کہ در کفر او شک آرد یا تردد دارد یا این استخفاف را سہل انگارد کافر و
بیدین و نامسلمان و لعین ست الا در کفر بیدینی کمتر است از کسیکہ این کلام ضلالت
نظام را صواب و مستحسن پندارد و اعتقاد این کلام را از عقائد ضروریہ دین شمارد و
آنکس در کفر با قائل ہمسر بلکہ در استخفاف از و بالا تر است چہ او استخفاف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و سائر انبیاء و اولیاء و ملائکہ را مستحسن داشت و آن را از ضروریات
دین پنداشت و ہمچنان کسیکہ ظاہراً و باطناً پاسداری این قائل در این چنین مسائل
روا دارد و برائے حفظ حرمت او در اہل علم تاویلات دور از کار بر روئے کار آرد
چہ او نیز مرتکب استخفاف شان حضرت سید المرسلین شد کہ پاسداری بیدینے
را بر احترام آن سید الانام علیہ التحیۃ والسلام ترجیح داد و بخوف ملامت بلکہ
بمقتضائے بدبختی و شامت در پئے اثبات آنچہ بر استخفاف دلالت دارد افتاد
و این ہمہ کفر و زندقہ است و الحاد اعاذنا اللہ من ذالک بحرمۃ النبی و
آلہ الامجاد و از اثبات این مطالب در مقام رابع فراغ دست داد فقطع دابر القوم

الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین لہٰذا دل سواد ظلمت کفر شکست و
بیاض نور ایمان باشراق پیوست۔ فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر والسلام
علی من اتبع الھدیٰ۔ مہریں و دستخط اکثر علما کی اس پر ثبت ہوئیں۔

اور مجلس جامع مسجد کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے ایک استفتا مرتب ہوا مہر و
دستخط مولوی رشید الدین خان صاحب و مولوی فضل حق صاحب و مولوی مخصوص اللہ
صاحب و مولوی موسیٰ صاحب و مولوی محمد شریف صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب
و آخوند شیر محمد صاحب کر صبح کے وقت منگل کے دن انیسویں ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ
کو کہ مولوی عبد الحی جامع مسجد میں وعظ کہہ رہے تھے۔ مولوی رشید الدین خان صاحب
و مولوی مخصوص اللہ صاحب اور مولوی موسیٰ صاحب مولوی رفیع الدین صاحب
کے صاحبزادے اور مولوی محمد شریف وغیرہم علما و طلبہ خاص و عام حوض پر مجتمع
ہوئے۔ جب مولوی عبد الحی وعظ کہہ چکے عبید اللہ طالب علم نے استفتا پیش کیا کہ
اپنی مہر اس پر کر دیجئے۔ مولوی عبد الحی نے کہا میں نہیں مہر کرتا کہ میں کچھ نہیں جانتا
اُس نے کہا یہی لکھ دیجئے اور اصرار کیا مولوی عبد الحی نے انکار کیا اور ملال ظاہر کرنے
لگے مفتی محمد شجاع الدین علی خان صاحب نے کہا کہ اس کا تصفیہ ضرور ہے کہ بڑا
اختلاف پڑ گیا ہے۔ مرزا غلام حیدر شاہزادے طالب علم کی تکرار سے رنجیدہ ہوئے
اور مولوی عبد الحی وغیرہ کو جمع علما میں واسطے مناظرہ کے لائے مجمع بیشمار خاص و
عام امیر و فقیر کا ہو گیا۔ کوتوال بھی بندوبست کے واسطے آ گیا۔ پھر مولوی عبد الحی
نے فاضلوں سے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو۔ کسی نے کہا کہ آپ کے بلانے کے موافق کہ ہر
روز کہا کرتے تھے کہ جس کو تاب مناظرہ کی ہو ہمارے سامنے آئے سنکر چپ ہو گئے مولوی
مخصوص اللہ نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا کے آئے ہیں کہ حق ظاہر ہو جائے۔ مولوی موسیٰ
نے کہا کہ تم ہمارے استادوں کو برا کہتے ہو۔ بولے کہ میں نہیں کہتا۔ مولوی موسیٰ نے کہا کہ

ایسے مسئلے نئے بتاتے ہیں کہ اُن سے گمراہی استادوں کی ثابت ہوتی ہے پوچھا وہ کیا
ہیں۔ کہا کہ مثلاً قبر کے بوسے کو شرک کہتے ہو اور ہمارے اکابر اس کے مباشر ہوتے تھے۔ مولوی
عبد الحی نے انکار کیا۔ کسی نے کہا لکھ دو تاکہ تمہارے اوپر جھوٹ باندھنے والوں کی
تکذیب کی جائے۔ مولوی عبد الحی نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے لکھ دیا "بوسہ دہندۂ
قبر مشرک نیست"۔ مولوی رشید الدین خان صاحب کے ہاتھ میں فتویٰ دیا گیا۔ اور
قریب مولوی عبد الحی کے آ بیٹھے۔ مولوی عبد الحی نے گلہ شکوہ ان سے شروع کیا کہ خان
صاحب مجھے آپ کی خدمت میں دوستی تھی۔ تم برملا مجھے ذلیل کرتے ہو خانصاحب
نے فرمایا کہ ہم تمہارے اعزاز و اظہار کمال کے واسطے آئے ہیں۔ لوگوں نے مشہور کیا ہے
کہ تم مسئلے خلاف سلف کے کہتے ہو۔ اس سبب سے تم سے خلق کو وحشت ہے ایسے مجمع
میں مفتریوں کی تکذیب ہو جائیگی۔ مولوی عبد الحی شکوے ہی کی پریشان باتیں کرتے
ہے۔ خانصاحب نے فرمایا کہ تمہارے لوگ کہتے ہیں کہ عبد العزیز کی راہ، راہ جہنم
کی ہے۔ اُسی وقت گواہی سے بات ثابت ہو گئی۔ لوگ بُرا کہنے لگے۔ مولوی عبد الحی
نے بھی تبرا کیا بآواز بلند۔ اور مولوی رشید الدین خانصاحب نے کہا کہ مولانا عبد العزیز
کی محبت اور اعتقاد علم و بزرگی میں، میں مثل تمہارے ہوں۔ طحاوی اور کرخی کے برابر جانتا
ہوں۔ پھر استفسار شروع ہوا۔ ہر مسئلے کا جواب دیا کہ چنداں مخالف جمہور کے نہ تھا۔
مولوی اسمٰعیل نے پہلے ہی استفسار سے ارادہ کیا اٹھ جانے کا۔ مولوی رحمت اللہ نے
کہا کہ فدوی تشریف رکھیے کہ جناب کے بھی دستخط اس تحریر پر ضرور ہیں۔ مولوی اسمٰعیل نے
کہا کہ میں کسی کے باپ کا نوکر نہیں ہوں میرے واسطے محتسب لائے مرد مد میرے
ساتھ سختی کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت میں سختی نہیں کرتا۔ عرض کرتا ہوں۔ پھر
مولوی اسمٰعیل نے کہا میرے رسالہ کا جواب لکھو۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا۔ رسالہ آپ کا
میری بغل میں ہے۔ اگر فرمایئے اسی مجمع میں جواب عرض کروں۔ غصہ کھا کر کچھ نہ کہا پھر

مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ جواب عقلی لکھوں یا نقلی۔ کہا جیسا چاہیئے۔ پھر مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ رد جواب اس کا لکھو گے۔ کہا کہ میں کسی کا محکوم نہیں ہوں۔ مولوی رحمت اللہ نے کہا کہ نئے عقیدے اپنے دل کے بنائے ہوئے کسی سے نہ فرمایئے اور نہیں تو ابھی بحث کر لیجئے۔ مولوی اسمٰعیل اُٹھ بھاگے۔ اور چلتے ہوئے مولوی رشید الدین خان صاحب مولوی عبدالحی صاحب سے پوچھا کئے۔ وہ جواب دیتے تھے۔ ایسے قدماء کے خلاف نہ تھے۔ تیرھویں سوال میں کہ بدعت کی بحث تھی۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ میرے نزدیک بدعت حسنہ بھی ہے گو اصل ہر بدعت کی بد ہے۔ مگر بسبب نیکی کا اس میں ہو تو حسنہ ہو جاتی ہے۔ والافلا۔ مولوی رشید الدین خانصاحب نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی بد نہیں ہے بموجب حدیث۔

من سن سنۃ حسنۃ ومن سن سنۃ سیئۃ الحدیث کے اور حدیث من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ۔ اور حدیث .... من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللہ۔ کہ ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ نیا طریقہ نیک بھی ہوتا ہے۔ بد بھی اور خدا و رسول کی مرضی کے موافق بھی مخالف بھی۔ گمراہ بھی غیر گمراہ بھی۔ اسی سبب سے علماء نے کہا ہے کہ بعض بدعت واجب و مندوب و مباح۔ بعضے حرام و مکروہ۔ مولوی مخصوص اللہ صاحب نے کہا جس بدعت کی وجہ حسن و قبح کی ظاہر نہ ہو وہ کیا ہے۔ مولوی عبدالحی نے کہا مباح انہوں نے کہا اس تقدیر پہ بدعت و مباح میں کیا فرق ہے۔ مولوی عبدالحی ساکت ہو گئے۔ کسی نے کہا کہ احکام خمسہ میں سے ایک حکم کم ہو گیا۔ پھر مولوی عبدالحی نے کہا کہ ہر بدعت کو بُرا اس واسطے کہتا ہوں کہ کل بدعۃ کا کلیہ ظاہر پر رہے اور مخصوص نہ ہو جائے۔ خانصاحب نے کہا کہ تخصیص سے کیا قباحت لازم آتی ہے اور عمومات میں تخصیص مشہور ہے۔ مولوی محمد شریف صاحب نے پڑھا ما من عام الا

و قد خص منہ البعض۔ خانصاحب نے کہا کہ تینوں حدیثیں مذکورہ بالا تخصیص کو چاہتی ہیں پس تخصیص ضرور ہوئی۔ مولوی عبدالحی نے کہا کہ اصل ہر بدعت کی قبح بعض علماء کا مذہب ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ یہ قول حضرت مجدد صاحب کا ہے۔ مگر ہمارے مذہب سے نہایت دور کہ اُن کے مذہب میں جس کی اصل شرع میں پائی جائے وہ سنت ہے۔ بدعت وہی ہے کہ جس کی اصل نہ پائی جائے پھر مولوی عبدالحی نے مطر میں جا کر کہا کہ یہ قول نووی کا ہے فتح المبین میں لکھا ہے۔ اُسی وقت فتح المبین شرح اربعین امام نووی کی پیش کی گئی۔ عبارت اس مقام کی باواز بلند مع ترجمہ پڑھی گئی پھر تو مولوی عبدالحی صاحب اچھی طرح سے قائل معقول[1] ہو گئے پھر اذان میں بعد دفن کے کلام ہوا۔ بعد کسی قدر تکرار کے کہا کہ میں کسی کو منع نہیں کرتا پھر کلام ہوا سوم کے فاتحہ میں بعد قیل و قال کے کہا کہ اگر اُس دن میں ثواب زیادہ جانتا ہے تو ممنوع۔ اور اگر ثواب زائد نہیں جانتا اور برعایت مصلحت کے کرتا ہے تو منع نہیں ہے۔ تمام ہوا خلاصہ نقل مجلس کا۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر ایک مسئلہ میں ادنیٰ ادنیٰ آدمی سے قائل ہونے لگے اور اطراف و جوانب میں بھی یہ تقریریں اور تحریریں جابجا پھیل پڑیں۔ سب پر ظاہر ہو گیا کہ مولوی اسمٰعیل کا طریقہ مخالف ہے تمام سلف صالحین کے اور اپنے خاندان کے بھی مخالف ہیں اور سبب اعتبار کا وہی نسبت خاندان کی تھی جب اُس کے بھی مخالف ٹھیرے تو کچھ اعتبار نہ رہا اور ساری قلعی کھل گئی اور ہر ایک جگہ جو اہل علم تھے[2] متوجہ ہوئے۔ ان کی بیدینی کے اظہار اور اُس کے رد لکھنے پر

---

[1] یہ مولوی عبدالحی صاحب کی سلامت طبع کی علامت ہے کہ حق واضح ہونے پر تسلیم سے گریز نہ کیا ورنہ آج کل کے مناظرین ایسا کوئی اور ہوتا تو میدان چھوڑ جاتا لیکن تسلیم نہ کرتا۔ شرف قادری

[2] اس میں غالباً سب سے زیادہ حصہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ کا ہے۔ آپ کی کل تصانیف ایک ہزار کے لگ بھگ۔ پچاس مختلف علوم و فنون پر حاوی ہیں چند ایک کے اسماء یہ ہیں (۱) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح

عقائد وہابیہ خصوصاً امکان کذب کا رد بلیغ (۲) الکوکبۃ الشہابیہ
وجہ سے امام وہابیہ پر ستر اقوال فقہاء سے لزوم کفر ثابت کیا (۳) سل السیوف الہندیہ (۴)
حسام الحرمین جس میں آفتاب سے زیادہ روشن طریقہ سے حرمین شریفین کے علماء نے منکرین ختم
نبوت اور گستاخان بارگاہ الوہیت و رسالت پر حکم کفر و زندقہ صادر فرمایا (۵) سیف الجبار
از حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی قدس سرہ العزیز (۶) تقدیس الوکیل
از مولانا غلام دستگیر قصوری (۷) الدرر السنیہ از شیخ الاسلام مولانا سید احمد بن زینی دحلان
مفتی مکہ مکرمہ (۸) السیوف البارقہ علی رؤس الفاسقہ از امام الفقہاء والمحدثین مولانا محمد
عبداللہ صاحب خراسانی (۹) تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب والنقصان از مولانا احمد حسن
پنجابی ثم کانپوری (۱۰) المرجع الدیانی علی راس الوسواس الشیطانی از مولانا محمد نبی بخش حلوائی
لاہوری (۱۱) شرح الصدور فی دفع الشرور مولانا مخلص الرحمان صاحب چاٹگامی (۱۲)
میزان عدالت فی اثبات شفاعت از مولانا محمد سلطان صاحب کشکی (۱۳) ہادی المضلین
از مولانا کریم اللہ دہلوی (۱۴) ازالۃ الشکوک جناب حکیم فخر الدین صاحب الہ آبادی (۱۵)
صحیح الایمان مولفہ علمائے بریلی (۱۶) شرح تحفہ محمدیہ فی رد الفرقۃ المرتدیہ از مولانا سید
اشرف علی گلشن آبادی (۱۷) معید الایمان مولانا مخصوص اللہ ابن مولانا شاہ رفیع الدین
دہلوی (۱۸) ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ مولانا سید حیدر شاہ صاحب (۱۹) رسالہ
تحقیق توحید و شرک مولانا محمد حسن پشاوری المعروف بہ حافظ دراز شارح بخاری و محشی
قاضی مبارک (۲۰) رسالہ حیات النبی مولانا شیخ محمد عابد سندھی مدرس بزرگ مدینہ منورہ
(۲۱) گلزار ہدایت مولانا محمد صبغۃ اللہ مفتی مدراس (۲۲) تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی
معلم ابلغ مولانا محمد فضل حق خیرآبادی (۲۳) حجۃ العمل فی ابطال الحیل (۲۴) سو سوال و
جواب مولانا محمد موسیٰ دہلوی (۲۵) سلاح المومنین فی قطع الخارجین مولانا سید لطف الحق
ابن مولوی جلیل الحق قدرت اللہ قادری حسینی (۲۶) تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین مولانا
عبداللہ سہارنپوری (۲۷) رسم الخیرات مولانا خلیل الرحمن مصطفےٰ آبادی (۲۸) تحلیل ما احل اللہ
فی تقبیر ما اہل بہ لغیر اللہ مولانا خلیل الرحمن ممدوح (۲۹) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح

مولوی تراب علی لکھنوی (۳۰) سفینۃ النجاۃ مولانا محمد اسلمی ساکن مدراس (۳۱) تنبیہ
الضالین و ہدایۃ الصالحین جامع فتاوی علمائے دہلی و حرمین شریفین (۳۲) قوت الایمان
مولوی کرامت علی جونپوری (۳۳) احقاق الحق مولانا سید بدر الدین صاحب حیدرآبادی۔
(۳۴) خیر الزاد مولانا ابو العلا محمد الملقب بہ خیر الدین مدراس (۳۵) نعم الانتباہ لدفع
الاشتباہ مولانا معلم ابراہیم خطیب جامع (۳۶) دفع البہتان فی رد بعض احکام
تنبیہ الانسان مولانا محمد یونس صاحب (۳۷) ہدایۃ المسلمین الی طریق الحق والیقین
قاضی محمد حسین صاحب کمی (۳۸) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ از مولانا منشی لعل خان صاحب مدراسی
قدس سرہ ان کے علاوہ اور بے شمار کتب ہیں جن کے ذکر کے لئے الگ دفتر کی ضرورت ہے
چند اور اسماء ملاحظہ ہوں۔

(۳۸) الدولۃ المکیۃ علم غیب کے موضوع پر مبسوط عربی کتاب، حالت علالت میں
صرف آٹھ گھنٹوں میں لکھی گئی۔ از اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی (۳۹) اعلاء
کلمۃ اللہ فی بیان ما اہل بہ لغیر اللہ (۴۰) الفتوحات الصمدیہ از شیخ الاسلام
والمسلمین حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ (۴۱) وہابیہ کی امامت
مولانا امام الدین قادری سیالکوٹی (۴۲) الصواعق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ از حضرت
شیخ سلیمان بن عبدالوہاب قدس سرہ (محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے بڑے بھائی)۔
(۴۳) احقاق الحق رد تقویۃ الایمان مولانا نصیر احمد پشاوری تلمیذ رشید مولانا حافظ
دراز صاحب (۴۴) سیف المقلدین مولانا عبدالجلیل پشاوری (۴۵) امتناع النظیر
علامہ محمد فضل حق خیرآبادی (۴۶) بوارق محمدیہ (۴۷) المعتقد المنتقد مولانا فضل
رسول بدایونی (۴۸) اذاقۃ الآثام مولانا نقی علی خان والد ماجد اعلیٰ حضرت بریلوی۔
(۴۹) انتصار الحق فی الرد علی معیار الحق مولانا ارشاد حسین رامپوری (۵۰) سیف
الابرار المسلول علی الفجار (فارسی) مولانا عبدالرحمن سلہٹی (۵۱) جامع الشواہد لاخراج
غیر المقلدین من المساجد محدث جلیل مولانا وصی احمد سورتی (۵۲) الحق المبین
نفی الظل والفیئ غزالی زمان علامہ احمد سعید کاظمی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ

ان ہی سببوں سے آگ اُن کے فتنے کی ٹھنڈی ہو گئی اور نئے دین والے بھی زبان دبا کر بات کرنے لگے اور توجہ بات بنانے میں ہوئی اور تقیہ جاری ہوا ہزاروں ہزار آدمی اُس طریقہ سے تائب ہوئے صرف وہی لوگ کہ جن کو سخن پروری کا پاس دین پر غالب تھا۔ یا جن کو وہ پیشہ واسطہ ہوا دنیا پیدا کرنے کا۔ اُس طریق پر قائم رہے مگر نہایت ذلت وخواری کے ساتھ۔ اہل علم کی مجلسوں میں تقیہ سے گذارا کرتے۔

مولوی اسمٰعیل وغیرہ ارکان دین جدید نے بھی اس بحث کو کم کر کے وعظ کو منحصر کیا جہاد کی ترغیب پر اس حیلہ جمیلہ سے کہ امر محمود ہے۔ بہت لوگ اکٹھے ہوئے اور روپیہ جنس بھی جس کو توفیق ہوئی۔ بقدر حوصلہ دیا۔ ایک جماعت کے ساتھ گئے

بہا دلپور (۵۴) جاء الحق حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان قدس سرہٗ (۵۵) اطیب البیان رد تقویۃ الایمان۔ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (۵۶) دبوس المقلدین۔ مفتی اعظم پاکستان مولانا ابو البرکات سید احمد صاحب (لاہور) (۵۷) موت کا پیغام۔ محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہٗ (لائل پور) (۵۸) دیوبندی مذہب۔ ادیب کامل مولانا غلام مہر علی چشتیاں شریف (۵۹) سید احمد کی صحیح تصویر۔ مولانا وحید احمد مسعود۔ (۶۰) خون کے آنسو۔ خطیب مشرق مولانا مشتاق احمد نظامی مدیر پاسبان الٰہ آباد (۶۱) شواہد الحق۔ رئیس العلماء مولانا علامہ یوسف نبہانی بیروت (۶۲) وجیز الصراط۔ مولانا فیض عالم ہزاروی قدس سرہٗ (۶۳) انوار آفتاب صداقت مولانا قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ (۶۴) توضیح البیان۔ علامہ مولانا غلام رسول سعیدی (۶۵) مسائل اہل سنت۔ شرف قادری (۶۶) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں۔ پروفیسر مسعود احمد۔ ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی سندھ (۶۷) اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقام فقر۔ اختر شاہجہانپوری (۶۸) شفاعت کی حقیقت۔ محقق کامل مولانا سنا مہر الدین (لاہور) (۶۹) تاریخ وہابیہ دیوبندیہ مولانا منشی لعل خان مدراسی (۷۰) تاریخ اعیان وہابیہ مفتی قادری محمد محبوب علی خاں لکھنوی۔ ۱۲ شرف قادری۔

افغانستان کو۔ اور سید احمد کو امیر المومنین بنایا اور سکھ پر جہاد کا عزم کیا مگر اُس میں بھی وہی پیشین گوئیاں کہ فلانی تاریخ رنجیت سنگھ رئیس کفرہ سکھ امیر المومنین کے ہاتھ سے مارا جائیگا۔ اور فلانی تاریخ فلانا ملک فتح ہوگا اور نماز عید کی فلانے سال میں امیر المومنین جامع مسجد لاہور میں پڑھیں گے اور اللہ کا یوں حکم ہوا ہے اور لڑائی کے وقت توپ بندوق سکھوں کی بند ہو جائیگی۔ بلکہ بعضے افغان اسی شرط پر داخل بیعت ہوئے تھے جبھی مقابلہ ہوا۔ فقرائے کفرہ سکھ کے سامنے سے جان بچا کر صاف بھاگ گئے۔ اور عار جہاد سے بھاگ جانے کی کہ بڑا گناہ کبیرہ ہے لغفیا کی اور اہل پشاور کے مخالفوں سے مل کر مسلمانوں کا قتل ونہب کیا جب فوج سکھ متوجہ پشاور ہوئی۔ سننے کے ساتھ بھاگ کر راہ پنجتار کی لی۔ پنجتار کا رئیس فتح خان نام اور سب افغان بہت تعظیم وتکریم سے پیش آئے اور بیعت کی جہاد پر اور اطاعت وفرمانبرداری جیسے چاہیئے ویسی کی اپنے تمام ملک کا خراج بھی امیر المومنین کی سرکار میں داخل کرنا قبول کیا اور عامل حاکم اُن کے اپنے اپنے مکانوں پر مقرر کرا دیئے تحصیل وحکم ان کا جاری کرایا اور مقدور والوں نے جو بیچارے وہاں تھے اپنے گھر کے مال سے عورتوں کے منہ بولہ تک سے بھی دریغ نہ کیا۔ پاس ایمانداری کا جیسے چاہیئے وہ بجا لائے واقع میں افغان کی قوم دینداری کے باب میں بڑی مضبوط ہیں۔ دین کے نام پر ان کو جان دینا ایسا عزیز ہے کہ اوروں کو جان رکھنا۔ مولوی اسمٰعیل اتنی ہی حکومت کا تحمل نہ کر سکے۔ آپے سے باہر ہو گئے۔ تنطلبات بیجا اور دین جدید کے احکام جاری کر دیئے اور سید احمد کے نام پر صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ تجویز ہوا۔ اور سکہ مہر کا یہ ٹھہرا اسمہٗ احمد اور جو صراط مستقیم میں سید احمد کو پیغمبر بنانے کی تمہید کر رکھی تھی۔ اُس کا اظہار شروع کیا اور فقہا پر لعن طعن وتشنیع کتب حنفیہ پر برملا کرنے لگے اور پٹھانوں کے ناموس ومال وجان سے تعرض شروع کیا۔ ہر چند معززآدمیوں نے سمجھایا۔ نہ مانا۔ وہ بیچارے تنگ

آئے اور مشورہ کیا کہ ہم نے سکھ پر جہاد کے واسطے ان کو رئیس بنایا یہ لوگ جو معاملہ
کافروں سے چاہیئے ہمارے اوپر جاری کرتے ہیں۔ سکھ کے مقابلہ میں اُس نامردی سے
بھاگے اور مسلمانوں کے جان و مال پر اس قدر دلیری کرتے ہیں۔ دین و ایمان کا بھی ان کے
کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ دفع کیا چاہیئے۔ مگر ایک بار پھر بھی یہ سب حال ظاہر کرنا
چاہیئے۔ چنانچہ عالموں اور سرداروں کو بھیجا جو کہنا تھا کہا۔ مگر مولوی اسمٰعیل نے ایک نہ
سنی آخر مسلمانوں نے جتنے کہ آدمی ہمراہی مولوی اسمٰعیل کے جہاں جہاں متعین اور
ظلم اور اجرائے حکم دین جدید میں مشغول تھے۔ ایک مرتبہ سب کو مار ڈالا۔ فتح خان نے
عذر کیا کہ میں اسی روز سیاہ کے واسطے کہتا تھا کہ حد اعتدال سے بڑھنا اور دین جدید
کے احکام جاری کرنا اور لوگوں کے جان و مال و ناموس سے تعرض کرنا مناسب نہیں ہے
اب کام ہاتھ سے نکل گیا کہ تمام ملک پھر گیا۔ کچھ اس کا تدارک نہیں ہو سکتا مگر تم کو
اس ملک سے بچا کر باہر نکالے دیتا ہوں۔ پھر جو کچھ مقدر میں ہوگا ظہور میں آئے گا
سید احمد اور مولوی اسمٰعیل وغیرہ چند آدمیوں کو کہ ہمراہ تھے۔ اُس ملک کی حد سے
باہر نکال کر اپنے ملک کی رعایا کی استمالت اور انتظام کے واسطے پھرا۔ سید احمد
وغیرہ بھاگے جاتے تھے کہ عین بھاگنے کی حالت میں ایک جماعت وہاں پہنچی کہ اُن سب
کو مار ڈالا۔ کوئی کہتا ہے کہ سکھ تھے، کوئی کہتا ہے پٹھان تھے۔ اُن میں سے کوئی نہ بچا
اور جو اکثر بھاگ کر آئے سو ملک پنجاب رہے تھے اور وہ صدمہ کہ بالیقین مظلوم
مسلمانوں کے ہاتھ سے اُٹھایا۔

اب سید احمد کے اُمتی لوگ مختلف ہیں، کوئی کہتا ہے کہ رجعت کریں گے یعنی
پھر کر آئیں گے اور جو وعدے کئے ہیں سب کو سچ کریں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ فلانے
پہاڑ پر زندہ موجود ہیں مگر خلق کی نگاہ سے چھپے ہوئے ہیں۔ اور جس پر چاہتے ہیں،
ظہور کر دیتے ہیں [illegible]

[illegible] دیکھا اور اُن سے یہ خرافات سُنیں۔ بعضے خبیثوں نے ان دنوں میں افترا کیا
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ایک عبارت وضعی کو نسبت کیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ یہ ہے۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی
امتی رجل اسمہ احمد خلقہ کخلقی لیس خلقہ کخلقی ویکون خلیفۃ
اللہ فی الارض فیقاتل الکفار فیغیب بعد فتح قلیل عن الناس الا ما
شاء اللہ ولھم درجات الصد یقین ثم یخرج رجل من خلفائہ
المشرق ویبایع الناس علی غیبۃ الامام ویومئذ وقع النزاع بین
الناس فی التامین ینکرہ الناس ویخالفون فیہ الا انھم یھود ھذہ
الامۃ انا بری منہ وھم بریئون منی ثم یخرج بعد عشر وبضع سنین
یملأ الارض قسطا وعدلا کما کانت ملئت جورا وظلما من باشرہ
فی القتال الاول کانت لھم درجات اھل بدر شھداء کشھداء اھل
بدر اخرجہ البیھقی فی دلائل النبوۃ۔

دیکھو ایسا صریح افترا اور جرأت کتاب کے نام لینے کی اور لیاقت یہ کہ
عبارت بھی قاعدۂ عربیت سے درست نہیں۔ الغرض سید احمد اور مولوی
اسمٰعیل کے مرنے سے یہ ہنگامہ فرو ہو گیا تھا۔ مولوی اسحٰق کے باعث سے پھر کچھ کچھ
بھڑک اُٹھا۔ طریقہ اُس کا یوں ہوا کہ بعد مرنے شاہ صاحب کے مولوی اسحاق اُن
کے وارث و جانشین ہوئے۔ وعظ و فتویٰ میں موافق سلف کے تھے اور مذہب
اسمٰعیل کے مخالف اُن کے ہاتھ کے لکھے ہوئے فتوے موجود ہیں مگر آدمی نہایت
سادے سیدھے سلیم تھے۔ کسی طرح کی قوت اور حرکت اُن کی طبیعت میں نہ تھی۔
جیسا علم ویسا ہی بیان سلامت روی سے بسر اوقات کرتے تھے جب اُنکے
داماد مولوی نصیر الدین امیر المؤمنین بنے اور فکر و تدبیر طلب و تحصیل روپیہ کی
مولوی اسحاق سے متعلق ہوئی۔ اسمٰعیلیہ طریق کے لوگوں کا اُنکے یہاں دخل ہوا

اور اُن کی تالیف و ملانا ضرور پڑا۔ وہ لوگ۔ اس کام کے بڑے بانی کار تھے۔ اس
اختلاط کے باعث کسی قدر وہ بھی جھکے اور باتیں گول گول کہنے لگے تاکہ دونوں
فریق راضی رہیں اور اُن کی کم گوئی کے سبب ایک مدت تک پردہ پڑا رہا پھر
ظاہر ہو چلا باہر والے اور جن کو کم ملاقات تھی۔ ویسے ہی معتقد رہے اور کثرت
صحبت والے اس بات کو پاکر بھڑک گئے۔ آخر کو غلبہ اسمٰعیلیہ کا اُن کے مزاج
پر ہو گیا۔ اور بھی اسمٰعیلیہ لوگوں کا اُن پر ایک اور بڑا دباؤ ہو گیا۔ وہ یہ کہ بسبب
فوج کشی انگریزوں کے کابل وغیرہ پر اس ملک میں تخلل پڑا اور روپیہ جو مہاجنوں کے ذمہ
سے اُس طرف کو بھیجا تھا مارا گیا۔ اور مولوی نصیرالدین مر گئے۔ مہاجنوں سے وہ روپیہ
لینا منظور ٹھیرا اور حاجت ہوئی عدالت میں نالش کرنے کی۔ چنانچہ تا صدر الٰہ آباد وہ
مقدمے پہنچے۔ اور مولوی اسحاق نے ڈگریاں حاصل کیں چونکہ وہ روپیہ اور بہت سا
روپیہ کر ابھی پہنچا نہ تھا لایا ہوا اُنہیں اسمٰعیلیہ کا تھا۔ اُن سے ہر طرح کا دغدغہ اور
محل خوف تھا۔ اُن ایام میں مولوی اسحاق کی اسمٰعیلیت اور بھی بڑھ گئی اور اُن کی
کتابوں میں اگرچہ اسمٰعیلیہ کا سا زور و شور نہیں ہے اور بہت تنزل ہے یعنے
بعضی باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل مطلق کفر و شرک کہتے ہیں۔ مولوی اسحاق اُن
میں سے کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو جائز کسی کو مختلف فیہ کہتے ہیں کسی میں
تفصیل کرتے ہیں کہ ایک طرح درست اور ایک طرح نادرست۔ مگر جو اصل نجدیہ کی
باتیں ہیں وہ اُن کے کلام میں ہیں۔ کوئی کھلی ہوئی کوئی دبی ہوئی۔ ایک اور بڑا پردہ
اُن کی کتابوں کی عیب پوشی کا یہ تھا کہ ہر جگہ سے نقل و سند لے آئے۔ ہر مسئلہ پر
حدیث و تفسیر فقہ و تصوف کی کتابوں سے اور کتابوں کی عبارتیں لکھ دیں اور یہ بات
اسمٰعیلیہ میں نہ تھی۔ ظاہر میں دیکھنے والوں نے سمجھا کہ یہ تو موافق ہیں سلف کے اور
اُن کی سند لاتے ہیں۔ یہ تو سُنی مسلمان ہیں۔ نجدی اسمٰعیلی نہیں ہیں جب وہ کتابیں
اہلِ تحقیق کی نظر سے گذریں نقل کو مطابق کیا۔ اصل سے تو عجب گل کھلا کہ تغیر و
تصرف و کمی و بیشی ان میں بہت ہے اور نقل مطابق اصل کے نہیں ہے کہیں

ایک فقرہ بیچ میں سے اڑا دیا کہیں بڑھا دیا۔ کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت
کی کہیں نقل کی، اصل میں اصل ہی نہیں، اور دونوں کتابیں یعنی مأتہ المسائل و اربعین
میں باہم اختلاف اس طرح کی خرابیاں اور رسوائیاں ان کتابوں میں بہت ہیں اور اہلِ
تحقیق کی کوششوں سے یہ حال سب ظاہر ہوا اور مشہور ہو گیا ہے۔

دوسرا باب

نجدیہ کے عقائد کے بیان میں

اس مذہب میں چند رسالے لکھے گئے کہ علمائے اسلام نے سب کا رد کیا سب
سے بڑا کتاب التوحید ہے تصنیف محمد بن عبدالوہاب کی اس کے رد کا نام ہدیۃ
مکیہ ہے اور اُسی محمد بن عبدالوہاب نے اپنی کتاب کو مختصر کیا۔ اُس میں بھی اصل
مطلب سب موجود ہے۔ وہی کتاب التوحید صغیر پہلے دن مکہ معظمہ میں گئی کہ علمائے
مکہ نے اس کا رد لکھا۔ اور تقویۃ الایمان گویا اُسی کا ترجمہ و شرح ہے۔ راقم اسی
کا ترجمہ لکھ کر بعد بڑھانے لفظ فائدہ کے اشارہ کر دیگا کہ تقویۃ الایمان میں بھی
یوں ہی لکھا ہے۔ اُس کے بعد نقل کریگا۔ کلام علمائے مکہ کا کہ دونوں کے رد کے
واسطے کافی ہوا اور بعد ترجمہ کے لفظ فائدہ کا بڑھا کہ تائید اُس کی کرے گا۔
شاہ عبدالعزیز وغیرہ مولوی اسمٰعیل کے بزرگوں کے اقوال سے۔

نجدی نے کہا۔ اما بعد فهذا التفصيل لما اجمله وتلخيص لما فصله
المولى المستطاب امير المؤمنين امام الموحدين الشيخ عبدالوهاب
طوبى له وحسن مآب اقتصرنا لا من كتابنا الكبير لتسهيل الضبط على
كل قارئ من الكبير والصغير مرتب على بابين الباب الاول فى رد الشرك
والباب الثانى فى رد البدعة۔

الباب الاول۔ فى رد الشرك وفيه خمسة فصول الفصل
الاول۔ فى تحقيق الشرك وتقبيحه وتقسيمه۔

لہ حضرت سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول بدایونی نے مأتہ مسائل وغیرہ کے رد میں تصحیح المسائل [illegible]

ترجمہ۔ لیکن پس یہ تفصیل ہے اور تلخیص ہے اُس کی کہ مولا پاک امیر المومنین امام الموحدین شیخ عبد الوہاب نے اُسے اجمال و تفصیل سے بیان کیا ہے ہم نے اپنی بڑی کتاب سے اختصار کیا کہ ہر چھوٹے بڑے پڑھنے والے پر اس کا ضبط آسان ہو۔ مرتب ہے دو باب پر۔ پہلا ردّ شرک میں دوسرا ردّ بدعتیں۔ پہلے میں پانچ فصلیں ہیں پہلی فصل شرک کی تحقیق اور برائی اور تقسیم میں۔

علماء مکہ معظمہ نے کہا۔ اما بعد فقد ورد الصحيفة الردية عن الرسالة النجدية ضحوة الجمعة سابع شهر المحرم سنة ١٢٢١ بحرم الله المحترم بيت الله المكرم وجند شياطين النجد اليها قاصدة على نيات خبيثة وعزائم فاسدة والاخبار موحشة غير راشدة وما فعلوا بالطائف من القتل والنهب والسبي وهدم مسجد عبد الله بن عباس رضي الله عنه ينذر باساءة ادبهم في البلد الامين فاجتمع علماء مكة المعظمة زادها الله شرفا بعد صلوة الجمعة عند باب الكعبة واكبوا على مطالعة الرسالة النجدية ليحقق ما فيها من الغي والضلال وامرني المدبر وانا احمد بن يونس الباعلوي بكتابة ما قالوا رحمهم الله تعالى۔

ترجمہ۔ لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس آیا بُرا صحیفہ یعنی نجدیہ کا رسالہ اول وقت جمعہ کے دن ساتویں محرم ١٢٢١ھ کو اللہ کے بزرگ گھر میں اور لشکر نجد کے شیطانوں کا اللہ کے گھر کی طرف قصد کرنے والا ہے۔ ناپاک نیت اور بُرے ارادے سے اور خبریں بڑی وحشتناک ہیں اور طائف میں جو انہوں نے کیا لوٹنا اور مار ڈالنا اور قید کرنا اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مسجد ڈھا دینا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ میں بھی بے ادبی کریں گے پس علماء مکہ معظمہ کے اکٹھے ہوئے بعد نماز جمعہ کے کعبہ کے دروازے کے آگے اور نجدیہ کے رسالے کے دیکھنے پر مصروف ہوئے کہ اُس کی گمراہی تحقیق کریں اور مجھ کو کہ احمد بیٹا یونس باعلوی کا ہوں مدبر نے حکم کیا کہ علماء جو اس پر کلام کریں لکھتا جاؤں پس شروع کیا میں نے لکھنا اس کا کہ عالموں نے کہا

اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے ۔۔۔ قال النجدي

اعلموا ان الشرك قد شاع في هذا الزمان وذاع والامر قد آل الى ما وعد الله وقال وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون

جانو کہ تحقیق شرک اس زمانہ میں پھیل گیا اور جیسا اللہ نے وعدہ کیا ویسا ہی ہو گیا اللہ نے کہا تھا اور نہیں مسلمان اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان کے پہلے باب میں یہی بیان کیا لمبی تقریر سے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب ہے جیسا فرمایا اللہ صاحب نے سورہ یوسف میں

وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون

اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔

یعنی اکثر لوگ کہ دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں سو شرک میں گرفتار ہیں۔

قالوا ان هذا الكلام انواع من الفساد منها ان الآية الكريمة بيان الحال لا وعد في الاستقبال وكفى حجة على ذلك سوق المقال قال الله تعالى وما اكثر الناس ولو حرصت بمؤمنين وما تسألهم عليه من اجر ان هو الا ذكر للعالمين ۝ وكاين من اية في السموات والارض يمرون عليها وهم عنها معرضون وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون افامنوا ان تاتيهم غاشية من عذاب الله او تاتيهم الساعة بغتة وهم لا يشعرون۔

کہا علمائے اسلام نے نجدی کے اس کلام میں بہت طرح کے فساد ہیں ایک اُن میں سے یہ کہ آیۂ کریمہ حال کا بیان ہے نہ وعدہ ہے آگے کا جیسے نجدی نے ٹھہرایا اور دلیل کافی اس بات پر سوق کلام ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں اکثر آدمی اگرچہ بہت خواہش ہو تیری مومن اور نہیں مانگتا تو اُن سے اُس پر اجر نہیں ہے مگر وہ نصیحت واسطے سارے عالم کے اور بہت نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں کہ اُن پہ گذرتے ہیں اور اُن نشانیوں سے وہ منہ پھیر لیتے ہیں اور نہیں کہتے اللہ کو خالق اکثر انکے مگر یہ کہ وہ شرک کرتے ہیں غیر کی عبادت کر کے کیا نڈر ہوئے کہ آجائے اُن پر ڈھانک لینے والی آفت اللہ کے عذاب سے یا آجائے انکو قیامت اچانک اور انکو خبر نہ ہو۔ فقط۔ دوسرا فساد نجدی کے کلام میں یہ ہے۔

ومنها ان المراد بالایمان فی قوله تعالیٰ
یؤمن لیس بالمعنی الشرعی بل المراد
منه قول خالقیة الله تعالیٰ کما کان
حال المشرکین من قریش عن ابن عباس
فی تفسیر هذه الآیة ولئن سألتهم
من خلقهم ومن خلق السمٰوٰت والارض
لیقولن الله فذلك ایمانهم وهم
یعبدون غیره فذلك شرکهم اخرجه
البخاری وغیره ولما قال اهل السنة
ان الایمان هو التصدیق اوّله المعتزلة
هذه الآیة رداً علی اهل السنة علی فهم
انها تدل علی اجتماع الایمان مع الشرك
مع ان الشرك لا یجتمع مع التصدیق
بجمیع ما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم
فان التوحید ایضاً منها فاجاب اهل
السنة بان المراد بالایمان لیس ههنا
بالمعنی الشرعی وهذا التفصیل مذکور
فی کتب التفسیر والعقائد فهذا قال
الملعون النجدی تفسیر بالرأی علی
خلاف التفسیر الصحیح المروی فی
الصحاح وشذ مخالفاً من الجماعة

کہ مراد ایمان سے یؤمن میں ایمان بمعنی شرعی
نہیں ہے بلکہ مراد ایمان سے اللہ کا خالق
کہنا ہے۔ جیسا کہ مشرک قریش کے کہتے
تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس
آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ انہوں
نے کہا اگر تو اُن سے پوچھے کہ کس نے پیدا
کیا اُن کو اور آسمان و زمین کو تو کہتے ہیں اللہ نے
پس یہ اُن کا ایمان ہے سو وہ عبادت کرتے
ہیں اللہ کے غیر کی یہ اُنکا شرک ہے۔ صحیح
بخاری وغیرہ میں یہ حدیث ہے اور جب اہل
سنت نے کہا کہ ایمان تصدیق ہے معتزلہ
اہل سنت پر رد میں اس آیت کو لائے یہ سمجھ کر
کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے جمع ہونا ایمان
کا ساتھ شرک کے باوجودیکہ شرک تصدیق کے
ساتھ جمع نہیں ہوتا کیونکہ جو پیغمبر صلی اللہ علیہ
وسلم لائے اُس میں توحید بھی ہے۔ اہل سنت نے
جواب دیا کہ مراد ایمان سے یہاں معنی شرعی نہیں ہے
یہ تفصیل عقائد و تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے
پھر جو ملعون نجدی نے کہا وہ تفسیر ہے اُس کی
رائے سے خلاف تفسیر صحیح کے اور جماعت
کے مخالف۔

فائدہ۔ حاصل آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ حال اُن لوگوں کا کہ باوجود حرص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان لانے والے نہیں ہیں اور اُن کا اللہ کو خالق

کہنا ساتھ عبادت غیر کے مفید نہیں[1] مگر یہ مسلمان مشرک ہیں یا آگے کو مسلمان مشرک ہوں گے۔

قال النجدی وظهر ما قال رسول الله
لا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من
امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من
امتی الاوثان رواه الترمذی وعن
عائشة قالت سمعت رسول الله یقول
لا یذهب اللیل والنهار حتی تعبد اللات
والعزّی فقلت یا رسول الله ان کنت
لاظن حین انزل الله هو الذی ارسل
رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره
علی الدین کله ولو کره المشرکون
ان ذلك سیکون تاماً قال انه سیکون
ما شاء الله ثم یبعث الله ریحاً طیبة
فتوفی من کان فی قلبه حبة من
خردل من ایمان فیبقی من لا خیر
فیه فیرجعون الی دین آبائهم
رواه مسلم فانا نری عامة مؤمنی
هذا الزمان مشرکاً

اور کہا نجدی نے ظاہر ہوا وہ جو کہا تھا
رسول اللہ نے کہ نہیں آئیگی قیامت یہاں
تک کہ مل جائیں کتنی قومیں میری امت سے
مشرکوں میں اور یہاں تک کہ پوجنے لگیں
کئی قومیں میری امت سے اوثان کو روایت
کیا اس حدیث کو ترمذی نے عائشہ سے
روایت ہے میں نے سُنا پیغمبر خدا سے کہ
کہتے تھے نہیں قیامت آئیگی یہاں تک کہ
پُوجے جائیں لات و عزّی سو میں نے کہا یا
رسول اللہ میں جانتی تھی جب اتاری اللہ نے
آیت هو الذی ارسل رسوله الخ یوں
کہ دین حق کا غلبہ آخر تک رہیگا۔ فرمایا کہ جبتک
اللہ چاہے گا رہیگا۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک
ہوا اچھی سو مر جائیگا جس کے دل میں رائی
کے دانے بھر ایمان ہوگا پھر رہ جائیں گے وہی
لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے
اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ روایت کیا اس
حدیث کو مسلم نے سو ہم دیکھتے ہیں اس زمانہ کے سارے مسلمانوں کو مشرک۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔

---

[1] یہ مطلب نہیں ہے کہ حضورؐ کے زمانے کے مسلمان مشرک ہیں یا آئندہ مسلمان مشرک ہوں گے ۱۲

قالوا ایها الشقی الغبی الغوی ان کنت مستیقنا ان هذا الزمان هو الزمان الموعود فی هذه الاحادیث فانت وابوك وجندك علی علمك قطعا ممن لاخیر فیه ورجعوا الی دین آبائهم ولیس فی قلبك وفی قلب جندك حبة من خردل من الایمان فان من کان فی قلبه حبة من خردل من الایمان فقد توفی فکیف تدعی الایمان لك لابیك وجندك وکیف کان ابوك امیر المومنین ونحن نقول کما قال الجماعة ان هذا حال اشرار الناس الذی لاتقوم الساعة الا علیهم ولیس هو بزماننا قطعا فان شیئا من الآیات الکبری لم توجد الی الآن فنحن بفضل الله تعالی نؤمن بالله ورسوله۔

کہا علمائے اسلام نے اے شقی بیوقوف گمراہ اگر تجھ کو یقین ہے کہ یہ زمانہ وہی زمانہ موعود ہے پس تو اور تیرا باپ اور تیرا لشکر تیرے علم کے موافق نرے بے ایمان باپ دادے کے دین پر پھرے ہوئے ہیں۔ کیونکہ جن کے دل میں رائی کے دانہ بھر ایمان تھا وہ تو مر گئے پھر تو اپنے اور اپنے لشکر اور اپنے باپ کے ایمان کا دعویٰ کیوں کرتا ہے اور تیرا باپ کیسے امیر المومنین ہوا اور ہم کہتے ہیں جیسا کہ کہا جماعت نے کہ حدیث شریف میں بیان ہے حال اُن لوگوں کے کہ قیامت نہ آئے گی۔ مگر اُن پر اور وہ یہ زمانہ نہیں ہے۔ یقینی کیونکہ کوئی بڑی علامتوں قیامت سے ابھی تک نہیں پائی گئی پس ہم اللہ کے فضل سے ایمان لانے والے ہیں اللہ اور رسول کے ساتھ۔

قال النجدی فواحد یعبد النبی ومتبعیه حیث یعتقدهم شفعاءه واولیائه وهذا اقبح انواع الشرك

پس کوئی پوجتا ہے پیغمبر کو اور پیغمبر کے پیرووں کو اس طرح کہ اُنکو اپنا شفیع و ولی اعتقاد کرتا ہے اور یہ بدترین انواع شرک کا ہے۔

فائدہ تقویۃ الایمان میں آیۂ کریمہ والذین اتخذوا من دونه اولیاء کے بعد لکھا کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے سبب سے خدا کی نزدیکی حاصل ہوتی ہے سو وہ بھی مشرک ہے۔ اور

جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا اور آیۂ کریمہ قل من بیدہ ملکوت کل شیئ کے بعد لکھا۔ معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اُسی کی مخلوق اور اُسی کا بندہ سمجھتے تھے اور اُن کو اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ثابت کرتے تھے مگر یہ پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور اُن کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی اُن کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

قالوا معاذ الله ان یکون اعتقاد شفاعة النبی ومتبعیه وولایتهم شرکا وعبادة اما تفهم ایها الملعون ان الاعتقاد الثابت بالقرآن کیف یکون شرکا قال الله تعالی انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا فان حزب الله هم الغالبون ۝ واثبت الصحابة ومن بعدهم فی قوله تعالی فما تنفعهم شفاعة الشافعین ۝ وما لهم فی الارض من ولی ولا نصیر ۝ ثبوت الشفاعة والولایة والنصرة للمومنین والایما کان لنفی نفعها عن الکافرین عند قصد تقبیحهم معنی وهذا ایذکر علی سبیل التفصیل فی التفسیر والعقائد فی ذیل قولهم الشفاعة حق والبحث مع المعتزلة المنکرین وثبت فی الحدیث

کہا علمائے اسلام نے معاذ اللہ کہ پیغمبر اور پیغمبر کے پیرووں کی شفاعت اور ولایت کا اعتقاد شرک و عبادت ہو۔ اے ملعون کیا تو نہیں سمجھتا کہ جو چیز قرآن سے ثابت ہے اس کا اعتقاد کیونکر شرک ہوگا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نہیں ہے ولی تمہارا مگر اللہ اور اللہ کا رسول اور جو ایمان لائے پس بیشک اللہ کے گروہ وہی غالب ہیں اور قرآن شریف میں جو اس طرح کی آیتیں ہیں کہ نفع نہ کریگی کافروں کو شفاعت اور اُن کا کوئی ولی و نصیر نہیں سو پیغمبر خدا کے اصحاب نے اور انہوں نے جو بعد اُنکے ہوئے انہیں آیتوں سے ثابت کیا شفاعت و نصرت و ولایت کو واسطے مسلمانوں کے کیونکہ اللہ تعالیٰ کافروں کی برائی میں فرماتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو نفع ہے اور اگر نہیں تو خاص کافروں کی کیا برائی ہوتی یہ بات تفسیر کی کتابوں ان آیتوں کے بیان میں اور عقائد کی کتابوں میں جہاں لکھتے ہیں۔

عن الضحاك قال قال لي ابن عباس احفظ عني كل شيء في القرآن وما لهم في الارض من ولي ولا نصير فهو للمشركين واما المؤمنون فما اكثر شفعاءهم وانصارهم فنقول كان النجدي اقر بانه ليس من المؤمنين وهذا صدق لا مرية فيه۔

الشفاعة حق اور بحث کرتے ہیں معتزلہ کہ وہ منکر ہیں شفاعت کے بہ تفصیل مذکور ہے اور حدیث میں ثابت ہوا ضحاک سے کہا اس نے کہ کہا مجھ سے ابن عباس نے کہ یاد کر لے مجھ سے کہ جہاں قرآن میں آیا ہے وما لهم في الارض من ولي ولا نصير پس واسطے مشرکین کے ہے اور لیکن مومن پس اُن کے شفیع و نصیر بہت ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ گویا نجدی نے اقرار کیا کہ وہ مومنین سے نہیں ہے اور یہ سچ ہے اس میں کچھ شک نہیں۔

فائدہ۔ شاہ عبد العزیز لا يقبل منها شفاعة کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

درین جا باید دانست که معتزله بایں آیت در نفی شفاعت تمسک میکنند ومیگویند که روز قیامت شفاعت نخواهد شد لیکن نمی فهمند که درین آیت نفی شفاعت از طرف کسی است که هرگز شکر نعمت الٰہی نکرده باشد و آن نیست مگر کافر و شفاعت در حق کافر بالاجماع مقبول نیست۔

ایضاً فیہ۔ آیات و حدیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت میکنند پس تخصیص این آیت لابد است۔ اور بھی اُس میں ہے۔

احادیث معتبره بیان کرده اند که غیر از کافر در حق همه اہل معاصی حکم بشفاعت خواهد شد پس معلوم شد که محروم مطلق از شفاعت کافر است و بس مناسب مقام هم نفی همین شفاعت است زیرا که این کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب و هم مشربان ایشان است که می دانند که باوجود کفر بزرگان ما از عذاب خلاص خواهند ساخت۔ انتہی ملتقطاً۔

قال النجدي وهو كان كفر مشركي زمن النبي حيث قال الله تعالى و

کہا نجدی نے اور وہی تھا کفر پیغمبر کے زمانے کے مشرکوں کا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے۔ اور

يعبدون من دون الله ما لا يضرهم ولا ينفعهم ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله قل أتنبئون الله بما لا يعلم في السموات ولا في الارض سبحانه وتعالى عما يشركون ○ وقال الله تعالى والذين اتخذوا من دونه اولياء ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ان الله يحكم بينهم فيما هم فيه يختلفون ○ ان الله لا يهدي من هو كاذب كفار۔

پوجتے ہیں سوائے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دے اور نہ کچھ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور زمین میں پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور کہا اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں نے کر پکڑے اللہ کے غیر کو اولیاء اور کہا کہ نہیں پوجتے ہم اُن کو مگر اسلئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف بیشک اللہ حکم کریگا اُن میں اس چیز میں کہ اختلاف کرتے تھے تحقیق اللہ ہدایت نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو۔

قالوا لعنة الله على الشقي الغوي الغبي يدعي شيئا ويستدل عليه بآية ويذكر الآية مع عدم مناسبة بينهما اصلا ولا يستحي ويجترئ على الافتراء على الله تعالى جعل الدعوى ان اعتقاد شفاعة النبي شرك وعبادة والمذكور في الآية يعبدون ويقولون هؤلاء شفعاؤنا ونعبدهم ليقربونا الى الله فالقول بان الشفاعة عبادة وشرك لا يثبت بالآيات بل الشرك هو عبادة الآلهة غير الله وما جعلوه عذرا العبادة غير الله

کہا علمائے اسلام نے لعنت خدا کی شقی گمراہ بیوقوف پر دعوی کرتا ہے ایک چیز کا۔ اور دلیل میں ذکر کرتا ہے آیت کو اور دعوی کو آیت سے کچھ مناسبت نہیں ہوتی شرماتا نہیں اور اللہ تعالیٰ پر بڑا افترا کرتا ہے دعوی کیا کہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد شرک اور عبادت ہے اور آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ عبادت کرتے ہیں غیر کی اور کہتے ہیں کہ یہ معبود ہمارے شفیع ہیں اور عبادت کرتے ہیں ہم معبودوں کی کہ ہم کو نزدیک کر دیں اللہ سے پس یہ بات کہ شفاعت شرک و عبادت ہے آیتوں سے ہرگز ثابت نہیں بلکہ شرک عبادت ہے معبودوں کی سوائے اللہ کے۔ اور مشرکوں نے جو عذر ٹھیرایا ہے عبادت کا یعنی اُنکا شفیع ہونا سو

فاخطأوا فی کونه سببا لها فان غیر
واحد من ائمة التفسیر صرحوا بان
المشرکین غلطوا وخبطوا حیث جعلوا
المحبوبیة والشفاعة الثابتة للخواص
سببا للالوهیة وزعموا ان الله تعالٰی
یجعل المحبوب الشفیع الٰها فقالوا
یجب عبادة المحبوب الشفیع
لصیرورته الٰها لا عبادة الله العلی
الاکبر فانها لا تفید لکونه فی غایة
التعالی فالشرک هو جعل الشفیع
الٰها وعبادته لا اعتقاد شفاعة
النبی ومتبعیه فانه من الایمان بل
ولا نفس اعتقاد شفاعة کافر مع
انه باطل قطعا فان کل باطل لیس
بشرک ولا اعتقاد شفاعة شفیع
لکافر وما ذکرنا هو محصل الآیات
لا ان الشفاعة فی نفسها عبادة و
واعتقاد شفاعة النبی شرک کما
قال الملحد النجدی۔

اس میں خطا کی ہے تفسیر کے بہت اماموں
نے تصریح کی ہے کہ مشرکوں نے غلطی کی اور
خبط کیا کہ محبوبیت وشفاعت کو کہ خواص
کے واسطے ثابت ہیں سبب ٹھیرایا الٰہ
ہونے کا اور گمان کیا کہ اللہ تعالٰے محبوب
شفیع کو الٰہ وخدا کر دیتا ہے اور محبوب و
شفیع کی عبادت واجب ہے اس واسطے
کہ وہ الٰہ ہو گئے اللہ کی عبادت فائدہ
نہیں کرتی کیونکہ وہ بلند ہے پس شرک
شفیع کا الٰہ ٹھیرانا ہے اور اسکی عبادت کرنا
نہ نبی کی شفاعت کا اعتقاد کیونکہ وہ ایمان
سے ہے، بلکہ کافر کی شفاعت کا بھی اعتقاد
باوجودیکہ باطل ہے یقیناً شرک نہیں ہے
اور نہ اعتقاد شفاعت شفیع کا واسطے کافر
کے۔

پس ہم نے جو ذکر کیا وہ مطلب ہے آیات
کا نہ یہ کہ شفاعت خود عبادت اور اعتقاد
شفاعت نبی کا شرک ہے جیسا کہ اس
ملحد نجدی نے کہا۔

فائدہ شاہ ولی اللہ نے حجۃ بالغہ میں لکھا ہے مشرکین کے حال میں۔

فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوٰة
واتبعوا الشهوات فحملوا الالفاظ
المستعملة المشتبهة علٰی غیر

یعنی پیچھے آئے وہ کہ انہوں نے نمازوں
کو ضائع کیا اور شہوتوں کی پیروی کی مشتبہ
لفظوں کو جو استعمال میں تھے غیر

محملها کما حملوا المحبوبیة و
الشفاعة التی اثبتها الله تعالٰی فی
فی قاطبة الشرائع لخواص البشر
علٰی غیر محملها۔ (اور بھی اس کتاب میں لکھا ہے)

محل پر محمول کیا جیسے حمل کیا محبوبیت اور
شفاعت کو کہ ساری شریعتوں میں اللہ تعالٰی
نے انکو ثابت کیا ہے واسطے خاص بندوں
کے غیر محل پر۔

وقالوا لا یقبل عبادة الله الا
مضمومة بعبادتهم بل الحق فی غایة
التعالی فلا تفید عبادته تقربا منه
بل لا بد من عبادة هؤلاء لیقربوا
الی الله زلفٰی۔

اور کہا کہ عبادت اللہ کی قبول نہیں کی
جاتی مگر ملی ہوئی ان کی عبادت کے ساتھ
بلکہ اللہ بہت بلند ہے اسکی عبادت
فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا اس سے بلکہ انکی
عبادت ضرور ہے تاکہ اللہ کی طرف نزدیک کردیں مرتبہ میں۔

قال النجدی فقد ثبت بالنصوص
القرآنیة ان من اعتقد النبی و
غیره ولیه فهو وابو جهل فی
الشرک سواء

کہا نجدی نے پس ثابت ہوا قرآن کی
تصریحوں سے کہ جو اعتقاد کرے نبی
وغیرہ کو اپنا ولی سو وہ اور ابو جہل
شرک میں برابر ہیں۔

قالوا لم یثبت بها اصلا بل النصوص
تبطل ما ادعاه کما بیناه

کہا علمائے اسلام نے کہ جو نجدی نے کہا قرآن
سے ثابت نہیں ہوا بلکہ قرآن شریف باطل
کرتا ہے اس کے دعوے کو جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

قال النجدی فان ابا جهل واخوانه
لم یکفروا الا بهذا الاعتقاد وما کانوا
یعتقدون الٰهتهم مالک الملک
کما قال الله تعالٰی قل من بیده ملکوت
کل شیئ وهو یجیر ولا یجار علیه ان
کنتم تعلمون سیقولون لله
قل فانی تسحرون۔

کہا نجدی نے ابو جہل وغیرہ کافر نہیں ہوئے
مگر اس اعتقاد سے اور اپنے الٰہ یعنے
معبودوں کو ملک کا مالک اعتقاد نہیں
کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے کہا کہہ
کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے
حکومت ہر چیز کی اور وہ بچا لیتا ہے اور
اس سے کوئی بچا نہیں سکتا اگر تم جانتے ہو سو
کہہ دیں گے اللہ کہہ پھر کیوں جادو کئے جاتے ہو۔

قالوا العجب ان الحق يخرج من افواههم وهم مع ذالك لا يهتدون وقد اقروا بانهم كانوا يعتقدون غير الله الهة وان لم يعتقدوها مالك الملك وهو مدار شركهم وكفرهم فان من اعتقد غير الله الها فقد اشرك وكفر سواء اعتقد ذالك الغير شفيعا ولا

کہا علمائے اسلام نے عجیب ہے کہ اُن کے حق منہ سے نکلتا ہے اور اُس پر بھی ہدایت نہیں پاتے۔ آپ اقرار کیا اور لکھ دیا کہ ابوجہل وغیرہ غیر اللہ کو الٰہ اعتقاد کرتے تھے اور وہی اُن کے شرک کا مدار ہے اگرچہ دون اللہ کو مالک الملک اعتقاد نہیں کرتے پس جو کوئی غیر اللہ کو الٰہ اعتقاد کرے مشرک و کافر ہے اس غیر کو شفیع اعتقاد کرے یا نہ کرے۔

قال النجدی وقد نفی الله تعالیٰ اور نجدی نے کہا اور تحقیق نفی کی اللہ تعالیٰ نے شفاعت

الشفاعة فقال لا تنفعهم شفاعة الشافعين ۔ وقال ما لهم في الارض من ولی ولا نصير۔

کی اور کہا نہ نفع کریگی اُن کو شفاعت شفاعت کرنے والوں کی اور نہیں اُن کا زمین میں کوئی ولی و نصیر۔

قالوا قد اثبت اهل السنة قاطبة شفاعته بهذه الآيات كما مر۔

کہا علمائے اسلام نے کہ اہل سنت نے انہیں آیتوں سے ثابت کیا ہے شفاعت کو جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قال النجدی وواحد يعبد الاوثان كما في حديث الترمذی حيث يعظم قبر النبی ويقف عنده كما يقف فی الصلوٰة واضعا يده اليمنیٰ علی يده اليسریٰ ويقول يا رسول الله اسئلك الشفاعة يا رسول الله ادع الله فی قضاء حاجتی وبنادیه ويعتقد ندائه سببا لحصول مراده

کہا نجدی نے اور کوئی عبادت کرتا ہے بتوں کی جیسا کہ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ تعظیم کرتا ہے نبی کی قبر کی اور کھڑا ہوتا ہے نبی کی قبر کے پاس جیسا کہ کھڑا ہوتا ہے نماز میں سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر رکھکر اور کہتا ہے اے رسول میں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا یا رسول اللہ دعا کرو اللہ سے میری اس حاجت بر آنے کیلئے اور پکارتا ہے پیغمبر کو اور پکارنے کو سبب جانتا ہے مراد حاصل ہونے کا۔

ويعظم آثاره ومشاهده ومجالسه وزواياه حتی اتخذوا الآثار مساجد اً وكل ذالك من الاوثان من نبی كان او ولی من اللات او العزیٰ من المسيح او العزير فان الصنم فی الشرع هو المصور والوثن غير المصور۔

اور تعظیم کرتا ہے پیغمبر کے آثار و مشاہد و مجالس وگھر کی یہاں تک کہ ٹھیرایا آثار کو مساجد اور یہ سب اوثان ہیں پیغمبر کے ہوں یا ولی کے لات کے یا عزیٰ کے یا مسیح کے یا عزیر کے کیونکہ صنم شرع میں صورت والا بُت ہے اور وثن بغیر صورت کا بُت ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں ترمذی کی حدیث کے فائدہ میں جو لکھا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ وثن میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد وغیرہ کہ لوگ اسکی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔

قالوا قالوا اللعنة الله علی اعداء الله كيف جعل الملعون النجدی قبر النبی صلی الله عليه وسلم وثنا وتعظيمه عبادة وشركا وقال رسول الله صلی الله عليه وسلم من زار قبری وجبت له شفاعتی وقال رسول الله صلی الله عليه وسلم من زارنی بعد موتی فكانما زارنی فی حياتی وعن انس بن مالك انه اتی قبر النبی صلی الله عليه وسلم فوقف فرفع يديه قال الراوی حتی ظننت انه افتتح الصلوٰة وشرح المكی والماوردی والذهبی وزين المالكی وغيرهم فی آداب الزيارة ان يقف كما يقف فی الصلوٰة وفی

کہا علمائے اسلام نے لعنت خدا کی اللہ کے دشمنوں پر کس طرح ٹھیرایا ملعون نجدی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو وثن اور اُسکی تعظیم شرک اور عبادت اور حال یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو زیارت کریگا میری قبر کی واجب ہوگی اُس کیلئے میری شفاعت اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو زیارت کریگا میری بعد موت کے سو گویا میری زیارت کی حالتِ حیات میں۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پس کھڑے ہوتے پھر اُٹھائے اپنے دونوں ہاتھ روایت کرنیوالے نے جو دیکھتا تھا کہا یہاں تک میں نے گمان کیا کہ انس نے نماز شروع کی اور مکی اور ماوردی و زین مالکی وغیرہ نے آداب زیارت

میں صاف لکھا ہے [illegible]

ان من وقف عند قبر النبي صلى الله
عليه وسلم فتلا هذه الآية ان الله
وملئكته يصلون على النبي الآية ثم
قال صلى الله عليك يا محمد من يقولها
سبعين مرة ناداه ملك صلى الله
عليك يا فلان ولم تسقط له حاجة
ايها الجاهل وضع اليمنى على اليسرى
ليس ركنا من اركان الصلوة بل من
السنن المختلفة فيها بين الائمة اما
ترى المالكية لا يضعونه ولو كان
ركنا كالفرض كالقيام مثلا فعلى هذا
ايضا المنع انما يثبت بالنهي وليس
النهي اليس في البخاري ان عمر رضي
الله عنه قال لرجلين من اهل الطائف
لو كنتما من اهل البلد لاوجعتكما
ضربا ترفعان اصواتكما في مسجد
رسول الله صلى الله عليه وسلم روي
عن ابي بكر الصديق قال لا ينبغي
رفع الصوت على نبي حيا ولا ميتا و
روي عن عائشة انها كانت تسمع
صوت وتد يوتد ومسمار يضرب
في بعض الدور المطيفة بمسجد
النبي صلى الله عليه وسلم فترسل اليهم

کیا گیا ہے کہ جو کھڑا ہوا رسول اللہ کی قبر شریف
کے پاس اور پڑھی یہ آیت ان اللہ وملائکتہ
یصلون الآیۃ اور یہ کہے صلی اللہ علیک
یا محمد ستر بار ایک فرشتہ اسکو پکاریگا
صلے اللہ علیک یا فلان اور اُس کی
کوئی حاجت رہ نہ جاوے گی۔
اے جاہل سیدھا ہاتھ اُلٹے پر رکھنا نماز کا
رُکن نہیں ہے۔ بلکہ اُس کے سنت ہونے
میں اختلاف ہے۔ اماموں میں کیا مالکیوں
کو تو نہیں دیکھتا کہ وہ یہ نہیں کرتے۔ بلکہ
جیسے ہوتے ہیں ویسے ہی کھلے چھوڑے
رکھتے ہیں اور اگر بالفرض رکن بھی ہوتا مثل
قیام کے جب بھی منع جب ہوتا کہ نہی آتی
اور نہی نہیں تو منع بھی نہیں ہے عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے دو آدمیوں سے طائف کے
کہا کہ اگر تم شہر کے رہنے والے ہوتے تو میں
تم کو خوب مارتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی مسجد میں آوازیں بلند کرتے ہو ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نہیں چاہیے
آواز بلند کرنا کسی نبی پر نہ حیات میں نہ بعد
موت کے اور عائشہ صدیقہ سے روایت ہے
کہ سُنی آواز میخ کی کہ ٹھونکی جاتی تھی کسی گھر
میں کہ مسجد شریف سے ملا ہوا تھا کہلا بھیجا گھر

لا تؤذوا رسول الله صلى الله عليه وسلم
قالوا وما عمل على مصراعي بابه الا
بالمناصع توقيا لذلك وتأدبا معه و
روي انه لما ناظر ابو جعفر مالكا في
مسجد النبي صلى الله عليه وسلم فقال
مالك يا امير المؤمنين لا ترفع صوتك
في هذا المسجد فان الله تعالى ادب
قوما فقال لا ترفعوا اصواتكم فوق
صوت النبي الآية ومدح قوما فقال
ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول
الله صلى الله عليه وسلم الآية وذم
قوما فقال ان الذين ينادونك من وراء
الحجرات اكثرهم لا يعقلون وان
حرمته ميتا كحرمته حيا فاستكان
له ابو جعفر وقال يا ابا عبد الله استقبل
القبلة وادعو ام استقبل رسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال لم تصرف
وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة
ابيك آدم الى يوم القيامة بل استقبل
واستشفع به فيشفعك الله قال
الله تعالى ولو انهم اذ ظلموا انفسهم
جاؤك الآية ولا خلاف ان موضع

والوں کو کہ ایذا نہ دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو۔ کہا راویوں نے کہ حضرت علی نے اپنے
دروازے کے کواڑ کیکرے کے بنوائے ہوئے تھے
اُسی آواز کی احتیاط کے واسطے اور واسطے
ادب کے۔ روایت ہے کہ جب مناظرہ کیا ابو
جعفر نے امام مالک سے مسجد نبوی میں۔ امام
مالک نے کہا اے امیر المؤمنین اس مسجد میں آواز
بلند مت کر اللہ تعالیٰ نے ادب سکھلایا ایک
قوم کو اور کہا کہ آوازیں اپنی بلند مت کرو۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور مدح کی
ایک قوم کی وہ جو آوازوں کو دباتے تھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور مذمت
کی ایک قوم کی اور فرمایا وہ لوگ جو پکارتے
ہیں تم کو حجروں کے پیچھے سے اکثر انکے بےعقل
ہیں اور تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعد
موت کے بھی ویسی ہی ہے جیسے حالت حیات
میں تھی پس دب گیا ابو جعفر اور کہا قبلہ کی طرف
منہ کروں اور دعا مانگوں یا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ امام مالک نے کہا کس
واسطے پھیرتا ہے اپنے منہ کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ وہ وسیلہ تیرے ہیں اور تیرے
باپ آدم کے قیامت کے دن تک بلکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر اور ان سے شفاعت چاہ اللہ قبول کریگا شفاعت فرمایا اللہ تعالیٰ
نے اور اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں اللہ سے اور مغفرت چاہے

قبرہ افضل من بقاع الارض حتی
موضع الکعبة وقال غیر واحد
بل من بقاع السمٰوات ایضا حتی
العرش مع خلاف فی التفضیل بین
البلدین المکرمین ما عدا القبر
المکرم وقد نص القاضی عیاض
وابن الجوزی والقسطلانی والعسقلانی
وکل من تکلم فی ھذا الشان بان
حرمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بعد موتہ وتعظیمہ وتوقیرہ
لازم کما کان حال حیاتہ وفی
الشفاء ومن اعظامہ واکرامہ
اعظام جمیع اسبابہ واکرام
مشاھدہ وامکنتہ من مکة و
المدینة ومعاھدہ وما لمسہ او
عرف بہ وروی عن صفیة بنت
نجدہ قالت کان لابی محذورة
قصة فی مقدم راسہ اذا قعد و
ارسلھا اصابت الارض فقیل لہ الا
تحلقھا فقال لم اکن بالذی احلقھا
وقد مسھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اُنکے واسطے رسول تو پاوینگے اللہ کو معاف کر[نیوالا]
والا مہربان، اور اس میں کسی کا خلاف نہیں ک[ہ]
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا [مکان]
سب بقعے زمین کے مکانوں سے افضل ہے یہا[ں]
تک کہ خانہ کعبہ سے۔ اور بہت لوگوں نے
کہا ہے بلکہ آسمانوں کے مکانوں سے بھی یہا[ں]
تک کہ عرش سے اور سوائے خاص مکان شر[یف]
قبر مبارک کے باقی مدینہ منورہ کی زمین کو مکہ [سے]
میں اختلاف ہے بعضے مدینہ کو افضل کہتے ہیں
مکہ سے۔ بعضے مکہ کو مدینہ سے اور قاضی [عیاض]
و ابن جوزی و قسطلانی و عسقلانی نے اور جس نے
کہ اس باب میں کلام کیا ہے صاف کہدیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور تعظیم
اور توقیر بعد موت کے بھی لازم ہے جیسی کہ حا[لت]
حیات میں تھی اور شفا میں ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعظیم و اکرام سے ہے تعظیم کرنا آن
حضرت کے سب اسباب کی اور تکریم کرنا اُن
کے مشاہد کی اور مکانوں کی مکے اور مدینے
اور معاہد کی اور اُس چیز کی کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا اُنکے نام سے
مشہور ہو روایت کیا گیا صفیہ بنت نجدہ سے
کہ کہا ابو محذورہ کے سر میں آگے کی طرف ایک چوٹلا تھا بالوں کا جب بیٹھ کر اُسکو کھول دیتے
تو زمین تک پہنچ جاتے اُن سے کہا گیا کہ بال منڈواتے کیوں نہیں۔ کہا کہ میں انکو نہیں منڈواتا

بیدہ ورُئی ابن عمر واضعا یدہ
علی مقعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من المنبر ثم وضعھا علی وجھہ
وروی القاضی آثارا اُخر وقال
القسطلانی ینبغی ان یقف عنہ
ھا اذا ادبعد ویلازم الادب
والخشوع والتواضع غاض البصر فی
مقام الھیبة کما کان یفعل بین یدیہ
فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ
بین یدیہ وسماعہ سلامہ کما
ھو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین
موتہ وحیاتہ لمشاھدتہ الامة
ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم و
عزائمھم وخواطرھم وکل ذالک عندہ
جلی لا خفاء بہ قال المراغی ینبغی لکل
مسلم اعتقاد کون زیارتہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم قربة للاحادیث
الواردة فی ذلک ولقولہ تعالی ولو
انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک الایة
لان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لا ینقطع بموتہ وقد استدل کافة

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو دست
مبارک سے چھوا ہے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ دیکھے گئے کہ رکھا انہوں نے اپنا ہاتھ منبر
پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ
پر پھر رکھ لیا اُس ہاتھ کو اپنے منہ پر۔ اور
قاضی نے بہت روایتیں کیں۔ قسطلانی نے
کہا کہ سزاوار ہے کہ کھڑا ہو چار ہاتھ پرے ادب لانا
پکڑے ادب اور خشوع اور تواضع آنکھ بند
کئے ہوئے مقام ہیبت میں جیسا کرتا نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حالت حیات
میں اور سمجھے کہ میرے کھڑے ہونے کا حضور میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہے اور میرا
سلام سنتے ہیں جیسے کہ حالت حیات میں تھے
کیونکہ کچھ فرق نہیں ہے آپکی موت حیات سے
آپکے دیکھنے میں امت کو اور آپکے جاننے میں
امت کے احوال کو اور نیتوں اور عزیمتوں اور
خطروں کو اور یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک ظاہر ہے کچھ چھپا نہیں ہے مراغی
نے کہا کہ ہر مسلمان کو چاہیئے اعتقاد رکھنا اس
کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
عبادت ہے کہ حدیثیں اس میں وارد ہیں اور
اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تیرے پاس اور مغفرت چاہیں
اللہ سے اور مغفرت چاہے اُن کیلئے رسول۔ تو پاویں اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان کیونکہ تعظیم
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت سے تمام نہیں ہو گئی اور بیشک کہ تمام .....

العلماء بهذه الآية على استواء حالته
صلى الله عليه وسلم ويقرأ هذه الآية
حين الحضور بموقفه والاستغفار
والاستشفاع بجنابه الاقدس من
زمن الصحابة الى هذا اليوم وذكره
كل من صنف في مناسك وآداب
الزيارة من المذاهب الاربعة و
حكم كون مساجد الآثار وثنا
مخالفة ظاهرة ومحادة واضحة
لرسول الله صلى الله عليه وسلم في
صحيح مسلم عن ابن مالك قال اصابني
في بصري بعض الشيء فبعثت الى
رسول الله صلى الله عليه وسلم اني احب
ان تاتيني وتصلي في منزلي فاتخذه
مصلى وفي رواية منه تعالى فخط لي
مسجدا. قال النووي في شرحه اي
اعلم لي على موضع لاتخذه مسجدا اي
موضعا اجعل صلوتي فيه متبركا
بآثارك وفي هذا الحديث انواع من
العلم تقدم كثير منها ففيها التبرك بآثار
الصالحين انتهى وفضائل مساجد
الآثار والصلوة فيها والتبرك بها

علماء نے اس آیت سے دلیلیں پکڑی ہیں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی دونوں حالتوں موت و حیات
کے برابر ہونے پر اور یہ آیت پڑھی جاتی ہے حضور
میں حاضر ہونے کے وقت اور مغفرت و شفاعت
طلب کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت
سے لیکر آج تک۔ اور جس نے مناسک و آداب
زیارت میں کتاب تصنیف کی ہے چاروں
مذہبوں میں سب نے اُسکو ذکر کیا ہے اور جو
نجدی نے مساجد آثار کو وثن ٹھیرایا ہو کھلی
ہوئی مخالفت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے صحیح مسلم میں ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ میری آنکھ میں کچھ خلل ہوگیا میں نے کہلا
بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ میں چاہتا
ہوں کہ آپ آویں میرے گھر میں نماز پڑھیں
میں اُس جگہ کو مصلی بناؤں۔ اور ایک روایت
میں ہے کہ ایک خط کھینچ دیجئے مجھکو مسجد کا۔
نووی نے شرح مسلم میں کہا کہ ایک مکان پر
نشان کر دیجئے کہ میں اُس کو مسجد بناؤں یعنے
مکان کہ نماز پڑھنے سے اس میں تبرک کروں
آپکے آثار سے۔ اس حدیث میں کئی طرح کے
علم ہیں بہت اُن میں سے اوپر بیان ہوئے
اور اس حدیث میں تبرک کرنا صالحین سے تمام ہوا کلام نووی کا۔ اور مساجد آثار کے
فضائل اور اُن میں نماز پڑھنا اور [illegible] کو تبرک کرنا۔

المذكورة في الكتب المشهورة بين المسلمين
لضيق الوقت لا يرخص التفصيل فظهر
ان ما قال النجدي تشريع من نفسه
مخالف لشرع سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم

کتابوں میں مذکور ہے اور مسلمانوں میں مشہور
ہے. وقت کی تنگی کے سبب تفصیل سے نہیں
لکھا پس ظاہر ہوگیا کہ جو نجدی نے کہا ہے
اپنے دل سے شریعت بناتی ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مخالف ہے۔

فائدہ تفسیر عزیزی میں صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر میں لکھا
ہے " و برکت در کلام و در انفاس و در افعال و در مکانات ایشان و در ہم صحبتان و
اولاد و نسل ایشان و زیارت کنندگان ایشان پے در پے ظاہر میگردد۔
اور سورہ قدر کی تفسیر میں لکھا ہے۔ " بالجملہ از مضمون این سورہ معلوم مے
شود کہ عبادات و طاعات را بسبب اوقات نیکہ و مکانات متبرکہ و حضور اجتماع
صالحان در ایجاب ثواب و ابلاغ برکات و انوار قربت تعظیم حاصل مے شود۔
اور آیہ کریمہ واذ قلنا ادخلوا ہذہ القریۃ کی تفسیر میں لکھا ہے
" سوم آنکہ بعض مواضع متبرکہ مورد نعمت و رحمت الہی گشتہ انبیا بعض
مکانہائے قدیم اہل صلاح و تقوی خاصیتے پیدا می کند کہ در آنہا احداث توبہ
نمودن و طاعات بجا آوردن موجب سرعت قبول و ثمرات نیک می باشد از
ہمیں جاست کہ ابن مردویہ از ابو سعید خدری حکایت کردہ کہ ما روزے ہمراہ
آنجناب علیہ السلام ہنگام شب در غزوہ یا سفرے رفتیم چون آخر شب شد
در پشتہ کوہے گذشتیم کہ آنرا ذات الحنظل میگفتند آنحضرت علیہ السلام فرمودند
ما مثل ہذہ الثنیۃ الا کمثل الباب الذی قال اللہ لبنی اسرائیل
ادخلوا الباب سجدا وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم اور بھی اسی تفسیر
میں واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی کی تفسیر میں لکھا ہے۔
" یعنی بگیرید جائے استادن ابراہیم علیہ السلام را کہ سنگے ہست چین و بران
سنگ حضرت ابراہیم استادہ اذان حج در مردم داد و مہر قدم مبارک حضرت ابراہیم

دران سنگ منقش گشت مصلی یعنی نماز گاہ کہ بعد از طواف خانۂ کعبہ دو رکعت تحیۃ الطواف عقب این سنگ استادہ گزاردن مقرر است تا امامت حضرت ابراہیم تا قیامت جاری باشد و نیز چون حضرت ابراہیم برہمان سنگ استادہ اذان داده بودند پس بعد رحلت حضرت ابراہیم نزد آن سنگ استادہ شدن و عبادت خدائے تعالیٰ بجا آوردن گویا نزد ایشان حاضر شدن است و بحضور ایشان عبادت خدا بجا آوردن است۔

شاہ عبد العزیزؒ نے تبرکات و آثار کی تعظیم و تبرک کے ستفتا میں لکھا ہے۔ "تبرک بآثارِ صالحین شعارِ دین است۔ قدیمًا و حدیثًا و از کتاب و سنت ثابت انکار آن و کلام دران غیر از الحاد و زندقہ چہ توان گفت"

اور تابوت سکینہ کا قصہ نقل کیا کہ اس میں ٹکڑے الواح کے اور عصائے موسٰے و عمامۂ ہارون وغیرہ تھے۔ بنی اسرائیل اُس کے سبب سے دشمنوں پر لڑائی میں فتح پاتے تھے جب بنی اسرائیل نے عصیان کیا اللہ تعالیٰ نے اُن پر مسلط کیا عمالقہ کو کہ تابوت چھین لے گئے جب انہوں نے بے ادبی کی تابوت سے اللہ تعالیٰ نے اُن پر بلا مسلط کی جو تابوت کے پاس جاکر پیشاب کرتا۔ بواسیر میں مبتلا ہوجاتا۔ کافروں نے جانا کہ یہ بلا تابوت کی بے ادبی کے سبب سے ہے۔ بیلوں پر رکھ کر اپنے پاس سے روانہ کر دیا۔ فرشتوں نے طالوت کے گھر پہنچا دیا پھر بہت سی سندیں تعظیم و تبرک آثار و تبرکات کے ذکر کی اور لکھا کہ۔

"نزد فقیر ایں اُمر قابل استفتا نیست محبت با کسیکہ واجب التعظیم است بالطبع اقتضائے محبت و تعظیم آثار و منتسبات او می کند و تہاون و عدم اعتنا بآن دلیل است بر عدم محبت با مبدؤ و منشاء آثار"

شاہ ولی اللہ انتباہ میں امیر سید علی ہمدانی کے حال میں لکھتے ہیں۔

نقل است از آنحضرت کہ در منشآت خود نوشتہ اند کہ دران وقت کہ بسر اندیپ بزیارت قدم گاہ آدم صفی اللہ علیہ السلام رفتم چون نزدیک آن قدم گاہ رسیدم

سجدہ گاہ واقعۂ عظیم دیدہ شد الخ

شاہ عبد الرحیم نے شیخ فیض اللہ کو لکھا کہ اُن کے مکتوبات انفاس رحیمیہ نام میں ہے۔ حامدًا و مصلیًا۔ اما بعد برادرم فیض اللہ منتظر فیض اللہ باشند اے برادر فیض اللہ ناگاہ رسید اما بر دل آگاہ رسد دانی کہ دل آگاہ کیست ولی کہ تادب باداب باشد برسہ قسم است۔ ادب خدا و ادب رسولِ خدا و ادب خلق خدا فمن حافظ الادب بلغ مبالغ الرجال امام مالک در کوچہائے مدینہ گاہے سوار نشد زیرا کہ جائے کہ محبوب رب العالمین و سید المرسلین علیہ افضل التحیات و اکمل التسلیمات پیادہ رفتہ باشد آنجا سواری سوء ادب است و آن امام ہمام ہر جا کہ عمارت قدیم میدید بادب تمام بوسہ میداد بہ اُمید آنکہ شاید کہ آن گل بوستان نبوت و آن شجرۂ باغ رسالت بوئے دستے رسانیدہ باشد الخ۔ دیکھو یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ آثار و تبرکات کی تعظیم کے واسطے ثبوت و صحت روایت شرط نہیں ہے۔ احتمال پر بھی تعظیم کرنا آیا ہے۔

قال النجدی فنحن نشاھد اقسام الشرك كلها فی الناس و نری الناس رجعوا الی دین اٰبائھم کما اخبر النبی فی حدیث مسلم ــــ

کہا نجدی نے پس ہم دیکھتے ہیں سب قسمیں شرک کی آدمیوں میں اور دیکھتے ہیں آدمیوں کو پھر گئے اپنے باپ دادے کے دین کی طرف جیسا کہ پیغمبر نے خبر دی تھی مسلم کی حدیث میں جو اُوپر گذری۔

قالوا اظھر بما ذکرنا ان الذی سماہ شرکا ھو دین النبی صلی اللہ علیہ وسلم و سنۃ الصحابۃ والتابعین و تبع التابعین واستحسنہ و عمل بہ جمھور المسلمین من الفقھاء والمحدثین۔

کہا علمائے اسلام نے ہم نے جو اُوپر ذکر کیا اُس سے ظاہر ہوگیا کہ نجدی نے جسے شرک نام رکھا وہ دین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور سنت صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے اور سب فقہاء و محدثین نے اُسے اچھا سمجھا اور اُس پر عمل کیا۔

قال النجدی قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ

يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشآء ومن يشرك بالله فقد ضل ضلالا بعيدا ○ فان كان الشرك شركا اكبر فجزاؤه جهنم خالدا فيها وان كان اصغر فجزاؤه ما هو عند الله دون الخلود وهو ايضا غير مغفور وباقي المعاصي يمكن عفوه من الله ۔

نہیں بخشتا یہ کہ شرک کیا جائے اور بخشتا ہے سوائے شرک کے جس کو چاہتا ہے اور جو شرک کرے اللہ کا پس تحقیق بہت گمراہ ہوا پس اگر شرک بڑا ہے تو اس کی سزا دوزخ ہے ہمیشہ کو اور اگر چھوٹا شرک ہے تو اس کی جزا اللہ کے نزدیک سزا ہے سوائے ہمیشگی دوزخ کے اور بخشا نہ جاویگا باقی گناہوں کا بخشنا اللہ سے ممکن ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرک بخشا نہ جاوے گا جو اس کی سزا ہے مقرر ہے مٹے گی پھر اگر پرلے درجہ کا شرک ہے کہ آدمی اس سے کافر ہو گیا تو اس کی سزا یہی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ میں رہے گا نہ اس سے کبھو باہر نکلے نہ اس میں کبھو آرام پاویگا اور جو اس سے ورلے درجے کے شرک ہیں ان کی سزا جو اللہ کے یہاں مقرر ہے سو پاویگا اور باقی جو گناہ ہیں ان کی جو کچھ سزائیں اللہ کے یہاں مقرر ہیں سو اللہ کی مرضی پر ہیں چاہے دیوے چاہے معاف کرے۔

قالوا قد اظهر النجدي خروجه من اهل السنة صراحة وجهرا فان مذهب اهل السنة ان ما عدا الكفر كل المعاصي قابل للعفو والمغفرة ولو كبيرة ولو بلا توبة اما بمحض رحمة الله تعالى او بشفاعة الشافعين عند الخوارج والمعتزلة الكبيرة بلا توبة لا تقبل العفو ومرتكبها مخلد في النار والوعيد قطعي دائمي في حقه اما عند الخوارج فلكونه كافرا حقيقة واما عند المعتزلة فلكونه في حكم الكافر ۔

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے اپنا سنی نہ ہونا کھل کر ظاہر کر دیا کیونکہ اہل سنت کے مذہب میں سوائے کفر کے سب گناہ بخشنے کے قابل ہیں اگرچہ گناہ کبیرہ ہو بے توبہ کے بھی یا محض اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یا شفیعوں کی شفاعت سے اور خارجیوں اور معتزلہ کے نزدیک کبیرہ بے توبہ کے قابل مغفرت کے نہیں ہے اور مرتکب اس کا ہمیشہ دوزخ میں رہیگا اور وعید اس کے حق میں یقینی اور دائمی ہے خارجیوں کے نزدیک کیونکہ وہ حقیقت میں کافر ہے معتزلہ کے نزدیک حکم کافر میں ہے۔

لكونه في المنزلة بينهما ويجرون عليه سائر احكام الكفر من عدم صلوة جنازة ودفنه في مقابر المسلمين وبشر المريسي ومن تابعه منهم قالوا الكبيرة لا تقبل العفو والمغفرة ولكنه غير مخلد في النار والوعيد في حقه قطعي لكنه غير دائمي فمال النجدي الى مذهب هؤلاء الضالين والاية الكريمة قد استدل بها ائمة اهل السنة على مذهبهم وردوا بها المذهب الباطل واوردها النجدي لاثبات المذهب الباطل بالتصرف في معناها على خلاف التفسير الماثور برأيه الفاسد والتفصيل في كتب التفسير والعقائد وليس هذا اوان التشريح ۔

واسطے نہ ہونے ایمان کے یعنی مرتکب کبیرہ کا اُن کے نزدیک نہ مومن نہ کافر بیچ میں ہے اور حکم کفر کے اس پر جاری ہیں اور بشر مریسی وغیرہ نے اُن میں سے کہا کبیرہ عفو و مغفرت کو قبول نہیں کرتا مگر مرتکب اُس کا ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیگا اور وعید اُس کے حق میں قطعی ہے لیکن دائمی نہیں ہے پس نجدی نے میل کیا ہے اُن گمراہوں کے مذہب کی طرف اور اہل سنت کے امام آیۂ کریمہ کو اپنے مذہب پر دلیل لائے اُس سے رد کیا مذہب مخالفین کو سو اُسی آیۂ کریمہ کو نجدی اپنے مذہب باطل کے اثبات میں لایا اس کے معنے میں اپنی عقل سے تصرف کر کر خلاف تفسیر ماثور کے اور تفصیل تفسیر و عقائد کی کتابوں میں ہے اور یہ وقت تشریح کا نہیں ہے۔

فائدہ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے۔ "اہل قبلہ را دریں مسئلہ اختلاف عظیم روداده بعضے از ایشان مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت می کنند ومیگویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بمیرد حکم او حکم کافران است وہمین است مذہب معتزلہ وخوارج الیٰ آخر ما قال وبعضے از ایشان وعید قطعی منقطع را برائے او ثابت میکنند ومیگویند کہ او شایان عفو نباشد البتہ معذب خواہد شد اما عذاب او منقطع خواہد گشت و آخرہا بہ بہشت خواہد رفت وہمین است مذہب بشر مریسی وخالدی و دیگر

جاہلان بیوقوف" اور بھی وہیں لکھا ہے۔

"مذہب صحیح کہ صحابہ و تابعین آنرا مشرح بیان فرمودہ اند و اہل سنت و جماعت آنرا اختیار نمودہ آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو است اگرچہ بے توبہ بمیرد و او مانند سائر مسلمین است در نماز جنازہ و استغفار و اعانت بصدقات و میراث و در حق او شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و رحمت الہی را امیدوار باید بود بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالےٰ برحمت بیغایت خود یا بشفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از بعضے مرتکبان کبیرہ عفو خواہد فرمود۔

قال النجدی والشرك الاكبر هو الاشراك فيما خصصه الله تعالى لنفسه وهو كثير لكنا نذكر شيئًا منه ليقاس عليه غيره فنقول هو اربعة اقسام الاول الاشراك في العلم اعني اثبات مثل علم الله لغيره بكونه حاضرًا وناظرًا في كل مكان ومطلعًا على كل شيئ وفي كل آن بعيدًا كان او قريبًا خفيًا كان او جليًا فمن اعتقد انه اذا ذكر اسم نبي فيطلع هو عليه صار مشركًا وهذا الاعتقاد شرك سواء كان مع نبي او ولي او ملك وجني او صنم ووثن وسواء كان يعتقد حصوله له بذاته او باعلام الله تعالى

کہا نجدی نے اور شرک اکبر شریک کرنا ہے اس چیز میں کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو اپنے واسطے خاص کیا ہے اور وہ بہت ہے لیکن ہم اس میں سے کچھ تھوڑا سا ذکر کرتے ہیں کہ اس پر قیاس کر لیا چاہئیے اسکے سوا کو پس کہتے ہیں ہم وہ چار قسم ہے۔ پہلا شرک کرنا علم میں یعنی ثابت کرنا اللہ کا سا علم اور کے لئے کہ ہر مکان میں حاضر و ناظر ہے اور ہر چیز پر اور ہر آن میں دور یا نزدیک ہو چھپے ہو یا کھلے مطلع ہے پس جو کسی نے اعتقاد کیا کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نبی و ولی کو خبر ہو جاتی ہے مشرک ہو گیا اور یہ اعتقاد شرک ہے نبی ولی سے ہو یا جن فرشتے سے یا بت تھان سے خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے معلوم کرا دینے سے

اي طريق كان يصير مشركًا الثاني الاشراك في التصرف اعني اثبات مثل تصرف الله لغيره سواء اعتقد ان قدرة التصرف له بذاته او باعطاء الله تعالى والثالث الاشراك في العبادة اي تعظيم غير الله كتعظيمه اعني الاعمال التي خصصها الله تعالى لتعظيمه مثل السجود والركوع والتمثل قائمًا يقف عند احد كما يقف في الصلوة له والصوم له وشد الرحل الى بيته والتشكل الخاص بالاحرام والطواف الى عام من لله ههنا والتقبيل وايقاد السرج والمجاورة والتبرك بالماء والرجعة القهقرى وتعظيم حرمه وامثال ذالك فمن فعل بنبي او ولي او قبره و آثاره او مشاهده وما يتعلق به شيئًا من السجود والركوع وبذل المال له والصلوة له والصوم له والتمثل قائمًا وقصد السفر اليه والتقبيل والرجعة القهقرى وقت التوديع ونصب الخباء وارخاء الستارة والستر بالثوب

جس طرح سے ہو مشرک ہو جاتا ہے۔ دوسرا شریک کرنا تصرف میں یعنی اللہ کا سا تصرف اور کو ثابت کرنا خواہ یوں سمجھے کہ تصرف کی قدرت اُس کو خود بخود ہے خواہ یوں سمجھے کہ اللہ کے دینے سے ہے۔ تیسرا شریک کرنا عبادت میں یعنی اللہ کی سی تعظیم اور کی کرنا اور وہ کام اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا ہے جیسے سجدہ کرنا اور رکوع کرنا اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا کسی کے آگے جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور مال خرچ کرنا اور نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا اور اُسکے گھر کی طرف سفر کر کے جانا اور احرام کی خاص شکل بنانا اور طواف کرنا اور اللہ سے دعا مانگنا وہاں اور بوسہ دینا اور روشنی کرنی اور مجاور بن کر بیٹھنا اور وہاں کے پانی کا تبرک کرنا اور رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں چلنا اور حرم کی تعظیم کرنی اور مانند اسکے پس جو کوئی نبی یا ولی کی قبر یا آثار و مشاہد سے اور اُس چیز سے کہ نبی یا ولی سے علاقہ رکھتی ہو ان میں سے کوئی کام کرے سجدہ رکوع انکے واسطے مال خرچ کرنا یا نماز پڑھنا روزہ رکھنا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا سفر کا قصد کرنا بوسہ دینا رخصت کے وقت اُلٹے پاؤں پھرنا خیمہ کھڑا کرنا پردہ لٹکانا کپڑے سے چھپانا۔

والدعاء من الله ههنا والمجاورة و
التعظيم حواليه واعتقاد كون ذكر غير
الله عبادة وقد كره في الشدائد ودعاه
بنحو يا محمد يا عبد القادر يا احمد او يا
سمان فقد صار مشركا كافرا بنفس
هذه الاعمال سواء اعتقد استحقاقه
لهذا التعظيم بذاته او لا الرابع
الاشراك في العادة اعني تعظيم لغير
الله في افعال عادية بما يجب لله تعالى مثل
الحلف باسم الله تعالى والتسمية
بعبد الله واخلاص النذر والصدقات
لله وامثال ذالك فمن حلف بغير الله
او سمى ولده عبد الرسول او عبد النبي
او نذر لغير الله او تصدق لغير الله او
قال نذر الله ورسوله وصدقة الى
الله ورسوله فقد صار مشركا كافرا
وها انا اذكر الاقسام الاربعة واثبت
ما ذكرت كلها بالآيات والاحاديث
في الفصول الآتية۔

وہاں اللہ سے دعا مانگنا اُسکے پاس بیٹھ
رہنا اُس پاس کی تعظیم کرنا اللہ کے سوا کسی کے
ذکر کو عبادت اور ثواب جاننا سختیوں میں
یاد کرنا یا محمد یا عبد القادر یا احمد یا سمان کہنا
سو صرف ان کاموں سے مشرک کافر ہو جاتا
ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ وہ بالذات اس تعظیم
کے مستحق ہیں یعنی آپ ہی اس تعظیم کے لائق
ہیں۔ خواہ یوں نہ سمجھے ہر طرح شرک ثابت
ہوتا ہے چوتھا شریک کرنا عادت میں یعنے
عادت کے کاموں میں غیر کی تعظیم کرنا جو اللہ
کے واسطے چاہیئے جیسے قسم کھانا اللہ کے نام
کی اور عبد اللہ نام رکھنا اور نذر و نیاز کرنا
نرے اللہ کے واسطے اور ماننا اسکے پس
جو قسم کھاوے غیر اللہ کی یا اپنے بیٹے کا نام
عبد الرسول عبد النبی رکھے یا اللہ کے سوا اور
کیلئے نذر کرے یا صدقہ دے غیر اللہ کے واسطے
یا کہے کہ یہ نذر اللہ و رسول کی ہے اور صدقہ
ہے اللہ و رسول کی طرف پس مشرک و کافر
ہو جاتا ہے سو اب ان چاروں طرح کے
شرک کو بیان کرتا ہوں اور جو میں نے ذکر کیا اُن سب باتوں کو آیات و احادیث سے
اگلی فصلوں میں ثابت کرتا ہوں۔

ائل ۸۔ تقویۃ الایمان میں بعینہ اسی مطلب کو لمبی چوڑی تقریر میں بڑی آب و تاب سے
بیان کیا ہے طول کے سبب نقل نہیں کیا گیا۔

قالوا هذا التشريع جديد مخالف لما
جاء به النبي صلى الله عليه وآله وسلم
وفهمه الصحابة والتابعون وتبعهم
وما ذهب اهل السنة فانهم صرحوا
في كتب العقائد ان الشرك هو اثبات
الشريك في الالوهية اما بمعنى وجوب
الوجود كالمجوس او بمعنى استحقاق العبادة
كعبدة الاصنام فمدار الشرك وركنه
هو اعتقاد تعدد الاله كما ان التوحيد
اعتقاد وحدة الاله قال الله تعالى
وما امروا الا ليعبدوا الها واحدا
لا اله الا هو سبحانه وتعالى عما
يشركون ۝ وقال الله تعالى ءاله مع
الله تعالى الله عما يشركون ۝ وقال
ام لهم اله غير الله سبحان الله عما
يشركون ۝ وكان شرك العرب هو
هذا كما حكى الله تعالى بلسانهم اجعل
الالهة الها واحدا ان هذا لشيء

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہانی شریعت
نکالی ہے مخالف اُس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لائے اور صحابہ اور تابعین اور تبع
تابعین نے سمجھا اور اہل سنت کا مذہب
ہو گیا کہ اُنہوں نے عقائد کی کتابوں میں کھول
کر لکھ دیا ہے کہ شرک ثابت کرنا شریک کا
ہے اُلوہیت میں یعنی کئی الٰہ ماننا بمعنے
وجوب وجود کے یعنی کئی واجب الوجود ماننا جیسے*
مجوسی کہ دو واجب الوجود کہتے ہیں ایک پیدا
کرنیوالا خیر کا ایک پیدا کرنیوالا شر کا یا استحقاق
عبادت میں یعنی کئی مستحق عبادت کے ہیں جیسا
بُت پرست کہتے ہیں پس مدار شرک کا اور رکن
یعنی وہ چیز کہ جس کے ہونے سے شرک ہو اور نہ
ہونے سے نہ ہو اس بات کا اعتقاد ہے کہ اللہ
کئی ہیں جیسے کہ توحید اللہ کا ایک اعتقاد کرنا
ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہیں حکم کئے گئے مگر
عبادت کریں ایک اللہ کی نہیں ہے اللہ مگر
وہی پاک ہے اور بڑا ہے اس سے کہ شریک ٹھہراتے
ہیں مشرک اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ کیا کوئی الٰہ ہے ساتھ اللہ کے پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور فرمایا
کیا اُنکے واسطے کوئی الٰہ ہے سوائے اللہ کے پاک ہے اللہ اس سے کہ شریک کرتے ہیں اور عرب کے مشرکوں کا

* [illegible]

عُجَاب ه وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ه وقال قل لو كان فيهما الهة كما يقولون روى ابن جرير لما نزلت بالمدينة والٰهكم اله واحد وسمعها كفار مكة تعجبوا وقالوا كيف يسع الناس اله واحد وان محمدا يقول الٰهكم اله واحد ۔

شرک یہی تھا کہ کئی الٰہ مانتے تھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی زبان سے حکایت کی کہ مشرکوں نے کہا کیا کر دیا محمد نے سب الٰہوں کو ایک الٰہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے اور چلا گیا ایک گروہ اُن میں سے کہ چلو اور جمے رہو اپنے الٰہوں پر بیشک یہ بات ارادہ کی گئی ہے جس میں کچھ غرض ہے اور فرمایا کہ اگر ہوتے زمین و آسمان میں کئی الٰہ جیسا کہ مشرک کہتے ہیں اور روایت کیا ابن جریر نے جب نازل ہوئی مدینہ میں یہ آیت کہ اللہ تنہا الٰہ ایک ہے اور مکے کے کافروں نے سُنا تعجب کیا کہ سب آدمیوں کا ایک الٰہ کیونکر ہو سکتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ الٰہ تنہا ایک ہے ۔

فائدہ ۔ تفسیر عزیزی میں لکھا ہے ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی صالح و ابو الشیخ روایت کردہ اند کہ چون این آیۃ در مدینہ نازل شد کافران مکہ این را شنیدہ خیلے تعجب کردند و گفتند کہ کیف یسع الناس الٰہ واحد وان محمدا یقول الٰہکم الٰہ واحد فلیأتنا بآیۃ ان کان من الصادقین ۔

قال النجدي الفصل الثاني في رد الاشراك في العلم

کہا نجدی نے دوسری فصل اشراک فی العلم کے رد میں ۔

قالوا علمه تعالى مثل سائر الصفات الذاتية ليس من ادا الاشراك شرعا وان كان حصوله لغيره باطلا فليس كل باطل شركا وفسره في الفصل الاول بانه اثبات مثل علم الله لغيره بكونه

کہا علمائے اسلام نے علم اللہ تعالیٰ کا مثل سب صفتوں کے ادا شرک کا شرع میں نہیں ہے اگرچہ حاصل ہونا اُس کا غیر کو باطل ہے کہ ہر باطل شرک نہیں ہے اور تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العلم کی پہلی فصل میں اس طرح کہ وہ ثابت کرنا اللہ کے سے علم کا ہے غیر کو ہر مکان میں

حاضرا وناظرا في كل مكان ومطلعا على كل شيء ثم فرع عليه قوله فمن يعتقد انه اذا ذكر اسم نبي او ولي يطلع هو عليه صار مشركا انتهى و لا يخفى ان هذا التفريع فاسد فان المفرع عليه الاطلاع على كل شيء و التفريع اطلاع النبي على ذكر ذاكره و هو ليس كالاطلاع على كل شيء ۔

حاضر و ناظر ہونے میں اور ہر شئے پر مطلع ہونے میں پھر اس پر کہا کہ جو اعتقاد کرے کہ جب وہ ذکر کرتا ہے نام نبی یا ولی کا تو اُن کو خبر ہو جاتی ہے وہ مشرک ہو جاتا ہے اور کھلا ہوا ہے کہ نجدی نے جو اس پر یہ دعویٰ بنایا ہے فاسد ہے کیونکہ پہلے تو کہا ہر شئے پر مطلع ہونا شرک ہے اور پھر اس بنا پر جو کہا کہ نبی ولی کا مطلع ہونا ذاکر کے ذکر پر شرک ہے نہیں بنتا کیونکہ ذکر ذاکر پر مطلع ہونا ہر شئے پر مطلع ہونا نہیں ہے ۔

قال النجدي قال الله تعالى وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو وقال الله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وما يشعرون ايان يبعثون وقال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث و يعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس باي ارض تموت ان الله عليم خبير وقال الله قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انکو مگر وہ ہی اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہ کہہ نہیں جانتا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہیں غیب کو مگر اللہ اور نہیں جانتا کہ کب اٹھائے جائیں گے اور کہا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ماں کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ علیم خبیر ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کہ نہیں مالک ہوں اپنے نفس کے واسطے نفع اور ضرر کا مگر جو چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب کو تو بہت لیتا میں بھلائی سے اور نہ پہنچتی مجھ کو برائی ۔

ان انا الا نذیرٌ و بشیرٌ لقوم یؤمنون
فھذہ الآیات وامثالھا صریحۃ فی
اختصاص علم الغیب باللہ ونفیہ
عن غیرہ۔
قالوا ایظہر من ھذہ الآیات
اختصاص علم الغیب باللہ تعالیٰ و
نفیہ عن غیرہ لاکونہ مدار الشرک
والغیب الخاص بہ تعالیٰ ھو الغیب
المطلق لا الغیب الاضافی وعلم تمام
اللوح المحفوظ ایضاً غیب اضافی ثبت
حصولہ لغیرہ باعلامہ ولیس غیباً
مطلقاً کما ھو مصرح فی کتب الحدیث
والتفسیر وقال اللہ تعالیٰ لا یظہر
علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من
رسول الا بدون کلمۃ الاستثناء فی
کلام اللہ تعالیٰ وقال اللہ تعالیٰ وما
کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ
یجتبی من رسلہ من یشاء۔

نہیں ہوں میں مگر نذیر و بشیر واسطے قوم
مؤمنین کے پس یہ آیتیں اور مانند ان کے
صریح ہیں اس میں کہ علم غیب خاص ہے
اللہ کو دوسرے کو نہیں ہے۔
کہا علمائے اسلام نے ان آیتوں سے ظاہر
ہے علم غیب کا خاص ہونا اللہ تعالیٰ کو اور نہ ہونا
غیر کو نہ یہ کہ علم غیب کا مدار شرک کا ہے اور
غیب جو خاص ہے اللہ تعالیٰ کیلئے وہ غیب
مطلق ہے نہ غیب اضافی اور تمام لوح محفوظ
کا علم بھی غیب اضافی ہے کہ علم اس کا
اور کو سوائے خدا کے اسی کے اعلام سے
ثابت ہے اور غیب مطلق نہیں ہے جیسا کہ حدیث
و تفسیر کی کتابوں میں لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے نہیں مطلع کرتا اپنے غیب پر کسی کو مگر
جس کو پسند کرتا ہے پیغمبر سے کیا نہیں دیکھتا
نجدی حرف الا کو کلمہ استثنا کا ہے اللہ تعالیٰ
کے کلام میں یعنی جس کو کہ پسند کرتا ہے پیغمبروں
میں سے اسکو اپنے غیب پر مطلع کر دیتا ہے

اور فرمایا کہ اللہ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا و لیکن اللہ اپنے پیغمبروں سے جسکو چاہتا ہے برگزیدہ کرتا ہے۔
فائدہ۔ شاہ عبد العزیز نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ "غیب نام چیز نیست
کہ از ادراک حواس ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر تا بمشاہدہ و وجدان دریافت

شود و ... بیانات آں ... در عقل و فکر ... بیا ابداہت و استدلال در یافت
... غیب ... می باشد پیش کور مادر زاد عالم الوان غیب است و علم
...ات و نغمات و الحان شہادت و پیش عنین لذت جماع غیب است و پیش
... الم گرسنگی و تشنگی غیب است و دوزخ و بہشت شہادت و این قسم را
غیب اضافی گویند و آنچہ نسبت بہمہ مخلوقات غائب است غیب مطلق است
مثل آمدن قیامت و احکام تکوینیہ و شرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و ہر شریعت و مثل
... صفات او تعالیٰ علی سبیل التفصیل و این قسم غیب را غیب
... او تعالیٰ شانہ نامند فلا یظہر علی غیبہ احداً یعنی پس مطلع
... بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ رفع تلبیس و اشتباہ و خطا بکلی
... اطلاع حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند و ہمین اطلاع در
... ست کہ او را اظہار شخص بر غیب توان گفت۔ الی آخرہ قال صاحب
کشاف بنا بر مذہب اعتزال خود در تحت این آیۃ نوشتہ و فی ھذا ابطال
الکرامات لان الذین تضاف الیھم وان کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا
برسل لیکن با وجود ادعائے دانشمندی این حرف از و بسیار بعید واقع شدہ زیرا کہ
... نفی اطلاع بر غیب بوجہیکہ رفع تلبیس و اشتباہ بکلی در ان حاصل باشد
... رسولان میکند نہ نفی اطلاع بر غیب مطلقاً چہ جائے آنکہ کرامات دیگر را ابطال
... و در تفسیر گذشت کہ اظہار شخص بر غیب چیزے دیگر و اظہار غیب بر شخص چیزے
... از نفی آن نفی این لازم نمی آید و اولیاء را اگرچہ اظہار بر غیب حاصل نیست اما
اظہار غیب بر ایشان جائز و واقع است" اور بھی وہاں لکھا ہے۔
"و بعضے از ایشان گفتہ اند کہ حصر بلاحظہ قید اصالت است یعنی بالاصالۃ اطلاع
بر غیب خاصہ پیغمبران است و اولیا را اطلاع بر غیب بطریق وراثت و تبعیت حاصل
می شود" اور بھی لکھا ہے۔
"و بعضے از قدمائے مفسرین اہل سنت گفتہ اند کہ مراد از غیب لوح محفوظ

است و اطلاع بر لوح محفوظ بیچ کس را سوائے پیغمبر حاصل نمی شود و لیکن درین کلام خلل است زیرا کہ اولاً اطلاع بر لوح محفوظ بمعنی مطالعۂ آن لوح و نقوش بطریق مروی نیست کہ پیغمبرے را بوده باشد بلکہ از خواص صحیحہ اختصاص این امر بحضرت اسرافیل است و او شان رسول نیستند دوم اینکہ مراد از اطلاع بر لوح محفوظ اطلاع بر موجودات نفس الامریہ است کہ قبل از ظہور موجودات در خارج حاصل شود گو بمعاینہ نقوش لوح باشد یا بے دیدن العزیزیہ کہ مراد از اطلاع بر کتاب اطلاع بر مضامین مرقومہ دران کتاب می شود نہ دیدن نقوش و این معنی اولیاء اللہ را نیز حاصل میگردد پس دیدن و نہ دیدن برابر شد سوم آنکہ اطلاع بر لوح محفوظ بمطالعہ و دیدن نقوش ہم از بعض اولیاء اللہ بتواتر منقول است پس اختصاص و حصر صحیح نخواہد شد۔

قال النجدی فمن اثبت لغیرہ نبیًا اولیًا او ملکًا او جنیًا فقد اشرک باللہ۔

کہا نجدی نے پس جو ثابت کرے غیب کا علم اللہ کے غیر کو خواہ نبی ہو یا ولی صنم ہو یا جن فرشتہ ہو یا جن پس مشرک ہو گیا۔

قالوا ھذا کان موقوفًا علی من علم الغیب مدارًا للشرک ولم یثبت

کہا علمائے اسلام نے یہ حکم جو نجدی نے کیا موقوف تھا اس پر کہ علم غیب مدار شرک کا ہو شرع میں اور یہ بات ثابت نہیں ہوئی۔

قال النجدی فمن قال یا رسول اللہ اسئلک الشفاعۃ یا محمد ادع اللہ فی قضاء حاجتی یا محمد اسئل اللہ بک واتوجہ الی اللہ بک وکل من نادا کا فقد اشرک شرکا اکبر۔

کہا نجدی نے پس جو کہے یا رسول اللہ میں تم سے سوال کرتا ہوں شفاعت کا یا محمد اللہ سے دعا کرو میری حاجت بر آنے میں یا محمد میں سوال کرتا ہوں اللہ سے تمہارے وسیلے سے اور متوجہ ہوتا ہوں اللہ کی طرف تمہارے واسطے سے اور جو پکارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس مشرک ہو گیا بڑے شرک کا۔

قالوا افتراء واجتراء فی الدین وانہ جائز الم یسمع کیف علم النبی ضریرًا

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا ہے افترا ہے اور جرأت کرنا دین میں ہے کہ جائز کو کفر و شرک کہہ دیا کیا نجدی نے نہیں سنا کہ کس طرح تعلیم کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

...عثمان بن حنیف بعد وفاتہ ... اللہ علیہ وآلہ وسلم فی خلافۃ ... حاجۃ صلوۃ الحاجۃ وفیہ ... انی توجھت بک الی ربی فی قضاء ... حاجتی لتقضی لی وھو مذکور ... کتب الحدیث وعمل علیہ السلف ... الصحابۃ والتابعین وصلحاء کل عصر۔

ایک اندھے کو پھر تعلیم کی عثمان بن حنیف نے کہ بڑے صحابی تھے حضرت عثمان بن عفان کی خلافت میں حاجتمند کو نماز حاجت اور اُس میں ہے کہ یا محمد بیشک میں متوجہ ہوا تمہارے واسطے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کے بر آنے میں تاکہ وہ حاجت بر لائی جائے میرے واسطے اور یہ مذکور ہے حدیث کی کتابوں میں اور اس حدیث پر عمل کیا سلف نے صحابہ اور تابعین اور ہر عصر کے صالحوں کا۔

... مولوی محمد موسیٰ صاحب مرحوم خلف الصدق مولوی رفیع الدین صاحب ... نے رسالہ حجۃ العمل میں لکھا ہے حضرت جناب خلاصۃ العلماء حجۃ اللہ فی الارض حضرت شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز در رسالہ و با بیان در باب شرک و استعانت از غیر خدا نوشتہ اند

... ان الاستعانۃ بغیر اللہ ... بوجہین احدھما ان یکون ... الاستقلال فی التاثیر والایجاد ولا ... انہ شرک وثانیھما ان یکون ... وجہ الاعانۃ والارشاد وجہ ... والشفاعۃ اودفع الشر ولا شبھۃ انہ لیس بشرک اذ تعدد فی الاحادیث یا عباد اللہ اعینونی ویا ... انی اتوجہ بک الی ربی وورد ... الحسنات اعانۃ الملھوف وکذا ... الرزق عند غیر اللہ علی وجہ

جاننا چاہیئے کہ غیر خدا سے مدد چاہنا اور دعا کرنا دو طور پر ہیں ایک یہ کہ ایجاد و تاثیر میں غیر کو مستقل سمجھے یہ بے شبہ شرک ہے دوسرا اعانت و ارشاد کے یا واسطے دفع شر اور یہ بیشک شرک نہیں ہے کیونکہ حدیثوں میں آیا ہے اے بندو اللہ کے مدد کرو میری اے محمد بے شک میں متوجہ ہوتا ہوں تمہارے واسطے سے اللہ کی طرف اور مضطر کی مدد کرنا حدیث میں حسنات کے شمار میں ہے اور ایسے ہی چاہنا رزق کا اللہ کے غیر کے پاس بطریق

المواسات والمراعات ليس من الشرك في شيئ وانما هو بسبب عادي وشرعي والحال ان اعتقاد التاثير القدسي لا يوجب الشرك بخلاف التاثير الخلقي والفرق بينهما في العرف ظاهر فيقال رزق الامير فلاناً ويراد اعطاء المال او فرض المراتب لكن ايقال شفى الطبيب المريض۔

مواسات و مراعات ... شرک نہیں ہے بسبب عادت شرعی ... و حال ہے کہ تاثیر قدسی کا اعتقاد موجب شرک نہیں ہے بخلاف تاثیر خلقی کے اور فرق دونوں میں ظاہر ہے عرف میں اور کہا جاتا ہے رزق دیا امیر نے فلانے کو اور ارادہ کیا جاتا ہے مال کا دینا یا کچھ مقرر کر دینا اور ایسے ہی کہا جاتا ہے کہ شفا دی طبیب نے مریض کو۔

مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالہ اسرار المحبۃ میں لکھا ہے۔

المحبة مع الاحياء الحاضرين نافعة عاجلاً وآجلاً واما مع الاموات فنافعة في الآجل البتة بشرط الاهلية والايمان واما في العاجل فبشرط دوام التوجه وتخلية القلب معه في الخلوات وملازمة ذكره وكثرة الندآء له والبر معه بايصال الثواب اليه والاحسان الى اهله فلذلك كثيراً ما يفتح باب الاويسية ويعطي منفعة الصحبة

محبت زندوں سے نافع ہے دنیا و آخرت میں اور مُردوں سے پس آخرت میں نفع کرنے والی ہے یقیناً بشرط اہلیت و ایمان کے یعنی وہ شفیع ہونگے لیکن دنیا میں پس نفع محبت مردوں کا اس شرط سے ہے کہ ہمیشہ اُس مردے کی طرف متوجہ رہے اور اپنے دل کو خلوتوں میں اُس کے ساتھ خالی رکھے اور ہمیشہ اُس کا ذکر کرتا رہے اور اُس کو بہت پکارا کرے اور اُسکے ساتھ نیکی کیا کرے اُسکو ثواب پہنچانے سے اور اُسکے لوگوں کے ساتھ احسان کرنے سے پس یہ بات اکثر ہے کہ کھول دیتی ہے دروازہ اویسیت کا اور عطا کرتی ہے صحبت کی منفعت۔

شاہ ولی اللہ نے کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھا ہے۔

اخبرني الشيخ ابو طاهر عن القشاشي انه كتب[1] الى النبي صلى الله عليه وسلم

خبر دی مجھ کو میرے استاد شیخ ابو طاہر نے استاد قشاشی سے کہا کہ انہوں نے لکھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو

[1] لعل الصحيح الكتبي ۱۲

كتاباً في بعض حاجاته صورته يا رسول الله صلى الله عليك انت اقرب الي مني ام هذا فحق تربك مني وان بعدت الا ما اشفع لي وفي قضاء حوائجي كلها الدنيوية والاخروية

عرضی اپنی کسی حاجت میں عبارت اس کی یہ ہے یا رسول اللہ تم پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ تم نزدیک تر ہو میری طرف مجھ سے یا پس ساتھ حق قرب اپنے کے مجھ سے اگرچہ بعید ہوں شفاعت کیجئے میرے لئے اور میری سب حاجتیں دنیا و آخرت کی بر آنے کے لئے۔

اور اُسی کتاب میں لکھا ہے "بعض اصحاب قادریہ برائے حصول مہمات ختم باین طور مے گفتند اول دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد و یازدہ بار درود بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی۔

اور اس کتاب کو بنایا ہے واسطے جمع کرنے کمالات اصحاب اولیاء اللہ کے اور اپنی نسبت اُن سے ثابت کرنے کے لئے اور اسے نقل کر کے رد و ابطال نہیں کیا پس اس کا مُسلَّم ہونا مصنف کے نزدیک ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں شیخ محمد اپنے جد امجد کے باب میں لکھتے ہیں۔

"محمد وارث ذکر کرد کہ مرا سفرے پیش آمد بجناب ایشان رجوع کردم بشدت عاقبت مے اوند اتفاقاً دراں سفر شبے قطاع الطریق ہجوم کردند و خوف ہلاک مستولی شد بجناب ایشان متوجہ شدم دراں حالت مرا نوم گرفت ایشان را در منام دیدم کہ میفرمایند فلانے ترا کہ منع کردہ است مترس برخیز دبرو و دو عدد کلوخ کہ نیستے است از جلادت مرا عنایت فرمودند چوں بیدار شدم ہر دو عدد البعینہ نہ یافتم برخاستم و سوار شدم و راہ خود گرفتم ہمہ قطاع الطریق از من غافل ماندند و ہیچ کس متعرض نہ شد و آں کلوخ تنہا با من ماند"

قال النجدي فانه اعتقد ان محمداً يعلم ويطلع على دعائه وندائه۔

کہا نجدی نے کیونکہ اُس نے اعتقاد کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم و اطلاع ہے اُس کی دعا و نداء سے۔

قالوا اسمع ایها الجاهل ان اعتقاد اطلاع احد فی البرزخ علی تمام العالم الترابی ایضا لیس غیبا مطلقا ومختصا به سبحانه بل هو غیب اضافی الم تسمع قوله صلی الله علیه وسلم صلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم انظر الی ما قال العلماء فی شرحه

کہا علمائے اسلام نے سن اے جاہل کہ اعتقاد کسی کے مطلع ہونے کا برزخ میں تمام عالم زمین پر بھی غیب مطلق جو خاص ہے واسطے خدا کے نہیں ہے بلکہ غیب اضافی ہے کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ درود بھیجو مجھ پر کہ درود تمہارا مجھ کو پہنچتا ہے جہاں کہیں ہو تو دیکھ کیا کہا ہے علماء نے اسکی شرح میں۔

قال النجدی من بعید کما من قریب وهل هذا الاشراك۔

دور سے جیسے ہے ایسا ہی ہے نزدیک سے اور یہ شرک ہے۔

فائدہ۔ تقویۃ الایمان میں آیۃ کریمہ ومن اضل ممن یدعو الخ کے بیان میں ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں اور اتنا ہی کہتے ہیں کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے ہماری حاجت روا کرے اور پھر یوں سمجھتے ہیں کہ ہم نے شرک نہیں کیا اس واسطے کہ ان سے حاجت نہیں مانگی بلکہ دعا کروائی ہے سو یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ اس مانگنے کی راہ سے شرک نہیں ثابت ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کو ایسا سمجھا کہ دور و نزدیک سے برابر سن لیتے ہیں جبھی ان کو اس طرح سے پکارا۔

قالوا یعنی ان الاطلاع من بعید کما

کہا علمائے اسلام نے مقصد نجدی کا یہ ہے

ملا علی قاری نے مرقاۃ میں لکھا ہے قال القاضی وذالك ان النفوس الزکیة القدسیة اذا تجردت عن العلایق البدنیة عرجت واتصلت بالملاء الاعلی ولم یبق لها حجاب فتری کل کالمشاهد بنفسها او باخبار الملك وفیه سر یطلع علیه من تیسر له ذالك

یعنی قاضی نے کہا یہ اس طرح ہے کہ نفس پاک جب بدنی علاقہ سے خالی ہوتے ہیں عروج کرتے ہیں اور ملاء اعلیٰ میں مل جاتے ہیں اور ان کو کچھ حجاب باقی نہیں رہتا سو کل کو دیکھتے ہیں مانند مشاہد کے آپ یا فرشتے کی خبر دینے سے اور اس میں سر ہے جس کو حاصل ہے وہ جانتا ہے ۱۲

من قریب مختص بالله تعالی فاثباته لغیره شرك ولایدری هذا الجاهل ان القرب والبعد لایتصور فی حضرة الله تعالی فان نسبته الی جمیع الامکنة علی السوا والمراد بالقرب الواقع قرب المنزلة والنجدی اختار مذهب المجسمة المثبتین له تعالی شانه مکانا وجهة واتصالا مکانیا وقربا جسمانیا للعبد منه سبحانه عما یقول الظالمون وکل ذالك مردود عند اهل السنة والتفصیل فی کتب العقائد۔

اور اطلاع دور سے جیسے کہ قریب خاص ہے اللہ کے ساتھ پس اور کو ثابت کرنا شرک ہے اور یہ نجدی جاہل نہیں جانتا کہ قرب بعد اللہ کی بارگاہ میں ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نسبت اسکی سب مکانوں سے برابر ہے اور قرب جو اسکے کلام میں واقع ہے اس سے مراد قرب منزلت ہے پس نجدی نے اختیار کیا مذہب مجسمہ کا کہ ثابت کرتے ہیں واسطے اللہ پاک کے مکان اور جہت اور اتصال مکانی اور قرب جسمانی بندے کو اللہ پاک کے ساتھ اور یہ بات مردود ہے اہل سنت کے مذہب میں اور تفصیل عقائد کی کتابوں میں ہے۔

فائدہ۔ شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے عقیدہ سیزدہم آنکہ حق تعالیٰ را مکان نیست واورا جہتے از فوق و تحت متصور نیست و ہمین است مذہب اہل سنت وجماعت عقیدہ بست و یکم بندہ را اتصال مکانی و قرب جسمانی با حضرت حق تعالیٰ متصور نیست قربیکہ درانجا متصور است بدرجہ و بمنزلت و خوشنودی است و بس ہمین است مذہب اہل سنت۔

قال النجدی وقد نص الله علی هذا بقوله ومن اضل ممن یدعو من دون الله من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون۔

کہا نجدی نے اور تحقیق نص کیا اللہ نے اوپر اس کے اپنے قول کے اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے کہ پکارتا ہے سوا اللہ کے اس کو کہ نہ قبول کریگا اسکی دعا کو قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔

وبقوله ام لهم ایدٍ یبطشون بها

اور اپنے قول کو کیا ان کے ہاتھ ہیں کہ بطش کرتے

ام لهم أرجل يمشون بها ام لهم اذان يسمعون بها ام لهم اعين يبصرون بها۔

ہیں ان سے کیا ان کے پاؤں ہیں کہ چلتے ہیں ان سے کیا ان کے کان ہیں کہ سنتے ہیں ان سے کیا انکی آنکھیں ہیں کہ دیکھتے ہیں ان سے

قالوا هذه الآيات في حق الاصنام نجعلها انصافي حق من يعرض عليه اعمال امته كل يوم غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم واعمالهم ويستغفر لهم و يرد سلام كل من سلم عليه ولو كانوا في كل لمحة اكثر من الف الف ويبلغه صلوة المصلين حيث كانوا في مشارق الارض ومغاربها كفر صريح والحاد قبيح۔

کہا علمائے سلام نے یہ آیتیں بتوں کے حق میں ہیں پس [illegible] ان آیتوں کا اس ذات پاک کے حق میں کہ عرض کئے جاتے ہیں اس پر عمل ساری امت کے ہر صبح وشام پس پہچانتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام امت کو انکی صورت اور عملوں سے اور استغفار فرماتے ہیں امت کے واسطے اور جواب دیتے ہیں سلام کا سب سلام بھیجنے والوں کے اگرچہ ہر لحظہ میں زائد لاکھوں سے ہوں اور پہنچتا ہے انکو درود بھیجنے والوں کا جہاں سے کہ ہو زمین کے مشرقوں اور مغربوں سے کفر صریح اور الحاد قبیح ہے

فائدہ۔ شاہ ولی اللہ نے فوز الکبیر میں جہاں بیان کئے طریقے مناظرہ قرآن کے مشرکین کے ساتھ لکھا ہے "رابعاً بیان شفاعت وعبادت اصنام وسقوط اجسام از مراتب کمالات انسانیہ است. فکیف مراتب الوہیة واین جواب مسوق است برائے کسانیکہ اصنام را معبود ذاتی انگارند" اور بھی اسی کتاب میں ہے

صورتہا از سنگ وصفر وروئین ومثل آں تراشیدہ قبلۂ توجہ بآں ارواح ساختند وجاہلاں رفتہ رفتہ آں سنگہا را بذاتہا خود معبود انگاشتند وخلط عظیم راہ یافت" اور حجۃ بالغہ میں لکھا ہے۔

والمشركون وافقوا المسلمين في تدبير الامور العظام وفيما ابرم وجزم ولم يترك لغيره خيرة ولم يوافقوهم في

مشرک موافق تھے مسلمانوں کے بڑے کاموں کی تدبیر میں اور اس میں کہ خدا کو ضرور کرتا ہے اور کسی کو اختیار نہ دیا ہے اور باقی باتوں

سائر الامور وذهبوا الى ان الصالحين من قبلهم عبدوا الله وتقربوا اليه فاعطاهم الله الالوهية فاستحقوا العبادة من سائر خلق الله۔ پھر کہا۔

میں موافق نہیں ہوئے اور کہا کہ اگلے اچھے بندوں نے اللہ کی بندگی کی اور اسکی طرف نزدیک ہوئے پس اللہ نے انکو الوہیت کا خلعت دیدیا پھر مستحق ہوگئے عبادت کے ساری خلق سے

وقالوا لا تقبل عبادة الله الا مضمومة بعبادتهم بل الحق في غاية التعالي فلا يفيد عبادته تقربا بل لابد من عبادة هؤلاء ليقربوا الى الله زلفى وقالوا هؤلاء يسمعون ويبصرون ويشفعون لعبادهم ويدبرون امورهم وينصرونهم فنصبوا على اسمائهم احجارا وجعلوها قبلة عند توجههم الى هؤلاء فخلف من بعدهم خلف فلم يتنبهوا الفرق بين الاصنام وبين من هو على صورته فغلطوا فظنوها معبودات باعيانها ولذلك رد الله تعالى عليهم تارة بالتنبيه على ان الحكم الملك لله خاصة وتارة ببيان انها جمادات ألهم ايدٍ يبطشون بها ام لهم ارجل يمشون بها ام لهم اذان يسمعون بها ام لهم اعين يبصرون بها۔

اور کہا مشرکوں نے کہ اللہ کی عبادت مقبول ہی نہیں ہوتی بے ملانے انکی عبادت کے بلکہ اللہ بہت بلند ہے اسکی عبادت فائدہ نہیں دیتی نزدیکی کا بلکہ عبادت انہیں کی چاہیئے کہ اللہ کی طرف نزدیک کردیں اور وہ سنتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور شفاعت کرتے ہیں اپنے عبادت کرنیوالوں کی اور ان کے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔ پس گھڑے گئے انکے نام پر پتھر اور قبلہ بنایا انکی طرف توجہ کا پھر پیچھے آئے وہ کہ بت میں اور اس میں کہ جس کی صورت ہے فرق نہ سمجھے اور ان پتھروں ہی کو بالذات معبود سمجھے اسی واسطے اللہ نے ان پر رد کیا کبھی اس طرح کہ وہ جماد ہیں کیا انکے ہاتھ ہیں کیا پاؤں ہیں یا کان آنکھ ہیں۔

فائدہ۔ یہاں سے معلوم ہوگیا کہ موافق لکھنے شاہ ولی اللہ کے جو آیتیں کہ پتھر مثل وغیرہ

ل حضرت غوث زماں پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں "الحاصل اصنام اور کاملین کے ارواح میں فرق واضح ہے۔ اور امتیاز غالب ہے پس جو آیات اصنام کے حق میں وارد ہیں انکو انبیاء و اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم پر حمل کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور دین کی بڑی تحریف ہے جیسا کہ صاحب تقویۃ الایمان اسکا مرتکب ہوا ہے (اعلاء کلمۃ اللہ باب چہارم ص ۱۷۱) شرف قادری

جمادات کے حق میں ہیں۔ مولوی اسمٰعیل وغیرہ کے دین والوں نے اُن آیتوں کو کاملین
ارواح کے حق میں ٹھیرا دیا ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ارواح
شاہ ولی اللہ وغیرہ کے کلام سے نقل کر دیا جائے۔ سنو کہ شاہ ولی اللہ کتاب حجۃ اللہ البالغہ
لکھتے ہیں

فاذا مات انقطعت العلاقات ورجع الى مزاجه فيلتحق بالملائكة وصار منهم والهم كالهامهم ويسعى فيما يسعون وربما اشتغل هؤلاء باعلاء كلمة الله ونصر حزب الله وربما كان لهم لمة خير بابن آدم وربما اشتهى بعضهم الى صورة جيدة اشتياقا شديدا ناشئا من اصل جبلة فتفرع ذالك بابا من المثال واختلطت به قوة منه بالنسمة الهوائية وصار كالجسد النورانی وربما اشتاق بعضهم الى مطعوم نحوه فامد فيما اشتهى قضاء لشوقها۔

جب مرتا ہے علاقے ٹوٹ جاتے ہیں اور پھر آتا اپنے مزاج کی طرف اور مل جاتا ملائکہ سے اور ہو جاتا ہے انہیں میں سے اور الہام ... ہے جیسے فرشتے کرتے ہیں اور جس کام میں سعی ... ہیں آپ سعی کرتا ہے اور مشغول ہوتے ہیں ... اللہ کا کلمہ بلند کرنے میں اور اللہ کے گروہ کی ... کرنے میں اور خبر پہنچاتے ہیں آدمیوں کو اور کوئی چاہتا ہے جسم میں صورت پکڑنے کو ... ہو جاتا اور کوئی مشتاق ہو جاتا ہے کھانے کا۔ سو اس کو دیا جاتا ہے۔ اور اسی کتاب میں ہے۔

فاذا مات الانسان كان للنسمة نشاة اخرى فينشئ فيض الروح الالهى فيها قوة بما بقي من الحس المشترك تكفي كفاية السمع والبصر والكلام بمدد من عالم المثال

جب مرتا ہے آدمی ہوتی ہے روح کو ایک پیدائش کر پیدا کرتا ہے اللہ کا فیض اسکے حس مشترک میں کہ باقی رہتی ہے ایک اور قوت اس قوت سے ہوتی ہے سمع و بصر و کلام ساتھ مدد کے عالم مثال سے۔

شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے "در روایات آمدہ کہ ہر نبی را از اعمال امتیاں خود مطلع میسازند کہ فلانے امروز چنیں میکند و فلانے چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تواند کرد" تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے۔

حال ارواح در عالم قبر مثل حال ملائکہ است کہ بتوسط تشکل و بدون آن کار میکنند و

مصدر افعال حیوانی و نفسانی میگردند بے آنکہ نفس نباتی ہمراہ داشتہ باشند

قال النجدی وعن عائشة قالت من اخبرك ان محمدا يعلم الخمس التي قال الله ان الله عنده علم الساعة الآية فقد اعظم الفرية۔

کہا نجدی نے کہا عائشہ نے جو کہے تجھ سے کہ محمد جانتے تھے اُن پانچ باتوں کو کہ اللہ تعالےٰ نے مذکور کی ہیں۔ پس اُس نے بڑا افترا کیا۔

لہ ابن حجر نے فتوح مکیہ شرح منظومہ ... "ولكن ذي العلوم من عالم الغيب" میں لکھا ہے "من فيض عالم الغيب مصدر وصف به للمبالغة او بمعنى اسم الفاعل اى الغائب لكن بالنسبة الينا واما بالنسبة اليه فالكل من عالم الشهادة لا بمعنى المفعول اى المغيب خلافا لمن زعمه لان غاب لازم وخص بالذكر على حد قوله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الآية لان العلم به افخم واظهر ولان اكثر علوم نبينا تتعلق بالمغيبات بدليل فعلمت علم الاولين والآخرين في الحديث المشهور ولانه تعالى اختص به لكن من حيث الاحاطة والشمول لعلمه بالكليات والجزئيات فلا ينافي ذالك اطلاع الله تعالى لبعض خواصه على كثير من المغيبات حتى من الخمس التي قال فيهن خمس لا يعلمهن الا الله لانها جزئيات فانكار المعتزلة لذالك مكابرة فقد وقع للانبياء والاولياء من ذالك ما لا يمكن عد لا سيما ما وقع لنبينا۔ ترجمہ فیض عالم غیب سے غیب مصدر ہے وصف کیا گیا واسطے مبالغہ کے یا بمعنی اسم فاعل کے یعنی غائب لیکن بہ نسبت ہمارے لیکن اللہ کی نسبت پس سب حاضر ہے نہ بمعنی اسم مفعول کے اے مغیب کے برخلاف اس شخص کے کہ زعم کرتا ہے کیونکہ غاب لازم ہے خاص کیا غیب کو ساتھ ذکر کے موافق قول اللہ برتر کے عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الآیۃ۔ یعنے نہیں غالب کرتا ہے اللہ اپنے غیب پر مگر جس کو کہ برگزیدہ کرتا ہے رسول سے کیونکہ جاننا غیب کا بڑا ہے تعظیم میں اور ظاہر تر اسلئے کہ اکثر علم ہمارے پیغمبر کے متعلق تھے غیب کے ساتھ بدلیل حدیث مشہور علمت علم الخ کے یعنے سکھایا گیا علم اگلوں اور پچھلوں کا اور اسلئے کہ غیب خاص ہے اللہ تعالیٰ کو بوجہ احاطہ و شمول کے واسطے جاننے اللہ کے کلیات و جزئیات کے پس یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ اطلاع کرے اللہ اپنے بعض خواص کو اکثر مغیبات پر یہانتک کہ ان پانچ میں سے کہ فرمایا انکے حق میں پیغمبر نے پانچ ہیں کہ نہیں جانتا ہے انکو کوئی سوا اللہ کے کیونکہ وہ جزئیات ہیں پس انکار معتزلہ کا اس کا دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ واقع ہوا انبیاء اور اولیاء کو بہ اس قدر کہ نہیں ہے ممکن شمار اس کا خاص کر ہمارے پیغمبر کو اور شرح وسع العالمین علماً الخ میں لکھا ہے علماً تمییز ای وسع علمه العالمين —

قالوا ايها الجاهل اقرء تمام الحديث وهو هكذا قالت من اخبرك ان محمداً رأى ربه اوكتم شيئاً مما امر به او يعلم الخمس التى قال الله تعالى فيها ان الله عنده علم الساعة الآية فقد اعظم الفرية فقولها اعظم الفرية تشير ان المخبر مفتر او كاذب فاين فيه انه مشرك هل الافتراء والكذب عندك شرك مع ان اصل مسئلة الباب هو رؤية النبى صلى الله عليه وسلم ربه ليلة المعراج وهى خلافية والجمهور على اثباتها وهو الراجح المختار عند اكثر العلماء الكبار واجابوا عن قول عائشة بانها ليست اعلم ممن اثبتها وقالت ما قالت استنباطاً و اجتهاداً من قوله تعالى لا تدركه الابصار واجابوا ان الادراك هو الاحاطة فليس فيها نفى مطلق الرؤية وكذالك حال اطلاعه صلى الله عليه وسلم على الخمسة خلافية قبل قبض النبى صلى الله عليه وآله

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل تمام حدیث پڑھ اور وہ یوں ہے کہ کہا عائشہ نے کہ جو کوئی کہے تجھ کو کہ محمد نے دیکھا اپنے رب کو یا چھپایا کچھ حکم میں سے یا جانتے تھے ان پانچ چیزوں کو کہ اللہ نے ذکر کی ہیں وہ بڑا مفتری ہے۔ بقصود حضرت عائشہ کا یہ ہے کہ خبر دینے والا مفتری اور جھوٹا ہے اس میں شرک کا ذکر نہیں ہے۔ کیا افترا کرنا اور جھوٹ بولنا اے نجدی تیرے نزدیک شرک ہے۔ باوجودیکہ اصل مسئلہ باب کا وہ دیکھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اپنے رب کو معراج میں۔ اور یہ مسئلہ خلافی ہے اور جمہور نے ثابت کیا ہے۔ سو اکثر کے نزدیک یہی مختار ہے اور عائشہ کے قول سے انہوں نے جواب دیا کہ جن صحابہ نے ثابت کیا ہے حضرت عائشہ کو ان سے زائد علم نہیں ہے اور حضرت عائشہ نے آیہ کریمہ لا تدرکہ الابصار سے یہ بات نکالی اپنے اجتہاد سے اور جواب دیا اس طرح کہ ادراک سے احاطہ مراد ہے پس دیکھنے کی نفی نہیں ہے۔ اسی طرح

(بقیہ صفحہ ۱۲۳) من الانس والجن والملائكة لان الله تعالى اطلعه على العالم فعلم علم الاولين والآخرين ما كان منه وما يكون كما مر۔ ترجمہ: علماً تمیز ہے گھیر لیا نبی کے علم نے سب عالم کو آدمی فرشتے جن اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبردار کر دیا عالم پر پس بتلا دیا علم اگلوں اور پچھلوں کا جو ہو چکا اور جو ہوگا جیسے گذرا۔

وسلم ولم يعلمها وقيل بل علمه الله و قيل علمها ولم يأمره ان يطلع عليها امته كذالك مسئلة الروح۔

مسئلہ علم خمسہ اور روح کا بھی خلافی ہے

قال النجدى وعن النبى فى الصحيح والله لا ادرى وانا رسول الله ما يفعل بى ولا بكم فهذا الحديث صريح فى انه كان لا يعلم امر خاتمته فى حال حياته فكيف يعلم حال تلك المشركين بعد مماته

کہا نجدی نے نبی سے صحیح میں روایت ہے کہ کہا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا حالانکہ اللہ کا رسول ہوں کہ کیا کیا جاویگا مجھ سے اور تم سے پس یہ حدیث صریح ہے اس میں کہ نبی نہیں جانتے تھے اپنے خاتمہ کا حال زندگی میں پس کیونکر جانے حال ان مشرکین کا بعد مرنے کے۔

قالوا ايها الجاهل كيف تقول انه صلى الله عليه وآله وسلم كان لا يعلم امر خاتمته وقد قال الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر و عسى ان يبعثك ربك مقاماً محموداً ولسوف يعطيك ربك فترضى انا اعطيناك الكوثر واحاديث الشفاعة لامته وشفاعة امته اكثر من ان يحصى و كيف قلت فكيف يعلم حال امة بعد مماته الم تسمع انه صلى الله عليه وآله وسلم قال حياتى خير لكم تحدثون ويحدث لكم فاذا انا مت كان وفاتى خير لكم تعرض على اعمالكم فان رأيت

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل تو کیونکر کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خاتمہ کا حال معلوم نہ تھا باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا تھا بخش دیگا واسطے تیرے اللہ اگلے اور پچھلے گناہ اور پہنچا دیگا اللہ تجھ کو مقام محمود میں اور عطا کریگا تجھ کو تیرا رب یہاں تک کہ تو راضی ہوگا دیا ہم نے تجھ کو کوثر اور حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی امت کیلئے اور حدیثیں امت کی شفاعت کی شمار سے زائد ہیں اور کیونکر کہا تو نے اے نجدی جاہل کہ کیونکر جانے پیغمبر حال امت کا بعد مرنے کے کیا تو نے نہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حیات میری بہتر ہے تمہارے لئے باتیں کرتے ہو باتیں کئے جاتے ہو اور جب میں مروں گا میری وفات بہتر ہوگی تمہارے واسطے عرض کئے جاویں گے مجھ پر تمہارے اعمال اگر اچھے دیکھونگا

قالوا الكفاك لعنة اقتدائك بالشقي ابن تيمية اجمع علماء عصره على ضلاله و حبسه و نودي من كان على عقيدة ابن تيمية حل ماله و دمه۔

کہا علمائے اسلام نے کافی ہے تیرے ملعون ہونے کو پیروی کرنا تیرا شقی ابن تیمیہ کی وہ کہ اجماع کیا اس کے عصر کے عالموں نے اس کی گمراہی پر اور قید ہوا اور منادی ہوئی اسلام کے شہروں میں کہ جو ابن تیمیہ کے عقیدہ پر ہوا اس کا مال اور خون مباح ہے۔

قالوا و لله در الماوردي قد اماط الاذى عن طريق المؤمنين حيث قال لما كثر اخباره بالمغيبات و ظهر اعجازه و قام حجة على المنكرين انداد غيظهم و غمضوه صلى الله عليه واله وسلم بانه ادعى الرسالة اولا ثم يريد ان نتخذه الها اخذوا في التهكم و الاستهزاء بالسؤال عن كل شيء متى يكون و كيف يكون فامره الله تعالى ان يقول ما كنت بدعا من الرسل و ما ادري ما يفعل بي و لا بكم يعني الله تعالى يظهر على رسله المغيبات و يخبرون بها و ذالك من الاعجاز الذي يخصهم الله به و يعجز به المنكرين و كل ذالك باعلام الله و اطلاعه فليس ما اقول امرا مبدعا بل سنة الله الذي علم ادم الاسماء كلها و اري ابراهيم ملكوت السموات و الارض و قال ابن مريم انبئكم بما تاكلون و ما تدخرون في بيوتكم

کہا علمائے اسلام نے ماوردی علیہ الرحمۃ کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ مومنین کی راہ سے ایذا کو دور کیا۔ اس بیان سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں بہت دیں اور معجزہ ظاہر ہوا اور منکروں پر حجت قائم ہوئی اور انکی دشمنی زائد ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کرنے لگے کہ پہلے دعویٰ کیا پیغمبری کا۔ اب اللہ بنا چاہتا ہے اور ٹھٹھا کرنا شروع کیا ہر ایک بات پوچھنے سے کہ کب ہوگا اور کیونکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ کہہ دو کہ میں نیا پیغمبر نہیں ہوں اور نہیں جانتا کہ کیا ہوگا مجھ سے اور تجھ سے یعنی اللہ اپنے پیغمبروں پر غیب ظاہر کرتا ہے اور وہ خبر دیتے ہیں اور یہ انکا معجزہ ہے اور اللہ کے دینے سے جانتے ہیں سو میں جو کہتا ہوں نئی بات نہیں ہے بلکہ اللہ کا دستور یونہی جاری ہے۔ آدم کو سب اسماء تعلیم کئے ابراہیم کو ملکوت آسمان و زمین کا دکھلایا۔ عیسیٰ نے کہا جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں

و قال يعقوب اعلم من الله ما لا تعلمون و اما انا بدون اعلام الله فما ادري ما يفعل بي و لا بكم و الكفار لما سمعوا ذلك حملوا على غير محمله فقالوا هو لا يعرف مآله و امر خاتمته و سروا بذلك و تقاولوا فانزل الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك و ما تأخر و اخبر بمآل المؤمنين في الاية الاخرى بعدها و في القرآن ايات كثيرة تدل على علمه صلى الله عليه واله وسلم بمآله و مآل اصحابه و اهل بيته و عامة امته جزما لا يحومه شبهة باعلام الله تعالى و وعده الصادق الغير المكذوب كذالك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيدا و قال عز و جل ليكون الرسول شهيدا عليكم و تكونوا شهداء على الناس و قال فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جئنا بك على هؤلاء شهيدا و قال عز و

ذخیرہ کرتے ہو سب کی تمکو خبر دیتا ہوں۔ یعقوب نے کہا میں جانتا ہوں اللہ سے جو تم نہیں جانتے اور لیکن بغیر اللہ کے بتلانے کے سو میں نہیں جانتا کہ مجھ سے کیا کیا جاویگا اور تم سے کیا۔ کافروں نے جب سنا اُسے حمل کیا غیر محل پر اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مآل و خاتمہ کو نہیں جانتے اور خوش ہوئے اس بات سے اور اس کا چرچا کرنے لگے سو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ اور خبر دی مومنین کے مآل کی اگلی آیت میں اور قرآن میں بہت آیتیں ہیں کہ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اپنے مآل اور اپنے اصحاب و اہلبیت اور تمام امت کا یقینی ثابت ہے۔ اب کہ شبہہ کو گنجائش نہیں اللہ تعالیٰ کے اعلام سے اور ویسے ہی کر دیا ہم نے تمکو امت وسط کہ تم گواہ ہو آدمیوں پر اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ

ف۱ شفاء قاضی عیاض میں آیۂ کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر کے بیان میں لکھا ہے قال مکی مخاطبة النبي صلى الله عليه وسلم ههنا هي مخاطبة لامته وقيل ان النبي صلى الله عليه واله وسلم لما امر ان يقول وما ادري ما يفعل بي ولا بكم سر بذلك الكفار فانزل الله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر الاية و بمآل المؤمنين في الاية الاخرى بعدها قاله ابن عباس۔ (باقی ص ۱۴۶ پر)

جل وللآخرة خير لك من الاولى وقال
ولسوف يعطيك ربك فترضى وروى
انه لما نزلت هذه الاية قال عليه السلام
لا ارضى حتى ادخل كل امتى الجنة و
قال عز وجل انا اعطيناك الكوثر وقال
عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا
عن ابن عمر فى حديث الشفاعة
فيمشى حتى ياخذ بحلقة الجنة فيومئذ
يبعثه الله المقام المحمود الذى وعده
وقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
اريت ما تلقى امتى من بعدى وسفك
بعضهم دماء بعض وسبق لهم من الله
ما سبق للامم قبلهم فسألت الله ان
يؤتينى الشفاعة يوم القيمة فيهم
ففعل وقال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم خيرت بين ان يدخل نصف
امتى الجنة وبين الشفاعة فاخترت
الشفاعة لانها اعم اترونها للمتقين و
لكنها للمذنبين الخاطئين وعنه صلى الله
عليه وآله وسلم فى احاديث الباب انا
اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا خطيبهم
اذا وفدوا وانا مبشرهم اذا يئسوا وانا
شفيعهم اذا حبسوا لواء الحمد بيدى

"بیشک بہتر ہے آخرت تیرے واسطے اول [illegible]
فرمایا عطا کریگا تجھکو تیرا رب اتنا کہ [illegible]
روایت ہے کہ اس آیت کو سنکر فرمایا کہ [illegible]
نہ ہوں گا جبتک ساری امت کو بہشت [illegible]
ذکر ونگا۔ اور فرمایا کہ تجھ کو کوثر دیا اور [illegible]
محمود دوں گا۔
حدیث شفاعت میں ہے کہ مقام محمود [illegible]
پہنچاوے گا کہ جس کا وعدہ کیا تھا الله [illegible]
میں نے شفاعت مانگی رسول اللہ نے دی [illegible]
نے مجھے مختار کیا شفاعت لوں یا آدھی امت
کو بہشت میں [illegible] میں نے شفاعت کو پسند کیا
ہے
کیا تم متقیوں کے لئے جانتے ہو لیکن گناہگار
خطا واروں کے لئے ہے۔ میں سب سے
پہلے مبعوث ہوں گا اور سب کا شفیع
ہونگا

[illegible] ولد آدم على ربي ولا فخر وانا
[illegible] ولد آدم يوم القيمة وما من نبي
[illegible] آدم ومن سواه الا تحت لوائي وانا
اول شافع واول مشفع اماترضون ان
[illegible] ابراهيم وموسى فيكم يوم القيمة
[illegible] فى امتى يوم القيمة وروى حديث
الحوض خمسة وعشرون من اصحابه صلى
الله عليه وآله وسلم على ما بلغنا وكل ما
ذكرناه من الايات والاحاديث فى هذا
الباب قطرة من بحار فضائله الموجودة
فى الكتاب والسنة وانما اطلنا بما ذكرنا
لان شرذمة من كفرة الخوارج مع ادعاء
الايمان يقعون فى سوء ادبه صلى الله
عليه وآله وسلم ويجرون بها الاباطيل من
المؤمنين بالله ورسوله ويحقرون شانه
صلى الله عليه وآله وسلم فى الانبياء
والاولياء وهذه الاية الكريمة من
اقوى الايات فسادهم بسبب افسادهم
وحملها على محملها واتباعهم كفرة
عهده صلى الله عليه وآله وسلم فى
ذلك وسرورهم كسرورهم وانكارهم
بالايات المتكاثرة والاحاديث المتواترة
اعاذنا الله من شرورهم۔

اور سب پیغمبر میرے لوا کے نیچے ہونگے
حدیث حوض کو پچیس صحابیوں نے
روایت کیا ہے۔ اور یہ آیتیں اور
حدیثیں جو میں نے ذکر کیں ایک قطرہ
ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے فضائل کے دریاؤں میں سے جو کتاب
و سنت میں مذکور ہیں اور میں نے جو
طول کیا سو اس لئے کہ ایک گروہ کفرۂ
خوارج کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے بے ادبی کرتے ہیں کہ مسلمان کا کام
نہیں

اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی تحقیر کی تو پھر اور انبیاء
اور اولیاء کا کیا مذکور ہے
اور اس آیت کے معنے اگلے کافروں
کی طرح بے عقل کہہ کر خوش ہوتے ہیں،
اور یہ شہادہ آیتوں اور صاف و
صریح حدیثوں کو نہیں مانتے۔ اللہ
ان کی شر سے پناہ میں رکھے۔

قال النجدى. الفصل الثالث فى رد الاشراك فى التصرف۔

کہا نجدی نے تیسری فصل شرک فی التصرف کے رد میں ہے۔

قالوا فسره فى الفصل الاول باثبات مثل تصرف الله لغيره وهذا تشريع جديد من نفسه ولم يوجد هذا اللفظ فى الآيات والاحاديث التى ذكرها۔

کہا علمائے اسلام نے کہ تفسیر کیا نجدی نے شرک فی التصرف کو پہلی فصل میں کرده ثابت کرنا اللہ کا سا تصرف دوسرے کو اور یہ شریعت بنائی ہے اپنے دل سے اور آیات و احادیث جو ذکر کیں اُن میں بھی یہ لفظ نہیں۔

قال النجدى قال الله تعالى قل من بيده

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کون ہے جس کے ہا

(بقیہ صـ ١٤٥) فائده ـ شرح الصدور میں لکھا ہے۔

حدثنا ابو امامة عن صالح بن حبان حدثنا عبد الله بن بريدة قال لقد قبض النبى صلى الله عليه وآله وسلم وما يعلم الروح قالت طائفة بل علمها واطلعه عليها ولم يأمره ان يطلع عليها امته وهو نظير الخلاف فى الساعة۔

کہا عبد اللہ بن بریدہ نے کہ وفات پائی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور وہ نہ جانتے تھے روح کو اور کہا ایک جماعت نے کہ بتلا دیا اللہ نے اور خبردار کر دیا اُس پر مگر حکم نہ کیا امت کو بتلانے کا اور یہ مانند خلاف کے ہے بیچ قیامت کے یعنی بعض کہتے ہیں کہ علم قیامت کا حضرت کو معلوم نہ تھا اور بعض ثابت کرتے ہیں علم قیامت کا ۱۲۔

شاہ ولی اللہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے۔ قال الله تعالى ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربى وما اوتيتم من العلم الا قليلا قرأ الاعمش عن رواية ابن مسعود وما اوتوا من العلم الا قليلا يعلم من هنالك ان الخطاب لليهود السائلين عن الروح وليست الآية نصا فى انه لا يعلم احد من الامة المرحومة حقيقة الروح كما يظن وليس كل ما سكت عنه الشرع لا يمكن معرفته البتة بل كثيرا ما يسكت عنه لاجل ان معرفته دقيقة لا يصلح لتعاطيها جمهور الامة وان امكن لبعضهم ١٢۔

ملكوت كل شيء وهو يجير ولا يجار عليه ان كنتم تعلمون سيقولون لله قل فانى تسحرون، هذه الآية دلت على ان المتصرف فى الكل المجير غير المجار عليه ليس الا الله فمن لم يقل فى حاجة يا الله وقال يا محمد وان اعتقده عبدا غير متصرف فى الكل صار مشركا فان مشركى زمن النبى ايضا لا يعتقدون آلهتهم كذلك بل انما يسئلون الآلهة على اعتقاد الشفاعة فمن اعتقد التصرف فى العالم لمخلوق او اعتقده شفيعه صار مشركا وان اعتقده ادون من الله ومخلوقا له۔

میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ پناہ دیتا ہے اور نہیں پناه دیا جاتا اس پہ اگر تم جانتے ہو۔ قریب ہے کہ کہیں گے اللہ۔ کہہ کہ پھر کہاں مسحور ہوئے جاتے ہو۔ اس آیت نے دلالت کی اس پر کہ تصرف کرنے والا سب میں مجیر غیر مجار علیہ اللہ ہی ہے پس جس نے اپنی حاجت میں یا اللہ نہ کہا اور کہا یا محمد اگرچہ بندہ غیر متصرف کل میں اعتقاد کیا مشرک ہو گیا کیونکہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے الہوں کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے بلکہ اُن سے شفاعت ہی کے اعتقاد پر مانگتے تھے پس جو کوئی اعتقاد کرے کسی مخلوق کا عالم میں تصرف یا اپنا شفیع اعتقاد کرے مشرک ہو جائیگا اگرچہ اللہ سے کم اور اسی کا مخلوق جانے۔

قالوا ايها الغوى مالك تتكلم من غير روية مثل تكلم المجانين والسكارى وان الآية صريحة فى ان المشركين لم يعتقدوا غير الله متصرفا فى الكل مجيرا غير مجار عليه وكانوا مشركين فثبت ان اعتقاد كون الغير متصرفا مجيرا غير مجار عليه ليس مدار لشركهم والا فكيف يكون من لا يعتقده مشركا فالآية لا تفيد ما ادعيت بل تبطله وقلت انت ان الآية دلت على ان المتصرف فى الكل

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ کیا ہوا ہے تجھ کو کہ کلام کرتا ہے بے سمجھے جیسے دیوانے نشے میں۔ آیت سے ظاہر ہے کہ مشرک غیر خدا کو کل کا تصرف کرنے والا مجیر غیر مجار علیہ نہیں جانتے تھے اور مشرک تھے پس ثابت ہوا کہ اعتقاد غیر کے تصرف کا مدار شرک اُن کا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو اس کا معتقد نہ ہو مشرک کیونکر ہو پس جو نجدی نے دعویٰ کیا آیت سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ باطل ہوتا ہے آپ ہی تو کہتا ہے کہ آیت نے دلالت کی اس پر کہ متصرف کل ہیں . . . .

المجير غير المجار عليه ليس الا الله ثم فرعت عليه قولك من قال يا محمد وان اعتقده عبدا غير متصرف فى الكل صار مشركا كيف يصح تفريعه وكيف يتم التقريب نعم لو قلت فمن اعتقد محمدا متصرفا فى الكل مجيرا غير مجار عليه واثبت له التصرف مثل تصرف الله صار مشركا تم التقريب وان كان باطلا من جهة عدم كون التصرف مدارا للشرك ثم قلت فان مشركى زمن النبى ايضا لا يعتقدون الهتهم كذالك فهذا القول ينفى الشرك عنهم على ما قررت فى معنى الشرك فى التصرف ودلالة الآية ثم قلت فمن اثبت التصرف فى العالم لمخلوق او اعتقده شفيعه صار مشركا على اى شئ فرعته فان قلت على الآية فليس فيه ذكر الشفيع او على ما يلى الآية فقد نفيت فيه اعتقاد التصرف عن المشركين۔

مجیر غیر مجار علیہ نہیں ہے مگر اللہ اور پھر اس پر بنا کیا اس بات کو کہ یا محمد جو کہے اگرچہ اعتقاد کرے بندہ غیر متصرف کل ہی مشرک ہوجاوے گا اے گمراہ ذرا تو سوچ کہ کیسی بے ربط بات ہے۔ اگر تو کہتا کہ جو اعتقاد کرے محمد کو متصرف کل میں مجیر غیر مجار علیہ اور اللہ کا سا تصرف ثابت کرے تو مشرک ہوجاوے گا۔ تو بات بن جاتی اگرچہ اس سبب سے کہ تصرف شرک کا مدار نہیں ہے، باطل ہوتی۔ پھر تو نے کہا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے۔ اس تیرے قول سے موافق اس کے کہ تو نے معنی شرک فی التصرف کے بیان کئے اور آیت کی دلالت اُن سے متعلق بیان کی لازم ہوتا ہے کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک مشرک نہ تھے پھر جو تو نے کہا کہ جو عالم میں کسی مخلوق کا تصرف ثابت کرے یا اسکو اپنا شفیع اعتقاد کرے مشرک ہوجاویگا اس کلام کو کس بات پر تفریع کیا اگر تو کہے کہ آیت پر سو آیت میں تو شفیع کا ذکر نہیں ہے یا تفریع کیا اس پر جو ملا ہوا ہے اس کلام سے سو اس میں مشرکوں سے تو نے تصرف کے اعتقاد کا انکار کیا۔

قال النجدى وقد ذم الله على هذا بقوله ويعبدون من دون الله ما لا يملك لهم رزقا من السموات والارض شيئا

کہا نجدی نے اور صاف بیان کردیا اللہ نے اس بات کو اپنے اس کلام سے اور عبادت کرتے ہیں سوا اللہ کے اُس کی کہ نہیں مالک اُنکے رزق کا کچھ آسمانوں اور زمین سے

ولا يستطيعون وقال الله تعالى ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك ولا يضرك فان فعلت فانك اذا من الظالمين وقال الله تعالى قل لا املك لكم ضرا ولا رشدا قل انى لن يجيرنى من الله احد ولن اجد من دونه ملتحدا انظروا انه امر الله تعالى محمدا باظهار عدم ملكه لامته ضرا ولا رشدا

اور طاقت نہیں رکھتے اور کہا اللہ تعالےٰ نے اور مت عبادت کر سوائے اللہ کے اُسکی کہ نہ نفع دے تجھکو نہ ضرر پھر اگر کیا تو ظالموں سے ہے اور کہا اللہ تعالیٰ نے کہہ کہ نہیں مالک تمہارے ضرر اور بھلائی کا کہہ کہ نہیں پناہ میں دے سکتا مجھکو اللہ سے کوئی اور مجھکو سوائے اللہ کے جائے پناہ نہیں دیکھو کہ اللہ نے حکم کیا محمد کو اس بات کے ظاہر کردینے کا کہ اپنی امت کے بھلے بُرے کا مالک نہیں ہے۔

قالوا الى اى شئ اشرت بلفظ هذا الى التصرف فقد نفيته عنهم او الى الشفاعة فليس فيها اشارة ايضا فضلا عن النص وليس حاصلها الا عدم كون معبودى المشركين غير الله مالكا لرزقهم وقد نفيت انت هذا الاعتقاد عنهم فما الفائدة فى الآية وآيات بعدها۔

کہا علمائے اسلام نے ہذا کے لفظ سے کس بات کی طرف اشارہ کیا اگر تصرف کی طرف ہے تو تو آپ مشرکوں سے اس اعتقاد کا انکار کر چکا ہے یا شفاعت کی طرف سو ان آیتوں میں اس طرف اشارہ بھی نہیں نص کا کیا ذکر ہے ان آیتوں کا حاصل یہی ہے کہ مشرکوں کے معبود اور کوئی سوائے اللہ کے مالک رزق اور بھلائی بُرائی کا نہیں ہے اور تو اب کہہ چکا کہ مشرکوں کا یہ اعتقاد نہ تھا پھر پہلی آیت اور اُسکے بعد کی آیتوں کے لانے سے کیا فائدہ۔

قال النجدى فمن قال يا محمد فقد خالف الله ورسوله وكفر فانه جعله انه يملك له ضرا ورشدا

کہا نجدی نے پس جو کہے یا محمد سو اس نے مخالفت کی اللہ و رسول کی اور کافر ہوگیا کیونکہ اُس نے محمد کو مالک ٹھیرایا ضرر اور بھلائی کا۔

قالوا انت قلت انفا من قال يا محمد ان اعتقده غير متصرف صار مشركا فان مشركى زمن النبى ايضا لا يعتقدون الهتهم

کہا علماءِ اسلام نے تو نے ابھی کہا کہ جو کہے یا محمد اگرچہ اُنکو غیر متصرف اعتقاد کرے مشرک ہو جاویگا کہ پیغمبر کے زمانے کے مشرک بھی اپنے معبودوں

كذالك بل انما يسألون الالهة على اعتقاد الشفاعة فبعد عدة سطور تغير المفهوم مع انه لم يتغير الفصل وكيف انحصر قول يا محمد في جعله مالكا لضره ورشده

کو ایسا اعتقاد نہیں کرتے تھے بلکہ شفاعت کے اعتقاد سے سوال کرتے تھے اب کئی سطر کے بعد کہ فصل بھی نہیں بدلی مطلب کیونکر بدل گیا اور یا محمد کہنے کو کیونکر لازم ہو گیا کہ اُن کو مالک ضرر اور بھلائی کا سمجھا۔

قال النجدي قال الله تعالى قل ادعوا الذين زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة في السموات ولا في الارض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له بهذه الاية قد قطع الله عروق الشرك بشعبها فان من يسأل عنه الحاجات وينادي في الشدائد اما ان يكون مالكا واما ان يكون شريكا له واما ان يكون ظهيرا ومعاونا له واما ان يكون شفيعا عنده وكل منها منفي فتم الزام الله على المشركين الذين يسألون المخلوقين وينادونهم مع زعمهم انهم ادون من الله اما السابقون فاللات والعزى والسواع واما اللاحقون فمحمد وعليا وعبد القادر والكل سواء فان الله تعالى لا يقبل العذر في الشرك ولو كان مع نبي ومن غاية ضلال المشركين اللاحقين اغترارهم

کہا نجدی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہہ دعوت کرو اُن کی کہ گمان کیا تم نے اللہ کے سوائے نہیں مالک ذرہ بھر آسمانوں اور زمین میں اور نہ اُن کو شرکت ہے نہ اللہ کے مددگار ہیں اور نہیں نفع کرتی شفاعت اللہ کے آگے مگر جس کو کہ حکم ہے اس آیت سے اللہ نے جڑ شرک کی رگ و ریشہ سمیت کاٹ ڈالی کیونکہ جس سے حاجتیں مانگی جاتی ہیں اور سختیوں میں پکارا جاتا ہے یا مالک ہو یا شریک مالک کا یا مالک کا مددگار یا اُس کے آگے شفیع ہو اور ان میں سے کوئی بات نہیں ہو سکتی پس اللہ کا الزام تمام ہوا ان مشرکوں پر کہ مخلوق سے سوال کرتے ہیں اور اُن کو پکارتے ہیں اگرچہ اللہ سے کم جانتے ہیں۔ اگلے لات و عزیٰ۔ سواع کو اور پچھلے محمد علی، عبد القادر کو اور اگلے پچھلے سب برابر ہیں کہ اللہ تعالےٰ شرک میں کوئی عذر نہیں سنتا اگرچہ نبی سے ہو اور نہایت گمراہی پچھلے مشرکوں کی ہے دھوکا کھانا۔

الشفاعة وكان هذا مرض المشركين السابقين كما قال الله تعالى ويقولون هؤلاء شفعاؤنا عند الله ولا يفقهون ان الله شنع عليهم بهذا الاعتقاد وصيره شركا وكفرا

شفاعت سے اور یہی بیماری تھی اگلے مشرکوں کی جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ مشرک کہتے ہیں اپنے الٰہ کو کہ یہ ہمارے شفیع ہیں اللہ کے آگے اور پچھلے مشرک نہیں سمجھتے کہ اللہ نے اُن پر اس اعتقاد سے تشنیع کی اور اس اعتقاد کو کفر ٹھیرایا۔

قالوا ايها الجاهل اسمع ان الله تعالى اطلق في هذه الاية نفي كون غير الله مالكا وشريكا وظهيرا له ولم يطلق الشفاعة بل قيد نفي نفعها بقوله الا لمن اذن له يعني المسلم فتنفعه الشفاعة من الكبائر ولو بلا توبة والصغائر عند اهل السنة ومن الصغائر مطلقا و الكبائر بتوبة عند المعتزلة فعند اهل السنة لا تنفع الكافر خاصة وعند المعتزلة لا تنفع الكافر واهل الكبيرة بلا توبة فنفي نفع الشفاعة كما قال هذا الملحد الحاد في الدين ومخالف لكلام رب العالمين وسنة سيد المرسلين واجماع المسلمين والاحاديث في هذا الباب قد بلغت حد التواتر والكل مذكور في الحديث والعقائد.

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل سن کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غیر اللہ کے مالک اور شریک اور مددگار ہونے کو بالکل منع کیا ہے اور جیسی ان باتوں کی مطلق نفی کی ویسی مطلقاً شفاعت کی نفی نہیں کی بلکہ شفاعت کے نفع نہ کرنے میں سے نکال لیا اس کو کہ جس کے واسطے حکم ہے یعنے مسلمان کہ شفاعت اس کو نفع کرتی ہے کبیرہ گناہوں سے بھی۔ اگرچہ بے توبہ کے مرے اور صغیرہ گناہوں سے اہل سنت کے مذہب میں اور صغیرہ گناہوں سے ہر حال میں اور کبیرہ میں توبہ کے ساتھ معتزلہ کے مذہب میں پس شفاعت کے نفع کو جیسا کہ اس ملحد نے انکار کیا۔ دین محمد میں الحاد ہے اور خلاف ہے اللہ و رسول کے کلام کے اور مسلمانوں کے اجماع کے اور حدیثیں اس باب میں تواتر کو پہنچی ہیں اور سب مذکور ہے حدیث و عقائد کی کتابوں میں۔

قال النجدي ومن كمال جهلهم وغيهم

کہا نجدی نے اور کمال جہل و گمراہی سے

تمسکهم بقوله تعالیٰ الا لمن اذن له فان الثابت بنص القرآن نفی نفع الشفاعة وکلمة الا یؤکد لا ویقررہ۔

ہے اُن کا دلیل پکڑنا اللہ کے کلام سے الا لمن اذن له کیونکہ ثابت بنص قرآن شفاعت کا نفع نہ کرنا ہے اور کلمہ الّا کا اُسکی تاکید اور اُس کو ثابت کرتا ہے۔

قالوا انظروا کیف یحرف المعنی الا یعرف ان کلمة الّا لیس للتاکید۔

کہا علمائے نے دیکھو کیسی تحریف کرتا ہے معنی کو کیا نہیں جانتا کہ الّا کا حرف تاکید کے واسطے نہیں ہے۔

قال النجدی فان الشفاعة لما کانت مقیدة بالاذن کانت کلا شفاعة۔

کہا نجدی نے کیونکہ شفاعت جب مقید ہوئی اذن کے ساتھ تو ہونا نہ ہونا اُسکا ایکسا ہوگیا۔

قالوا قد عرفت معنی الاذن علی ما قالت الأمة وکون المسلم ماذونا فیه مذهب اهل السنة۔

کہا علمائے اسلام نے تو نے جانے معنی اذن کے جو امت نے کہے اور اہل سنت کے نزدیک مسلم ماذون فیہ ہے۔

قال النجدی والانبیاء اذا یامرهم الله بشیٔ یخافون ولا یستطیعون التفتیش فی حکم والسؤال عنه ثانیا

کہا نجدی نے اور پیغمبر جب اللہ اُن کو حکم کرتا ہے کسی چیز کا ڈرتے ہیں اور پوچھ نہیں سکتے دوسری بار۔

قالوا الم تسمع ان الله تعالیٰ امر رسوله بخمسین صلوٰة ثم کیف بقیت خمسة وامثالها کثیرة

کہا علمائے اسلام نے کیا تو نے نہیں سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازوں کا پھر کیونکر پانچ رہ گئیں اور اس طرح کی باتیں بہت ہیں۔

قال النجدی فکیف یسألونه اولا۔

کہا نجدی نے پھر کیونکر سوال کریں اللہ سے پہلے

قالوا هذا عجیب جدا مخالف للعقل والنقل فان کان السؤال موقوفا علی الاذن بخصوصیة فکانما ینسد باب السؤال۔

کہا علمائے اسلام نے یہ بڑی تعجب کی بات ہے مخالف عقل و نقل کے اگر سوال موقوف ہو اذن خاص پر تو گویا دروازہ سوال کا بند ہوجاتا ہے۔

قال النجدی والحق ان شفاعة شفیع عند الله غیر ممکنة۔

کہا نجدی نے اور حق یہ ہے کہ شفاعت کسی شفیع کی اللہ کے یہاں ممکن نہیں ہے

قالوا انظروا یسمی ما یخالف الکتاب والسنة المتواترة واجماع المسلمین حقا۔

کہا علمائے اسلام نے دیکھو جو خلاف ہے قرآن و حدیث و اجماع مسلمین کے اس کو حق کہتا ہے۔

قال النجدی فانها لا تکون الا بان یکون الشفیع وجیها فیخاف المشفوع الیه من عدم قبول شفاعته فوات مطالب مهمة یرجوها من الشفیع لکونه ظهیرا ومعاونا له واما ان یکون الشفیع محبوبا فیتألم من عدم رضاه وهذان یستحیلان فی شانه تعالیٰ عما یصفون۔

کہا نجدی نے کیونکہ شفاعت یا اس طرح ہوتی ہے کہ شفاعت کرنے والا وجاہت رکھتا ہو پس مشفوع الیہ یعنی جس کے آگے شفاعت کی جائے شفیع کی شفاعت نہ ماننے سے ڈرتا ہے کہ بڑے بڑے مطالب کہ جن کی اس شفیع سے امید ہے فوت ہو جاویں گے اس سبب سے کہ وہ شفیع اُس کا مددگار اور معین ہے اور یا یہ کہ شفیع اس کا محبوب ہے اور اُس کے ناخوش ہوجانے سے الم ہوگا یہ دونوں شفاعتیں اللہ تعالیٰ کے آگے محال ہیں۔

قالوا ایها الخبیث الم تسمع قوله تعالیٰ وجیها فی الدنیا والآخرة ومن المقربین فکیف تدعی استحالته لا شك انك کافر بالقرآن وقلت یخاف من الشفیع لکونه ظهیرا ومعاونا له ایها الملعون الاعمی اما تری فی الآیة نفی الله تعالیٰ کون الغیر ظهیرا مطلقا علی حدة ونفی بعدها نفع الشفاعة

کہا علمائے اسلام نے اے خبیث کیا تو نے نہیں سُنا اللہ کا کلام وجیها فی الدنیا والآخرة ومن المقربین۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسےٰ کو کہ وجیہ ہیں دُنیا و آخرت میں اور مقربین سے پس تو کیونکر کہتا ہے کہ وجیہ ہونا محال ہے بے شک تو قرآن سے کافر ہے اور جو تو نے کہا کہ شفیع سے ڈرے اس واسطے کہ مددگار و معاون ہے اے ملعون اندھے تو دیکھتا نہیں کہ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ نے نفی کیا ظہیر ہونے کو جُدا اور اُس کے بعد نفی کیا شفاعت کے نفع کو

لمن لم یأذن له فکیف تدخل احدهما فی الآخر مع اقرارك فی کلامك بتغایرهما وقولك اما ان یکون ظهیراً ومعاوناً له واما ان یکون شفیعاً عنده وکیف تدعی استحالة کون احد محبوباً عنده ومن این فرعت التألم علی المحبوبیة الم تؤمن کلا والله لم تؤمن بقوله تعالیٰ تتبعونی یحببکم الله۔

غیر ماذون سے پس ایک کو تو دوسرے میں کیونکر داخل کرتا ہے حالانکہ خود اقرار کرتا ہے اپنے کلام میں دونوں کے جدا ہونے کا اور کہتا ہے۔ اما ان یکون ظہیراً ومعاوناً له واما ان یکون شفیعاً عنده آیتہ کے پاس یہ فقرہ کہہ کر پھر ظہیر ہونے کو قسم شفاعت کا کر دیا اور کیونکر تو دعویٰ کرتا ہے کہ کسی کا محبوب ہونا اللہ کا محال ہے کیا تو ایمان نہیں لایا بلکہ یقیناً تو ایمان نہیں لایا اللہ تعالیٰ کی اس آیت پر کہ فرماتا ہے کہہ اے محمد میری متابعت کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

قال النجدی واما الشفاعة بالاذن التی کالشفاعة وهو المذکور فی القرآن والحدیث فحالها انها لا تکون لاهل الکبائر الذین ماتوا بلا توبة ولا للمصرین۔

کہا نجدی نے لیکن شفاعت بالاذن کہ جو مانند ہونا ایک ہے اس کا اور وہی مذکور ہے قرآن و حدیث میں سو اس کا حال یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنیوالے جو بے توبہ مر گئے ان کو یہ شفاعت بھی نہ ہوگی اور نہ ان کو کہ اصرار کرتے ہیں۔

قالوا قد صرح باعتزاله وخروجه عن دائرة اهل السنة والجماعة جهراً لعنة الله علیه فان شفاعة المغفرة عند اهل السنة عامة للمسلم ولو کان ذا کبیرة ولو مصراً بلا توبة

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے کھل کر کہہ دیا اپنا معتزلی ہونا اور نکلنا دائرہ اہل سنت وجماعت سے لعنت خدا کی اس پر کیونکہ شفاعت مغفرت اہلسنت کے نزدیک عام ہے مسلمان کو اگرچہ گناہ کبیرہ والا ہو اور اگرچہ مصر بغیر توبہ مرے۔

قال النجدی وکیفیة الشفاعة ان الحکیم العدل لما یری من عبده توبة وندامة وانابة الیه لا الی غیره یرحم علیه ولکن حکمه وفعله کله

کہا نجدی نے کیفیت شفاعت کی یہ ہے کہ اللہ جب بندے کی توبہ اور شرمندگی اور اسی کی طرف متوجہ ہونا نہ غیر کی طرف دیکھے گا اللہ کو اس پر رحم آوے گا لیکن اللہ کا حکم اور کام سب

عدل لا یشوبه جور وظلم فلا یستطیع العفو بلا سبب فی ان عفا عنه وغفر له بلا سبب لاختل قاعدة العدل وانتقص شان حکمه فی اعین الناظرین ویجلّونه فیأذن لمن یشاء ان یشفع له فیشفع فیعفو فی الحقیقة برحمته وفی الظاهر باسم شفاعة الشفیع حفظاً للقاعدة

عدل ہے ظلم کا لگاؤ نہیں اس جہت سے بے سبب ہرگز نہیں کر سکتا کہ اگر بے سبب بخشدے کرے اور بخش دے تو عدل کے آئین بگڑ جائیں اور دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اسکی قدر گھٹ جائے اور اللہ کو قائل کریں پس اللہ جس کو چاہے گا اذن دیدیگا کہ شفاعت کرے پس شفاعت کریگا شفیع پس اللہ بخش دے گا حقیقت میں اپنی رحمت سے اور ظاہر میں شفیع کی شفاعت کا نام کر کر اپنے آئین کی محافظت کیجیے۔

فائدہ تقویۃ الایمان میں یہ مطلب اس عبارت میں ادا کیا ہے۔

تیسری صورت یہ کہ چند چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے اپنا پیشہ نہیں ٹھیرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا اور بادشاہ کے آئین کو سر آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں قصوروار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا ہے اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگذر نہیں کر سکتا کہ لوگوں کے دل میں اس آئین کی قدر گھٹ جاوے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیروار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں۔ اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے یہی معنی ہیں سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا۔ یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کی عبارت کا۔

قالوا خلط بين الاعتزال وخبط المقال بتجويز التلبيس عليه تعالى شانه عما يقول الظالمون لخوف اختلال قاعدته والتجائه الى المخلوق حفظا لقاعدته وكون الاذن معللا لغرضه اى غرض خوف انتقاص شان حكمه فى اعين الناظرين وصيرورته محجوبا ومغلوبا منهم ان لم يشفع الشفيع وعدم استطاعة العفو بلا سبب فكونه مجبورا لاحول ولا قوة الا بالله۔

کہا علمائے اسلام نے کہ نجدی نے ملایا معتزلہ کے مذہب کو خبط کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ جائز رکھا فریب دینا اس ڈر سے کہ آئین درہم بگڑ جائے اور مخلوق کی طرف التجا کرنا اپنے آئین کی حفاظت کیلئے اور اذن دینا اللہ تعالیٰ کا اپنی غرض کے واسطے کونسی غرض یہ غرض کہ اس کے آئین کی قدر لوگوں کے نزدیک نہ گھٹ جائے اور یہ کہ اگر شفیع شفاعت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے قائل ہو جائے اور یہ کہ اُسے بے سبب عفو کی طاقت نہیں رکھتا اور یہ کہ اللہ مجبور ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

قال النجدى عن ابن عباس قال كنت خلف رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوما فقال لى يا غلام احفظ الله يحفظك احفظ الله تجده مقابلا واذا سألت فاسئل الله واذا استعنت فاستعن بالله اعلم ان الامة لو اجتمعت على ان ينفعوك بشئ لم ينفعوك الا بشئ قد كتبه الله لك ولو اجتمعت على ان يضروك بشئ لم يضروك الا بشئ قد كتبه الله لك رفعت الاقلام وجفت الصحف رواه الترمذى انظر كيف علم النبى بكيفية السؤال والاستعانة

کہا نجدی نے ابن عباس سے روایت ہے کہ میں تھا پیچھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مجھ سے کہا کہ اے لڑکے یاد رکھ اللہ کی یاد رکھیگا تجھ کو یاد رکھ اللہ کو پاویگا تو اسکو اپنے روبرو اور جب تو مانگے کچھ چیز تو مانگ اللہ سے اور جو مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ سے جان کہ اگر سب امت اکٹھی ہو جاوے تاکہ کچھ فائدہ پہنچاوے تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچاویں گے تجھ کو مگر جتنا کہ لکھدیا اللہ نے تیرے حق میں اور جو اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ ضرر پہنچاویں تجھ کو تو کچھ ضرر نہ پہنچاویں گے مگر وہی کہ لکھدیا ہے اللہ نے تجھ پر اٹھالئے گئے قلم اور سوکھ گئے کاغذ روایت کیا اسکو ترمذی نے دیکھو کیسی تعلیم کی نبی نے کیفیت سوال اور استعانت کی

فمن قال يا محمد اسألك الشفاعة الى الله يا عبد القادر اسئلك المدعاء من الله فكيف لا يكون مشركا۔

پس جو کہے یا محمد میں تم سے شفاعت اللہ کی طرف مانگتا ہوں یا عبد القادر میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ دعا کرو اللہ سے سو کیونکر مشرک نہ ہوگا۔

قالوا هذا تعليم اعلى مراتب التوكل اى قطع النظر عن الاسباب والوسائط ولكفالته ههنا ذكر المحدثين هذه الاحاديث فى باب التوكل ولم يكن بهذا او من الحال يجوز له رعاية الاسباب من غير نكير وبلا كراهة فكيف الحرمة فكيف الشرك كما صرح به الجمهور فى الشروح ثم ما فرع عليه النجدى بقوله فمن قال يا محمد لا يخلو عن الجهل والضلال۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو حدیث شریف میں ہے سو توکل کے بڑے مرتبے کی تعلیم ہے یعنے اسباب و واسطوں سے قطع نظر کرنا اور یہ بات صاف معلوم ہو جاتی ہے اور تیرے سمجھانے کو کفایت کرتی ہے اس جگہ یہ کہ یہ حدیثیں توکل کے باب میں حدیث کی کتابوں میں ذکر کی جاتی ہیں اور جس شخص کا یہ حال و مرتبہ نہ ہوا اُس کو اسباب کی رعایت جائز ہے کچھ بُرا نہیں اور نہ مکروہ و حرام ہے۔ اور شرک کا کچھ مذکور نہیں ہے جیسا کہ سب محدثین نے شرحوں میں لکھا ہے۔ پھر وہ جو نجدی نے کہا ہے کہ جو کہے یا محمد یا عبد القادر مشرک ہو جاتا ہے حدیث شریف سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتا اور جہل وگمراہی کی بات ہے۔

قال النجدى ايها الجاهلين لم لا تقولون يا الله وهو معكم فاى حاجة الى المجئ الى محمد والرجوع اليه۔

کہا نجدی نے اے مجنون کیوں نہیں کہتے ہو یا اللہ اور وہ تمہارے ساتھ ہے پھر کیا حاجت محمد کی طرف آنے کی اور اُس کی طرف رجوع کرنے کی۔

قالوا هذا اعتراض على الله عز وجل حيث قال ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ لوگ جس وقت ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آویں تمہارے پاس اور اللہ سے مغفرت چاہیں اور رسول اُن کیلئے بخشش چاہے تو پاویں گے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان

قال النجدي عن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان لقلب ابن آدم بكل واد شعبة فمن اتبع قلبه الشعب كلها لم يبال الله بأي واد اهلكه ومن توكل على الله كفاه الشعب رواه ابن ماجة فمحمد وعلي وعبد القادر وكل من يتوجه اليه قلوب المشركين شعب الهلاك والشرك

کہا نجدی نے عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آدمی کے دل کو ہر جنگل میں راہ ہے سو جو کوئی پیچھے ڈالے اپنے دل کو سب راہوں میں تو اللہ کو پروا نہیں کہ کس جنگل میں اُسے ہلاک کرے اور جو توکل کرے اللہ پر اللہ اُس کو کفایت کرتا ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے پس محمد اور علی اور عبد القادر اور جس کی طرف مشرکوں کے دل متوجہ ہوتے ہیں ہلاک و شرک کی راہیں ہیں۔

قالوا هذا اشد من الاول فان في نص الحديث لفظ التوكل موجود والشرك مقابلا للتوكل.

کہا علمائے اسلام نے یہ پہلے سے بھی بہت سخت تر ہے کیونکہ حدیث کی عبارت میں لفظ توکل کا موجود ہے اے نجدی کیا تو جانتا ہے کہ جو توکل نہ کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

قال النجدي وعن ابي هريرة لما نزلت وانذر عشيرتك الاقربين دعا النبي قرابته فعم وخص فقال يا بني كعب انقذوا انفسكم من النار فاني لا املك لكم من الله شيئا وقال فاني لا اغني عنكم من الله شيئا الى ان قال يا فاطمة انقذي نفسك من النار سليني من مالي ما شئت فاني لا اغني عنك من الله شيئا انظر اقنط النبي قرابته

کہا نجدی نے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ جب آیہ کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین یعنی ڈراؤ اپنے ناتے والوں کو اُتری پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو پکارا اکٹھا کر کر اور جدا جدا بھی کر کر اور کہا اے کعب کی اولاد بچاؤ اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ میں اللہ سے مالک نہیں کسی چیز کا یا کہا کہ میں بے پروا نہیں کر سکتا تم کو اللہ سے کچھ یہاں تک کہ کہا اے فاطمہ بچا اپنی جان کو دوزخ سے میرے مال سے جو چاہے مانگ لے کہ میں اللہ سے بے پرواہ نہیں کر سکتا تجھکو کچھ۔ نجدی نے کہا کہ دیکھو پیغمبر نے اپنے ناتے والوں کو

حتى ابنته من نفعه لهم عند الله فالى هؤلاء الجاهلين يرجون شفاعته لهم عند الله

یہاں تک کہ اپنی بیٹی کو نا امید کر دیا اس سے کہ پیغمبر سے ان کو کچھ نفع ہو اللہ کے یہاں پس ان دیوانوں کو کیا ہوا ہے کہ پیغمبر کی شفاعت کی امید کرتے ہیں اپنے لئے اللہ کے یہاں

قالوا انظروا كيف عبر من انذر بلا اغني عنك من الله شيئا بالتقنيط من نفعه لهم وشتان بينهما ونفعه لهم بل نفعه ونفعهم لنا ثابت قطعا والاحاديث في هذا الباب متواترة بل نقول قد اخرج الشيخان في حق ابي طالب عن العباس قال قلت هل اغنيت عن عمك فانه كان يحفظك ويغضب لك قال نعم هو في ضحضاح من نار ولولا انا لكان في الدرك الاسفل من النار وقال العلماء شفاعة الموقف عامة للمسلمين والكافرين الاولين والآخرين وشفاعة المغفرة عامة للمسلمين وشفاعة التخفيف لبعض الكفرة وقال القاضي المعنى انقذوا انفسكم بالايمان بالله من عقوبة الخلود في النار على الكفر فاني لا املك لكم ولا اغني عنكم من الله شيئا ان لم تؤمنوا بالله فكذلك عدم انقطاع النسب

کہا علمائے اسلام نے دیکھو کہ نجدی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ڈرانے کو کہ میں اللہ سے تم کو نہیں بچا سکتا کس طرح پر ڈھالا اور اُس کے معنی ٹھہرائے کہ پیغمبر نے اپنے نافع ہونے سے اُن کے واسطے نا امید کر دیا حالانکہ ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافع ہونا اپنے ناتے والوں کو اور ان دونوں کا نافع ہونا ہمارے واسطے ثابت ہے یقیناً اور حدیثیں اس باب میں متواتر ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ عباس نے کہا کہ میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ ابو طالب سے بھی کچھ تم نے دفع کیا کہ وہ تمہاری نگہبانی کرتا تھا اور تمہارے واسطے رنج اٹھاتا تھا فرمایا ہاں وہ ایک ہلکے درجہ میں ہے آگ سے اور جو میں نہ ہوتا تو وہ بدتر درجہ میں ہوتا دوزخ سے اور علمائے اسلام نے کہا ہے کہ شفاعت موقف کی عام سارے مومن کافر اگلوں پچھلوں کو اور شفاعت مغفرت کی عام ہے مسلمانوں کو اور شفاعت تخفیف واسطے بعض کافروں کے قاضی نے کہا معنی حدیث کے یہ ہیں کہ بچاؤ اپنی جانوں کو ایمان لا کر اللہ کے ساتھ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کے عذاب سے کفر پر کہ میں نہیں مالک تمہارے لئے اور نہ بے پروا کر سکتا ہوں تم کو اللہ سے کچھ اگر ایمان نہ

لاذ گے اللہ پر اور ایسی ہی جو وہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نسب۔

والصھر والنفع بھما انما ھو لغیر الکافرین قال اللہ تعالیٰ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین و لو کانوا اولی قربی والآیات والاحادیث فی باب نفع بعضھم لبعض یوم القیمة جاءت علی ثلثة اوجه احدھا سلب النفع مطلقا کقوله تعالیٰ یوم لا یجزی والد عن ولدہ ولا مولود ھو جاز عن والدہ شیئا وقوله تعالیٰ یوم لا ینفع مال ولا بنون وقوله تعالیٰ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ وقوله تعالیٰ لا یسئل حمیم حمیما والوجه الثانی اثباته له صلی اللہ علیه وسلم وسلبه عن غیرہ وذالك قوله صلی اللہ علیه وسلم کل نسب وصھر ینقطع یوم القیمة الا نسبی وصھری الوجه الثالث اثباته لکل متقی منه قوله تعالیٰ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم وقوله تعالیٰ جنات عدن یدخلونھا ومن صلح من آبائھم و ازواجھم وذریاتھم ای صلح لدخول الجنة وجاء فی الحدیث ان اھل القرآن یشفعون لعشرة من اھلیھم کلھم قد استوجب النار

اور ناتہ ٹوٹ نہیں جانے کا وہ بھی واسطے غیر کافروں کے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں واسطے پیغمبر اور ایمان والوں کے کہ مشرکوں کے واسطے استغفار کریں اگرچہ رشتہ دار ہوں اور قیامت کے دن ایک کو دوسرے کے نفع دینے میں آیتیں اور حدیثیں تین طرح آئی ہیں ایک تو مطلق نفع ذکر کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس دن نہ باپ بیٹے کے کام آئیگا نہ بیٹا باپ کے اور فرمایا کہ اس دن مال نفع کریگا نہ اولاد اور فرمایا کہ جب صور پھونکیں ناتے نہ رہیں گے اور فرمایا کہ کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نفع میں اور انکے غیر کے نفع ذکر نے میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مالک ہونگے شفاعت کے مگر جس نے لے لیا ہے اللہ سے عہد اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو رشتہ ناتا ہے قیامت کے دن ٹوٹ جائیگا مگر میرا تیسرے نفع کا ہونا ہر متقی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ایمان لائے اور پیچھے آئے اُن کی اولاد ایمان دار ہو کر اُنکی اولاد کو اُنکے ساتھ ہم نے ملا دیا اور فرمایا داخل ہونگے جنات عدن میں اور جو بہشت میں داخل ہونے کے لائق ہوگا اُن کے باپ بی بیاں و اولاد سے اور حدیث میں آیا ہے کہ قرآن والے دس قریبوں کی

ان الشھداء یشفعون سبعین والعلماء علی مراتبھم والمتوکلون سبعین الفا وعثمان لاکثر من شعر الغنم والصالحون یکافئون من احسن الیھم فی الدنیا بجرعة ماء وخدمة قلیلة ووجه التوفیق فی جمیع ذالك ان ھذا بالاختلاف المواطن والاوقات فالاول عند اول النفخ وعند الفزع والثانی حین المطالبة بالحقوق والحساب والوزن فھنالك یفر المرء من اخیه وامه وابیه وصاحبته وبنیه خشیة ان یطالبوہ بحق ویستعینوا بذل حقه والنبی صلی اللہ علیه واله وسلم ھنالك مامون یعین من شاء علی ما شاء وھنالك ینقطع الوسائل الا وسیلته و الثالث اذا فتح النبی صلی اللہ علیه وسلم باب الشفاعة فھنالك ینفع الناس بعضھم بعضا واما ان آیات الوجه الاول عام مخصص بآیات الوجھین الآخرین وعدم ملکه صلی اللہ علیه واله وسلم لا یلزم ان لا یملکه اللہ تعالیٰ کما وعدہ واخبر ھو صلی اللہ علیه واله وسلم

شفاعت کریں گے کہ سب دوزخ میں جانے کے مستحق ہونگے اور شہید ستر آدمیوں کی شفاعت کرینگے اور عالم اپنے مرتبوں کے موافق اور متوکل ستر ہزار کی اور حضرت عثمان اتنے آدمیوں کی کہ بھیڑ کے بال سے زائد ہونگے اور دنیا میں جس نے صالحوں کے ساتھ ایک گھونٹ پانی اور تھوڑی سی خدمت سے احسان کیا ہوگا اُس کا بدلہ کرینگے اور سب کے ملانے کے دو طریق ہیں ایک تو یہ کہ تفاوت مکانوں اور وقتوں کا ہے پہلا حال صور پھکنے کے وقت کا ہے اور دوسرا حال حساب و وزن اعمال کے وقت کا ہے کہ وہاں بھاگے گا آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور جورو اولاد سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم امان میں ہونگے جس کی چاہیں گے مدد کریں گے اور جس طرح چاہیں گے وہاں سب وسیلے تو منقطع ہونگے مگر وسیلہ آنحضرت کا اور تیسرا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کھول دیں گے دروازہ شفاعت کا وہاں ایک دوسرے کو نفع پہنچاویگا دوسرا طریق یہ ہے کہ پہلی آیتیں یعنی کسی کو کسی کا نفع نہ کرنا عام ہیں کہ خاص کیا گیا اس سے نفع پہنچانا اُن کا کہ پچھلی آیتوں حدیثوں میں ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مالک نہ ہونے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اُن کو مالک نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا وعدہ کیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی ہے۔

ف۔ ابن حجر نے فتح مکیہ شرح منظومہ بردیہ بعد اتم الناس الخ میں لکھا ہے و دلیل الاول عنی

السيادة من حيث النسب الذي هو شرف الانساب آية المباهلة قال بعض محقق المفسرين فيها لا دليل اقوى من هذه على فضل علی و فاطمة وابنيها اى لانها لما نزلت دعاهم فاحتضن الحسين واخذ بيد الحسن ومشت فاطمة خلفه وعلی خلفها فعلم انهم المراد من الآية وان اولاد فاطمة و ذريتهم يسمون ابنائه وينسبون اليه نسبة حقيقية نافعة فى الدنيا والآخرة ويدل على ذالك ما صح انه خطب فقال ما بال اقوام يقولون ان رحم رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينفعهم قومه يوم القيمة بلى والله ان رحمی موصولة فى الدنيا والآخرة الحديث۔

ترجمہ۔ اور دلیل پہلی کی یعنی سیادت من حیث النسب کی کہ وہ اشرف انساب ہے آیۃ مباہلہ ہے کہا بعض محققین مفسرین نے اس آیت میں کہ نہیں ہے کوئی دلیل قوی تر اس سے اوپر بزرگی فاطمہ اور علی اور انکے دونوں بیٹوں کی یعنی جب اتری یہ آیت بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پس بغل میں لیا حسین کو اور ہاتھ پکڑا حسن کا اور چلیں فاطمہ پیچھے حضرت کے اور علی پیچھے فاطمہ کے پس معلوم ہوا کہ یہی لوگ ہیں مراد آیت کی اور یہ کہ اولاد فاطمہ کی اور انکی اولاد نام رکھی جاتی ہیں نبی کی اولاد اور نسبت کی جاتی ہیں طرف اس کے نسبت حقیقی نافع دنیاد آخرت میں اور دلالت کرتا ہے اس پر وہ جو صحیح ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا پس فرمایا کیا حال ہے ان قوموں کا کہ کہتے ہیں یہ کہ رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نفع نہ دیگا انکی قوم کو دن قیامت کے ہاں قسم اللہ کی بتحقیق رحم میرا ملا ہوا ہے دنیا و آخرت میں اور بعد چند سطروں کے لکھا ہے والدلیل الثانی اعنی النظر الی السیادة بالتقوی ما صح انہ لما نزل قولہ تعالیٰ وانذر عشیرتک الاقربین دعا جمیع بطون قریش فعم و خص وقال الکل لا اغنی عنکم من اللہ شیئا غیر ان لکم رحما سابلہا ببلالہا و معنی ذالک انہ لا یملک لاحد نفعا ولا ضرا لکن اللہ یملکہ نفع اقاربہ بل امتہ بالشفاعة الخاصة والعامة ترجمہ اور دلیل دوسری یعنی سیادت من حیث التقوی کی وہ روایت صحیح ہے کہ جب اتری آیت وانذر الخ یعنی ڈراؤ اپنے قبیلوں کو بلایا حضرت نے سب قبائل قریش کو پس عام کیا پھر خاص کیا اور فرمایا سب کو نہیں بے پرواہ کرتا ہوں تمکو اللہ سے کچھ سوا اسکے کہ واسطے تمہارے رحم ہے پہنچاؤنگا اسکو بسبب قرابت کے اور معنی من اللہ الخ کے یہ ہیں کہ نہیں مالک ہو تا خود پیغمبر انکے نفع کا یا نقصان کا مگر اللہ مالک کر دیتا ہے نفع اقربا بلکہ ساری امت کا ساتھ شفاعت خاصہ اور عامہ کے ۱۲

قال النجدی الفصل الرابع فی رد الاشراك فی العبادة۔

کہا نجدی نے چوتھی فصل شرک فی العبادۃ کے بیان میں ہے۔

قالوا فسترة فی الفصل الاول بالاعمال التی خصصها اللہ تعالیٰ لتعظیمه وهو تشریع جدید بلا کما مرّ هناك وذکر اشیاء کثیرة منها محرمة ومکروهة کراهة تحریم او تنزیه ومباحة ومستحبة ومسنونة او مختلفة فیها جعل النجدی کلها شرکا من غایة الضلال ثم قال فمن فعل بنبی او ولی شیئا منها صار مشرکا و کافرا بنفس هذه الاعمال ولا خفاء ان هذا القول من النجدی تصریح بالاعتزال والخروج فان من اهل السنة ان رکن الایمان هو التصدیق والاقرار شرط لاجراء الاحکام فی الدنیا ولا دخل للاعمال فی حقیقة الایمان والخلاف فی هذا مع المعتزلة والخوارج مشهور والدلائل مذکورة فی کتب العقائد

کہا علمائے اسلام نے تفسیر کیا نجدی نے شرک فی العبادۃ کو پہلی فصل میں ساتھ اُن کاموں کے کہ خاص کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنی تعظیم کے واسطے اور نجدی نے یہ نئی شریعت بنائی جیسا ہم نے وہاں بیان کیا اور ذکر کیں بہت سی چیزیں کہ بعضے اُن میں سے حرام بعضے مکروہ تحریمی یا تنزیہی بعضے مسنون و مستحب بعضے مختلف فیہ نجدی نے نہایت گمراہی سے سب کو شرک ٹھہرایا پھر کہا کہ جو کوئی نبی ولی سے اُن میں کا کوئی کام کرے مشرک و کافر ہو جاوے گا صرف ان کاموں کے کرنے سے اور ظاہر ہے کہ نجدی کا یہ لکھنا کھل کر کہدینا ہے کہ وہ معتزلی و خارجی ہے کیونکہ اہلسنت و جماعت کے مذہب میں رکن ایمان کا تصدیق ہے اور اقرار شرط ہے دُنیا میں حکم جاری ہونے کا اور اعمال کو ایمان کی حقیقت میں کچھ دخل نہیں اور اس مسئلہ میں خلاف معتزلہ و خوارج کے ساتھ مشہور ہے اور دلیلیں عقائد کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

قال النجدی قال اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ انی لکم نذیر مبین ان لا تعبدوا الا اللہ انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم وقال اللہ تعالیٰ

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور بتحقیق بھیجا ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف کہ میں تمکو ڈرانے والا ہوں کھلا یہ کہ نہ عبادت کرو مگر اللہ کی کہ میں ڈرتا ہوں تمہارے اوپر سخت عذاب سے اور کہا اللہ تعالیٰ نے

لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن ان کنتم ایاه تعبدون فالسجدة ای وضع الجبهة علی الارض لغیر الله شرك مطلقا

مت سجدہ کرو سورج چاند کو اور سجدہ کرو اُس اللہ کو جس نے اُن کو پیدا کیا اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو پس سجدہ یعنی ماتھے کا رکھنا زمین پر غیر اللہ کے واسطے شرک و کفر ہے مطلقاً۔

قالوا هذا مخالف لتصریح جمهور اهل السنة فان الکفر سجدة العبادة ای علی اعتقاد معبودیة المسجود والوهیته و سجدة التحیة کانت جائزة فی الشرائع السابقة وصارت محرمة فی شریعتنا علی الصحیح المختار۔

کہا علمائے اسلام نے یہ جو نجدی نے کہا مخالف ہے اُس کے کہ اہل سنت نے کھل کر کہہ دیا ہے کہ سجدۂ عبادت کفر ہے یعنی جس کو سجدہ کرے اُسے معبود و الٰہ اعتقاد کرے اور سجدۂ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں حرام ہے مذہب صحیح مختار پر۔

فائدہ۔ شاہ عبدالعزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے "پیشانی را بزمین رسانیدن بدو طریق واقع می شود یکے آنکہ برائے ادائے حق عبودیت باشد و ایں قسم در جمیع ادیان و ملل برائے غیر خدا حرام و ممنوع است و ہیچ گاہ جائز نشدہ زیراکہ از محرمات عقلی است و محرمات عقلیہ بہ تبدیل ادیان و ملل متبدل نمی شوند و دلیلش آنکہ ایں نوع تعظیم مشعر بغایت تذلل است و غایت تذلل برائے کسے سزاوار است کہ در غایت عظمت باشد و غایت عظمت آن است کہ ذاتی باشد و عظمت ذاتی خاص بحضرت حق است در ہیچ مخلوق یافتہ نمی شود۔ دوم آنکہ برائے تکریم و تحیۃ باشد مانند سلام و سرخم کردن و ایں معنی باختلاف رسوم و عادات و تبدل ازمنہ و اوقات مختلف است گاہے جائز است و گاہے حرام در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ حضرت یوسف و اخوان شان واقع شدہ کہ خروا لہ سجدا و در شریعت ما این طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام و ممنوع است بدلیل احادیث متواترہ کہ دریں باب وارد شدہ و سجود فرشتگان برائے حضرت آدم علیہ السلام بہمیں طریق بود زیراکہ بسبب تعلیم اسما حضرت آدم علیہ السلام را احسانے و تفوقے بر فرشتگان حاصل شدہ بود و از فرشتگان قبل از پیدائش

ایشان نسبت بایشان سوء ادبی وقوع یافتہ بود برائے مکافات آن احسان و کفارت آن بے ادبی ملائکہ را مامور باین نوع تعظیم و تکریم ساختند"۔

اور مائۃ المسائل میں مولوی اسحاق نے بھی سجدۂ عبادت کو کفر اور سجدۂ تحیۃ کو حرام لکھا ہے۔

قال النجدی ولا یغتر بسجدة الملائکة لآدم ویعقوب لیوسف کما یقوله الجاهل فانه صار منسوخا کالنکاح مع الاخت

کہا نجدی نے اور نہ دھوکا کھایا جائے فرشتوں کے سجدہ سے آدم کو اور یعقوب کے سجدے سے یوسف کو جیسا کہ جاہل کہتے ہیں کیونکہ وہ منسوخ ہو گیا جیسے نکاح بہن سے۔

قالوا ایها الغوی الغبی اما تعرف ان النسخ لا یجری الا فی احکام الحلال والحرام ولا یجری فی الکفر والشرك فانه من المحرمات العقلیة وهی لا تتبدل بتبدل الادیان فلو کان مطلق السجدة کفرا أو شرکا لم یمکن جوازه فی ملة من الملل فلا بد من القول بان تلك السجدات لم تکن سجدة عبادة والقیاس علی النکاح مع الاخت من الجهل الصریح۔

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ بیوقوف کیا تو نہیں جانتا کہ نسخ حلال و حرام ہی کے حکموں کو ہوتا ہے کفر و شرک میں نہیں ہوتا کہ وہ اصل خباثت سے ہیں اور اصلی خباثتیں دینوں کے بدلنے سے بدل نہیں جاتے سو اگر مطلق سجدہ کفر و شرک ہوتا تو کسی ملت میں جائز نہ ہو سکتا تو ضرور ہوا یہ کہنا کہ وہ سجدے سجدۂ عبادت نہ تھے اور بہن کے ساتھ نکاح پر قیاس کرنا کھلی بے وقوفی ہے۔

قال النجدی قال الله تعالی وان المساجد لله فلا تدعوا مع الله احدا وانه لما قام عبد الله یدعوه کادوا یکونون علیه لبدا قل انما ادعوا ربی ولا اشرك به احدا ثبت بهذه الآیة ان القیام ادبا شرك ولکن الله احد ولکن واحد اسم احد

نجدی نے کہا کہ کہا اللہ تعالیٰ نے اور تحقیق مسجدیں اللہ کے واسطے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی اور یہ کہ جب کھڑا ہوا بندہ اللہ کا کہ عبادت کرے اُس کی قریب ہے کہ ہو جاویں اُس پر اکٹھے کہہ کہ میں اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اُس کا شریک نہیں کرتا نجدی نے کہا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا شرک ہے اور ایسے ہی

فان الله تعالى خصص هذه التعظيم لنفسه ـــــ

کسی کو پکارنا اور کسی کے نام کا ورد کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان تعظیموں کو اپنی ذات کے لئے خاص کیا ہے

قالوا ايها الملعون كيف تفترى على الله ليس فى الاية ذكر القيام الا حكاية عن عبد الله فاين انه خصصه الله تعالى لتعظيمه فكيف يكون شركا على اصطلاحك ايضا اما تعرف الفرق بين ذكر الله تعالى حكاية وتخصيصه له والدعاء بمعنى العبادة على التفسير الصحيح المرفوع من رسول الله صلى الله عليه واله وسلم وكافة المفسرين فكيف ثبت كون النداء شركا ولو فرض بمعنى النداء فباى لفظ ثبت كون ورد اسم احد شركا وما قلت فان الله تعالى خصص هذه التعاظيم لنفسه فهو مجرد الدعوى ولا تعلق للاية بما ادعاه كانه ذكره فى السكر۔

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون کیوں افترا کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر آیت میں تو ذکر قیام کا عبد اللہ کی حکایت کی طرح پر ہے جو آیت میں کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی تعظیم کے واسطے خاص کیا پس تیری اصطلاح پر بھی شرک نہیں ہو سکتا کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس میں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بات کو حکایت لیا اور اس میں کہ اس کو خاص کیا اپنے واسطے اور دعا کے معنی عبادت ہیں صحیح تفسیر میں رسول اللہ سے مروی اور جمہور مفسرین سے پس ندا کا شرک ہونا کہاں سے ثابت ہوا اور اگر مان لیا جائے کہ دعا ندا کے معنی میں ہے تو کسی کے نام کے ورد کا شرک ہونا کیونکر ثابت ہوا اور وہ جو تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے خاص کیا ان تعظیموں کو اپنی ذات کے واسطے سو یہ تیرا دعویٰ ہے آیت سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا نشے والوں کا سا کلام ہے۔

قال النجدى قال الله تعالى واذن فى الناس بالحج ياتوك رجالا وعلى كل ضامر ياتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله فى ايام معلومات على ما رزقهم من بهيمة الانعام فكلوا

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور اعلان کر دے لوگوں میں حج کے لئے آویں گے تیرے پاس پیادے اور سوار دُبلے دُبلے اونٹوں پر دُور کی راہ سے کہ پہنچیں فائدوں کے لئے اپنی اور یاد کریں اللہ کا نام مقررہ دنوں میں اس پر کہ دیئے اللہ نے ان کو چارپائے چوپایوں میں سے سو کھاؤ

منها واطعموا البائس الفقير ثم ليقضوا تفثهم وليوفوا نذورهم وليطوفوا بالبيت العتيق فثبت بهذه الاية ان السفر الى قبر محمد ومشاهده ومساجده وآثاره وقبر نبى وولى وسائر الاوثان وكذا الطواف وتعظيم حرمه وترك الصيد والتحرز عن قطع الشجر وغيرها شرك اكبر فان الله تعالى خصص هذه الامور لذاته وانزل هذه الاية لبيانه۔

اس سے اور کھلاؤ بدحال محتاج کو پھر چاہیئے کہ دُور کریں میل اور پوری کریں منتیں اور طواف کریں اس قدیم گھر کا نجدی نے کہا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ سفر کرنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی طرف اور ان کے مشاہد اور مساجد و آثار کی طرف اور کسی نبی ولی کی قبر اور باقی اوثان کی طرف اور ایسے ہی اُس کا طواف اور حرم کی تعظیم اور شکار نہ کرنا درخت نہ کاٹنا اور اس طرح کے کام شرک ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان باتوں کو اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے اور اس آیت کو اُس کے بیان کے واسطے نازل کیا۔

قالوا ايها الشقى الغوى ليس فى الاية الا ذكر انهم ياتوك رجالا وعلى ضامر والامر بالطواف اتعرف كل ذكر وامر تخصيصا وكيف جعلت السفر الى قبر النبى صلى الله عليه واله وسلم الذى ثبت بالاحاديث الصحيحة كونه قربة وسببا للفوز بالدرجات العلى وعمل الصحابة والتابعين وسائر صلحاء الامة شركا ومثل السفر الى الاوثان لعنة الله عليك ما يحرض عليه النبى صلى الله عليه وسلم ويرغب فيه ويبين الاجر الجزيل اعظم الاجور عليه وفعله من تيسر له من

کہا علمائے اسلام نے اے شقی گمراہ آیت میں تو یہی ذکر ہے کہ وہ آویں گے پیادے اور اُونٹنی پر اور حکم ہے طواف کا کیا تو ہر ذکر و حکم کو تخصیص جانتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف سفر کو کہ صحیح حدیثوں سے اُس کا ثواب اور سبب پہنچنے کا بڑے درجوں پر ثابت ہے اور عمل ہے صحابہ اور تابعین اور باقی صلحائے امت کا تو نے کیونکر شرک ٹھیرایا اور مثل سفر کے اوثان کی طرف لعنت خدا کی تجھ پر۔ نبی علیہ السلام جس چیز پر تاکید فرماویں اور اُس پر رغبت دلاویں اور اجر بیان کریں بلکہ سب اجروں سے بڑا اجر اور

زمن الصحابة الی هذا الوقت وتمسهن لم يفعله تجعله شركا وتعده مع الاوثان وكيف جعلت الطواف المختلف فی تحریمه وکراهته واباحته شرکا وكيف جعلت تعظیم حرمه الذی صح فیه الاحادیث واتفق علیه الامة وان اختلفوا فی اجرا حكم الجزاء شركا وافتريت علی الله تعالی بانه ثبت بهذه الآية وخصصه الله تعالی لنفسه مع عدم ذكره ايضا فی الآية فضلا عن تخصیص الله تعالی لنفسه۔

صحابہ سے لیکر اس وقت تک جس کو نصیب ہوا اس نے کیا اور جس کے نصیب نہ ہوا وہ افسوس میں رہا۔ تو اے نجدی اسکو شرک کہتا ہے اور اوثان کے ساتھ گنتا ہے اور طواف کو کہ اس کے حرام اور مکروہ ومباح ہونے میں اختلاف ہے تو کیونکر شرک کہتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کی تعظیم کو کہ اس میں حدیث صحیح موجود اور تمام امت کا اتفاق اگرچہ جزا کا حکم جاری کرنے میں اختلاف ہے تو کیونکر شرک کہتا ہے اور اللہ پر تو نے افترا کیا کہ کہا اس آیت سے ثابت ہوا اور اللہ تعالی نے اپنی ذات کے واسطے خاص کیا ہے باوجودیکہ آیت میں اس کا ذکر بھی نہیں خاص کرنے کا تو کیا خیال ہے۔

فائدہ ۔ شاہ ولی اللہ نے انتباہ میں لکھا ہے کہ "ذکر برائے کشف قبور اول چون بمقبرہ درآید دوگانہ را بر روح آن بزرگوار ادا کند اگر سورۃ فتح یاد باشد در اول رکعت بخواند و در دوم اخلاص والا در ہر رکعت سورۃ اخلاص پنج بار بخواند۔ بعدہ قبلہ را پشت دادہ بنشیند و یکبار آیۃ الکرسی و بعض سورتہا بخواند و ختم کند و تکبیر گوید بعدہ ہفت کرت طواف کند۔ و دران تکبیر بخواند و آغاز از راست کند بعدہ پایان رخسارہ نہد و بیاید نزدیک روئے میت بنشیند و بگوید یارب بست و یکبار بعدہ اول طرف شمال بگوید یا روح و در دل ضرب کند یا روح الروح تا وقتیکہ انشراح یابد این بکند انشاء اللہ تعالی کشف قبور و کشف ارواح حاصل آید۔

قال النجدی قال الله تعالی اوفسقا اهل به لغير الله المراد ما قيل ذبحه الله لنبی او ولی یصیر حراما ونجسا مثل

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالی نے یا فسق کہ حلال کیا گیا اس کو واسطے غیر اللہ کے مراد وہ ہے کہ جس جانور کے حق میں کہا گیا کہ واسطے نبی یا ولی کے ہے وہ جانور حرام اور ناپاک

الخنزير لا ما ذكر اسم غير الله عند ذبحه فان هذا المعنى تحريف للقرآن مخالف لجمهور المفسرين

ہو جاتا ہے جیسے سور نہ یہ کہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جاوے کہ یہ معنی قرآن کی تحریف ہے اور مخالف سب مفسرین کے ہے۔

قالوا هذا المفتری كذاب صرح جمهور المفسرين بما قدره تحريفا فی كلامه تحريفان من شاء فليرجع الی ای تفسير من تفاسير اهل السنة صرح به الامام علی الواحدی قال ابن عباس ما ذبح للاصنام وذكر عليه اسم غير الله وهذا قول جميع المفسرين۔

کہا علمائے اسلام نے یہ مفتری جھوٹا ہے جمہور مفسرین نے تصریح کی اسکی کہ جس کو یہ مفتری تحریف ٹھیراتا ہے اس کے کلام میں دو تحریفیں ہیں جو چاہے جونسی تفسیر کو اہل سنت کی تفسیروں میں سے دیکھ لے بلکہ امام علی واحدی نے صاف لکھ دیا ہے کہ کہا ابن عباس نے معنی یہ کہ ذبح کیا گیا واسطے بتوں کے اور ذکر کیا گیا اس پر نام غیر اللہ کا اور یہ قول تمام مفسرین کا ہے۔

قال النجدی عن معاوية قال قال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوأ مقعده من النار رواه الترمذی ثبت بهذا الحديث ان القيام متمثلا بين يدی احد شرك۔

کہا نجدی نے معاویہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کو خوش آوے یہ کہ اس کیلئے آدمی ہاتھ باندھے کھڑے رہیں سو چاہیئے کہ اپنی جگہ دوزخ میں بنا دے روایت کیا اس کو ترمذی نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کھڑا ہونا کسی کے آگے ہاتھ باندھکر شرک ہے۔

قالوا الوعيد لمن سره تمثل الرجال له قياما فاين فيه ان القيام شرك اما تعرف الفرق فی القيام والسرور علی ان كلمة فليتبوأ مقعده من النار جاء فی الوعيد علی المعاصی غير الكفر فی احاديث كثيرة

کہا علمائے اسلام نے کہ وعید اس کو ہے کہ کھڑا ہونا آدمیوں کا اس کیلئے اُسے خوش آوے حدیث میں یہ کہاں ہے کہ کھڑا ہونا شرک ہے کیا تو نہیں جانتا فرق کھڑے ہونے اور خوش ہونے میں اور یہ کلمہ وعید کا گناہوں پر بغیر کفر کے بہت حدیثوں میں آیا ہے۔

قال النجدی وعن ابی الطفیل ان علیاً اخرج الصحیفة فیها لعن الله من ذبح لغیر الله معناه ان تعیین الحیوان علی اسم احد غیر الله شرک اکبر ویدخل فیه ما یذبحون عند قدوم القادم ولو ذکر اسم الله

کہا نجدی نے ابی الطفیل سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نکالا ایک صحیفہ اُس میں تھا لعنت کی اللہ نے اس پر کہ ذبح کرے واسطے غیر اللہ کے کہ معنی اُس کے یہ ہیں کہ تعیین کرنا جانور کا کسی کے نام پر سوائے خدا کے بڑا شرک ہے اور داخل ہے اس میں وہ جو ذبح کرتے ہیں آنے والے کے آنے پر اگرچہ اللہ کے نام پر ہو۔

قالوا القول بان التعیین معنی الذبح جهل عظیم و مخالفة للسواد الاعظم وما قال یدخل فیه ما یذبح عند القدوم فمحادة مع رسول الله صلی الله علیه وسلم سمی ما صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم شرکا فی صحیح البخاری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لما قدم المدینة نحر جزورا او بقرة وفیه لما قدم ضرارا امر ببقرة فذبحت فاکلوا منها۔

کہا علمائے اسلام نے یہ کہنا کہ تعیین ذبح کے معنی میں بڑا جہل ہے اور خلاف کرنا ہے سواد اعظم سے اور وہ جو کہا کہ داخل ہے اس میں ذبیحہ وقت قدوم کے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑائی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق صحیح ثابت ہے اسکو تو شرک نام رکھا صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گئے مدینہ میں ذبح کی اُونٹنی یا گائے اور اُسی بخاری میں ہے کہ جب آئے ضرار میں حکم کیا پر کہ گائے ذبح کی گئی پس سب نے کھایا اُسے۔

قالوا تم الفصل الرابع النظر وا کیف عد اشیاء کثیرة من الشرک فی العبادة وقال فی الفصل الاول اثبت ما ذکرت کلها بالآیات والاحادیث فی الفصول الآتیة ثم انظروا کم منها ذکرها ولو بلا ثبوت وکم لم یذکرها علی اللسان فضلا عن الاثبات

کہا علمائے اسلام نے تمام ہوئی چوتھی فصل دیکھو کہ فصل اول میں کتنی چیزوں کو شمار کیا شرک فی العبادت میں اور کہا کہ اگلی فصلوں میں جو میں نے لکھا ہے سب کو ثابت کرونگا آیات و احادیث سے اب دیکھو کہ اُن میں سے کتنی ذکر کئے اگرچہ بے ثبوت کے کئے اور کا ذکر بھی زبان پر نہ آیا فضیلت رکھتے ہوئے ثبات قدمی سے

فلیات بآیة دالة ولو بدلالة بعیدة وحدیثا ولو ضعیفا یکون فیه ذکر ضرب الخباء له والرجعة القهقری له وامثال ذالک فضلا عن تخصیص الله تعالیٰ لها لنفسه ولیس هذا اوان التفصیل فان الفتنة قد قربت وعرصة الفرصة ضاقت۔

چاہیئے کہ لاوے کوئی آیۃ کہ جس سے ثابت ہو اگرچہ دلالت بعیدہ سے اور حدیث اگرچہ ضعیف ہو کہ اس میں ذکر ہو اس کا کہ اللہ کے واسطے خیمہ کھڑا کرنا چاہیئے اور اللہ کے واسطے اُلٹے پاؤں چلنا چاہیئے اور مانند اسکے اور یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ خیمہ میرے ہی لئے کھڑا کرو اور کے لئے مت کھڑا کرو۔ اُلٹے پاؤں میرے ہی لئے چلو اور کیلئے مت چلو اس کا کیا مذکور ہے یہ وقت تفصیل سے بیان کرنے کا نہیں ہے کیونکہ فتنہ نزدیک آپہنچا ہے اور میدان فرصت کا تنگ ہوگیا ہے۔

قال النجدی الفصل الخامس فی رد الاشراک فی العادة

کہا نجدی نے پانچویں فصل شرک فی العادت کے رد میں ہے۔

قالوا التشریع جدید ما سمعنا قبل ذالک۔

کہا علمائے اسلام نے کہ یہ نئی شریعت بنائی ہے پہلے سے ہم نے نہیں سُنا۔

قال النجدی قال الله تعالیٰ ان یدعون من دونه الا اناثا وان یدعون الا شیطانا مریدا لعنه الله وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولاضلنهم ولامنینهم ولامرنهم فلیبتکن اذان الانعام ولامرنهم فلیغیرن خلق الله ومن یتخذ الشیطان ولیا من دون الله فقد خسر خسرانا مبینا۔ یعدهم ویمنیهم وما یعدهم الشیطان الا غرورا اولئک ماویهم جهنم ولا یجدون عنها محیصا۔

کہا نجدی نے کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پکارتے سوائے اللہ تعالیٰ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو لعنت کی اُس پر اللہ نے اور کہا اُس نے کہ تحقیق لونگا میں تیرے بندوں سے حصہ اور گمراہ کرونگا اُن کو اور امیدوں میں ڈالونگا اُن کے سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور سکھادونگا اُنکو سو بدل ڈالیں گے اللہ کی خلقت اور جو پکڑیگا شیطانوں کو ولی سوائے اللہ کے وہ صاف ٹوٹے میں پڑا وعدہ دیتا ہے اُنکو شیطان اور خیالات میں ڈالتا ہے اور جو وعدہ دیتا ہے سو محض دغا ہے انکا ٹھکانا دوزخ میں ہے اور نہ پاویں گے اس سے بھاگنے کو جگہ

بین اللہ تعالیٰ بهذه الآية حال مشركي
زماننا حيث يقول واحد ياستي خديجة
وواحد ياستي فاطمة وواحد ياستي
رابعة وواحد ياستي رقية وغير ذالك
وندائهن كنداء الشيطان فانه تخذ
منهم نصيبا مفروضا واضلهم فليبتكن
الآذان اي يجعلونها لهن يقولون هذه
لفلانة وثبت ان جعل الحيوان وجعل
ذبحه وكذا جعل اي شيئ كان نذرا او
صدقة لغير الله وكذا التشريك لغير
الله كان يقول نذرا لله ولرسوله او
صدقة الى الله والى رسوله شرك من
اضلال الشيطان والشيئ المجعول
لغير الله حرام نجس۔

نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اس آیت
سے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا حال کہ کوئی کہتا
ہے اے میری سیدہ خدیجہ اور کوئی کہتا ہے
اے میری سیدہ فاطمہ کوئی یا رابعہ یا رقیہ اور
اور سوائے اسکے اور ان عورتوں کا پکارنا شیطان
کا پکارنا ہے کہ اُس نے لیا ہے اُن میں سے حصہ
اور گمراہ کیا ہے اُنکو اور مقرر کرتے ہیں جانوروں
کو اُنکے واسطے اور کہتے ہیں کہ یہ واسطے فلانے
کے ہے اور ثابت ہُوا کہ مقرر کر دینا جانور کا
اور مقرر کر دینا اسکے ذبح اور ایسی ہی کسی چیز
کا کہ ہو نذر یا صدقہ واسطے غیر اللہ کے اور
ایسے ہی شریک کرنا غیر اللہ کو اس طرح کہ کہے
یہ چیز نذر اللہ اور رسول کی ہے یا صدقہ ہے
طرف اللہ اور طرف رسول کے شرک ہے شیطان
کے گمراہ کرنے سے اور جو چیز کہ مقرر کر دی گئی واسطے غیر خدا کے حرام و نجس ہے۔

قالوا انظروا كيف فسر القرآن برأيه
فان التفسير الصحيح المأثور من الصحابة
الى هذا الوقت ما يعبدون من دون الله
الا الهة فانهم يسمون الهتهم التي
كانوا يعبدونها اناثا يقولون انثى بني
فلان فكيف يكون الآية بيانا لحال
من قال ياستي خديجة ولم يعتقدها
الٰها ولا يعبدها وان كان مجرد نداء

کہا علمائے اسلام نے دیکھو کس طرح تفسیر کیا
نجدی نے قرآن کو اپنی رائے سے تفسیر صحابہ
کے وقت سے اب تک یوں مروی ہے کہ نہیں
عبادت کرتے سوائے اللہ کے مگر انہوں کی کہ
مشرکین اپنے الہوں کو جنکی عبادت کرتے
تھے انثیٰ یعنی مادہ نام رکھتے تھے کہتے تھے انثیٰ
فلانی قوم کا یعنی الٰہ فلانی قوم کا پس آیہ کریمہ
کیونکر ہو سکتا ہے بیان حال اس شخص کا کہ کہا
اُس نے اے میری سردار خدیجہ کہ نہ اعتقاد کیا اُس شخص

الانثى مراد الآية وكان شركا من غير
دخل اعتقاد الوهيتها وعبادتها فاذا
ناديت أمك واختك تكون مشركا لان
الشرك اذا ثبت يعم الحي والميت وما
قال نذرا او صدقة فجسرة عظيمة نعم
النذر لغير الله حرام حيوانا كان المنذور
ام لا واما الصدقة لغير الله فالكلام
فيه سهو وجهل وسفه الم تسمع من
اهل السنة ان الانسان له ان يجعل
ثواب عمله لغيره واستدلوا بما
روى ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم ضحى
بكبشين املحين احدهما عن نفسه والآخر
عن امته ممن اقر بوحدانية الله و
شهد له بالبلاغ جعل تضحية احدى
الشاتين لامته وعلي ضحى بكبشين وقال
احدهما عن علي والآخر عن رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم وقال امرني
بذالك او اوصاني فلا ادعه الم تسمع
ان سعد بن عبادة قال قلت يا رسول
الله ان امي ماتت فاي الصدقة
افضل قال الماء فحفر بئرا وقال هذه
لام سعد الم تسمع ان كعب بن مالك

نے خدیجہ کو الٰہ نہ اسکی عبادت کرتا ہے اور اگر
مطلق پکارنا عورت کا شرک ہوا اور مراد ہو آیۃ کی اور
اُس کے اعتقاد الوہیۃ اور اسکی عبادت کو دخل
نہ ہو تو جب اپنی ماں بہن کو پکارے چاہئے کہ مُشرک
ہو جاوے کیونکہ شرک جب ثابت ہوا زندے
مُردے سب میں ہوگا اور وہ جو نجدی نے کہا کہ
کسی چیز کا نذر یا صدقہ کرنا غیر خدا کے واسطے
شرک ہے سو بڑی ہٹ دھرمی ہے ہاں نذر کرنا
غیر اللہ کیلئے حرام ہے لیکن صدقہ میں کلام کرنا بڑی
بیوقوفی ہے اے نجدی کیا تو نے نہیں سُنا اہلِ سنت
کا مذہب ہے کہ آدمی کو جائز ہے کہ اپنے عمل کا
ثواب دوسرے کو مقرر کر دے اور دلیل لائے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے
ابلق ذبح کئے ایک اپنی طرف سے دوسرا امت
کی طرف سے جو اقرار کرے اللہ کی وحدانیت اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کا ایک
بکری کا قربانی کرنا اپنی امت کے واسطے مقرر کر
دیا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے کہ دو بکری قربانی کی ایک اپنی طرف سے ایک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور کہا کہ
مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کیا ہے
یا وصیت کی ہے نہیں اُسے نہ چھوڑونگا کیا تو
نے نجدی نہیں سُنا کہ سعد نے کہا یا رسول اللہ میری ماں مرگئی سو کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا سعد
نے ایک کنوآں کھودا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے واسطے ہے اے نجدی کیا تو نے نہیں سُنا کہ کعب بن مالک

قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ان من توبتی ان انخلع من مالی
صدقۃ الی اللہ والی رسولہ فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امسک بعض مالک
شف ایہا النجدی کیف سمیت ہذا
شرکا وتدعی الایمان وتحقیق النذر علی
ما فی الفقہ ان النذر الشرعی ای ایجاب
ما لیس بواجب علی نفسہ بان یقول
للہ علی کذا او یقول ان قضی اللہ حاجتی
فعلی کذا مختص باللہ تعالی حرام لغیرہ
بان یقول یا فلان ان قضیت حاجتی فعلی
لک کذا فان المؤثر بالحقیقۃ والمتصرف
فی العالم بالاستقلال لیس الا اللہ والشیئ
المنذور الحلال الطاہر فی ہذا النذر
باق علی حلہ وطہارتہ لا یصیر حراما و
نجسا وان کان النذر حراما فان ہذا النذر
باطل لم ینعقد ولیس لقول الناذر
المبطل فیہ تاثیر وکما یخرج المنذور
فی النذر الصحیح من ملک المالک لا یخرج
فی النذر الباطل بل باق علی ملکہ ویجوز
لہ التصرف فیہ بای وجہ شاء اکل او
انفق وہو کسائر مملوکاتہ ویجوز
اخذہ بطریق الصدقۃ المبتدأۃ و

نے کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے
کہ الگ ہو جاؤں اپنے مال سے اللہ اور اللہ کے رسول
کی طرف صدقہ دیکر سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے کچھ مال اپنا اپنے پاس بھی رکھ لے
دیکھ نجدی اس کو تو نے شرک کہا اور دعویٰ کرتا
ہے ایمان کا نذر کی تحقیق موافق کتب فقہ کے
یوں ہے کہ نذر شرعی یعنی واجب کر لینا اپنے
اوپر اس چیز کا جو واجب نہیں ہے اس طرح
کہ کہے اللہ کے واسطے میرے اوپر یہ واجب
ہے یا کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میری حاجت
بر لائے تو میرے اوپر یہ واجب یہ نذر خاص ہے
اللہ کو دوسرے کیلئے حرام۔ اس طرح کہ کہے یا نبی
یا ولی اگر میری حاجت تو بر لائے گا تو میرے
اوپر تیرے واسطے یہ ہے کیونکہ مؤثر حقیقی اور عالم
میں مستقل تصرف کرنیوالا اللہ ہی ہے۔ دوسرا
نہیں اور کھانا وغیرہ نذر کی گئی چیز جو حلال
پاک ہے اس نذر سے حلال اور پاک رہتی ہے حرام
اور ناپاک نہیں ہو جاتی اگرچہ نذر حرام ہو اس
واسطے کہ یہ نذر باطل ہے نذر ہے ہی نہیں اور نذر
کرنیوالے مبطل کے کہنے سے کچھ تاثیر نہیں ہوتی
اور جیسے نذر کی گئی چیز نذر صحیح میں مالک کے
ملک سے نکل جاتی ہے نذر باطل میں نہیں نکلتی
بلکہ اسی کی ملک رہتی ہے اور اسکو ہر طرح کا
تصرف کھانے کھلانے کا جائز ہے اور سب مملوک چیزوں کے برابر ہے اور نئے صدقہ اور

والہدیۃ المنفصلۃ وان کان النذر
للہ وذکر النبی والولی لبیان المصرف او
طریق التوسل بان یقول یا اللہ ان قضیت
حاجتی اتصدق علی خدام قبر فلان النبی
او الولی او اطعم الفقراء علی بابہ او یقول
یا اللہ ان قضیت حاجتی ببرکۃ فلان
فکذا ای اہدی ثوابہ لہ او یقول یا
نبی اللہ یا ولی اللہ ادع فی قضاء حاجتی
من اللہ ان قضی حاجتی اہدی لک
ثواب صدقۃ کذا فالنذر فی ہذہ الصور
کلہا جائز واما ما یقولون ہذا نذر النبی
ہذا نذر الولی فلیس بنذر شرعی ولا
داخلا فی النہی ولیس فیہ معنی النذر
الشرعی ما یہدی للاکابر یقال لہ فی
العرف نذر فہذا الجاہل لا یعرف
معانی الالفاظ ولا یمیز بین المعانی
اللغویۃ والشرعیۃ والعرفیۃ ویجترئ
فی الدین ویخترع۔

جدید ہدیہ کے طور پر اوروں کو لینا جائز ہے
اور اگر نذر ہو اللہ کی اور نبی ولی کا ذکر واسطے
بیان مصرف کے ہے یا بطریق توسل کے ہے
اس طرح کہ کہے یا اللہ اگر میری حاجت بر لاویگا
تو میں فلانے نبی یا ولی کے مزار کے خادموں کو یہ
دونگا یا کہے یا اللہ اگر میری حاجت بر لاوے گا
فلانے کی برکت سے تو میں فلانی چیز کا ثواب اس
بزرگ کو پہنچاؤنگا۔ یا کہے یا نبی اللہ یا ولی اللہ
اللہ سے میری حاجت بر آنے کی دعا کرو۔ اگر
میری حاجت بر لایا تو تم کو فلانی چیز کا ثواب
پہنچاؤں گا۔ سو ان تینوں صورتوں میں نذر جائز ہے
اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیز نذر ہے پیغمبر کی
یا کسی ولی کی سو یہ نذر شرعی نہیں ہے اور نہ حرام
ہونے میں داخل نہ اس میں نذر شرعی کے جو غیر
خدا کو حرام ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ جو چھوٹے آدمی
بڑے آدمیوں کو دیتے ہیں عرف میں اسکو نذر
کہتے ہیں۔ یہ نجدی جاہل لفظوں کے معنی نہیں
جانتا اور معنی لغوی اور شرعی اور عرفی میں
فرق نہیں کر سکتا اور دین میں جرأت کرتا ہے اور نیا دین نکالتا ہے۔

فائدہ۔ مولوی رفیع الدین نے رسالہ نذور میں لکھا ہے کہ۔

"لفظ نذر کہ اینجا مستعمل می شود نہ بر معنی شرعی است چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش
بزرگان می برند نذر و نیاز میگویند آرے نذر شرعی قسمی ازاں گاہے می باشد و حکم آں نذر این
است کہ اگر بہ تحقیق محض برائے اولیا است حرام است کہ وارد شدہ لا نذر لغیر اللہ

ونیز قضائے حاجت باستقلال از کسی خواستن و او را مالک نفع و ضرر خود اعتقاد کردن
نوعے از شرک است و اگر بصورت است نذر و واقع بریکے از سہ وجہ مباح است وجہ
اول آنکہ خالص برائے خدائے تعالیٰ است و ایشان مصرف محض اند گویا میگوید الٰہی این
مراد من اگر حاصل شود نذر تو بخدام مزار آن صالح رسانم دوم آنکہ ایشان را شفیع سازد گویا
می گوید یا حضرت در جناب الٰہی برائے این مشکل دعا کنید اگر این مراد حاصل شود از طرف تو در جناب
الٰہی برائے این مشکل این قدر طعام یا نقد رسانم تا ثواب آن عائد بشما شود و این معنی جواز
دارد چرا کہ جناب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ را وصیت فرمود
کہ تا زندہ باشی از طرف من قربانی کردہ باش و سعد بن عبادہ را فرمودہ چاہے بنا کن و بگو
ہذہ لام سعد سوم آنکہ آن بزرگ را در جناب الٰہی وسیلہ سازد گویا میگوید الٰہی برکت فلان
بزرگ دیگر عنایات و مہربانی خود کہ برائے تو عمر خود در بندگی و رضا جوئی تو گزرانیدہ اگر مشکل
من آسان کنی این قدر مال برائے تو بدہم و ثواب این تحفہ روح آن بزرگ سازم تا از تبرع و احسان
بآن بزرگ خوشنود شوی و این ہم ہست لہ مذہب حنفیہ است للانسان ان یجعل
ثواب نافلۃ لمن شاء۔"

شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین نام کتاب میں اپنے والد ماجد کے حالی میں لکھا:
"حضرت ایشان می فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد نذر کرد کہ با خدایا اگر این
مشکل بسر آید این قدر مبلغ بحضرت ایشان ہدیہ دہم آن مشکل مندفع شد و آن از خاطر او
رفت بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک بہلاک رسید بہ سبب این امر مشرف شدم
بدست یکے از خادمان گفتہ فرستادم کہ این بیماری بسبب عدم وفائے نذر است۔ اگر
اسپ خود را می خواہی نذرے را کہ در فلان محل التزام نمودہ بفرست شدے نادم شد
و آن نذر فرستاد ہمان ساعت اسپ او شفا یافت۔"

اور بھی اسی کتاب میں ہے ——— "این فقیر از یاران کہ حاضر واقعہ بودند شنیدہ
است کہ حضرت ایشان در قصبہ "ڈاسنہ" بزیارت مخدوم شیخ اللہ دیا رفتہ بودند
و شب ہنگام بود دران محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنند و میگویند کہ چیزے خوردہ

ید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بر یاران غالب آمد آن گاہ زنے برآمد
طبق برنج و شیرینی بر سر و گفت کہ نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہمان ساعت
این طعام پختہ بہ نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا رسانم درین وقت آمد اتفاقاً نذر کردم
ز و کردم کہ کسے آنجا باشد تا تناول کند۔"

اور بھی اسی کتاب میں حضرت میر ابو العلا کے ذکر میں کہ ان کے پیروں میں سے تھے لکھا
ہے ——— "مزار فائض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ متوجہ می بودند
از آن جناب کرامتہا یافتند و فیضہا گرفتند استماع افتاد کہ خانگیان ایشان بسبب
مرضے کہ عارض میر ابو العلا شدہ بود بآن مزار یک روپیہ و یک چادر نیاز فرستادہ بودند
حضرت امیر را اطلاع نبود روزے بآن مزار متوجہ بودند کہ از درون ندا آمد کہ این قدر
خانہ شما نیاز آمدہ است و برائے صحت فرزند شما و خواہش فرزند و دیگر التماس کردہ
اند و آن ملتمس مبذول است۔"

شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشریہ میں لکھا ہے "معنی امامت کہ در اولاد حضرت
امیر باقی ماندہ و یکے مرد دیگرے را وصی آن می ساخت ہمیں قطبیت ارشاد و منجیت
فن ولایت بود و لہذا التزام این امر کافہ خلائق از ائمہ اطہار برائے ہر مرشدے ضروری نہ
شدہ بلکہ یاران چیدہ و مصاحبان برگزیدہ خود را بآن فیض خاص مشرف می ساختند و دیگر
را بقدر استعداد باین دولت می نواختند۔"

اور بعد تھوڑے سے کلام کے لکھا ہے۔ "و نیز ازین سبب کہ حضرت امیر و ذریۃ
طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را وابستہ
بایشان میدانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج و معمول
دیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است و نام شیخین را درین مقدمات کسے
بزبان نمی آرد در فاتحہ و درود و منت و نذر و عرس و مجلس کسے شریک نمی کند
امور تکوینیہ را وابستہ بایشان نمی دانند گو معتقد کمال و فضیلت ایشان باشد بر مثال
انبیاء مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام و حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت عیسیٰ علیہ السلام

زیراکہ کمال ایشان مثل کمال انبیا مبنی بر کثرت تفضیل ہست وکمالات اولیا ہمہ ناشی از وحدت وجمع غیبت اند پس اولیا را مرأت ملاحظہ فعل الٰہی بلکہ صفات او تعالیٰ میتوانند کرد وانبیا ودوارثان کمالات ایشان را غیر از علاقہ عبدیت و رسالت و خادمیت علاقہ دیگر در فہم مردم حاصل نیست ولہذا آنہا را مرأت ملاحظہ او تعالیٰ نمی توانند کرد۔

قال النجدی قال اللّٰہ تعالیٰ وجعلوا للّٰہ مما ذرأ من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھٰذا للّٰہ بزعمھم وھٰذا لشرکائنا فما کان لشرکائھم فلا یصل الی اللّٰہ وما کان للّٰہ فھو یصل الی شرکائھم ساء ما یحکمون ھٰکذا یفعل مشرکو زماننا عیانا فانھم یجعلون شیئا منھا للّٰہ وشیئا للنبی والولی والامام والشریف فیکونون مشرکین بھٰذہ الشنیعۃ۔

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اور ٹھیرایا مشرکوں نے اس سے کہ پیدا کیا کھیتی اور چوپایوں سے حصہ پھر کہا کہ یہ اللہ کے واسطے ہے اپنے گمان میں اور یہ ہمارے شریکوں کے واسطے پس جو انکے شریکوں کا ہے نہیں پہنچتا اللہ کو اور جو اللہ کا ہے انکے شریکوں کو پہنچتا ہے برا حکم کرتے ہیں۔ نجدی نے کہا ایسے ہی کرتے ہیں ہمارے زمانے کے مشرک صریح حجم ہیں کہ وہ مقرر کرتے ہیں کچھ اُس سے واسطے اللہ کے اور کچھ واسطے نبی ولی و امام شریف کے اور اُس بُرے کام سے مشرک ہو جاتے ہیں۔

قالوا ایھا الجاھل ختم اللّٰہ علی قلبک لا تشعر بما یخرج من لسانک فان المشرکین قالوا ھٰذا لشرکائنا والمسلمون یقولون للنبی والولی ھل القول بالنبی والولی ام القول بالشرکاء یستلزم الشرک الم تسمع قول سعد وقول النبی لہ ھٰذہ لام سعد وقول رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ان من البر ان تصلی لھما مع

کہا علمائے اسلام نے اے جاہل اللہ نے تیرے دل پر مہر کر دی ہے جو تیری زبان سے نکلتا ہے اُسکو بھی تو نہیں سمجھتا مشرکوں نے کہا یہ ہمارے شرکا کیلئے ہے اور مسلمان کہتے ہیں نبی ولی کے لئے ہے کیا نبی ولی کہنا اللہ کے شریک کہنا ہے ہو واسطے سے شرک لازم ہوتا ہے کیا تو نے نہیں سُنا سعد صحابی کا کہنا یا فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سعد سے کہ تو کہہ جیسا بعضے روایتوں میں ہے کہ یہ کنواں سعد کی ماں کیواسطے ہے اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ نیکی سے ہے ماں باپ کے

صلوتک وان تصوم لھما مع صومک

واسطے انکے اپنی نماز کے ساتھ اور روزہ رکھے تو واسطے اُن کے اپنے روزے کے ساتھ ہے۔

قال النجدی قال اللّٰہ تعالیٰ قالوا ھٰذہ انعام وحرث حجر لا یطعمھا الا من نشاء بزعمھم وانعام حرمت ظھورھا وانعام لا یذکرون اسم اللّٰہ علیھا افتراء علیہ سیجزیھم بما کانوا یفترون ھٰذا بیان ما علیہ الناس فی زماننا فانھم یخصصون الآکلین فی نذورھم وصدقاتھم ویحجرون بعضا کما لا یطعمون طعام الصدقۃ للحداد لغیر من ھو فی سلسلۃ ارادتہ ویخصصونہ لمریدیہ وما یجعلونہ للعیدروس یخصصونہ لاولادہ ویجعلون بعض الانعام لغیر اللّٰہ ویقولون ھٰذہ لمحمد وھٰذہ لعلی ولا یذکرون اسم اللّٰہ علیھا ولا یقولون ھو للّٰہ

کہا نجدی نے کہا اللہ تعالیٰ نے کہا مشرکوں نے کہ یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے نہ کھائے اُسکو مگر وہ کہ جس کو ہم چاہیں اپنے گمان میں اور چوپائے ہیں کہ سواری اُن پر حرام ہے اور چوپائے ہیں کہ اللہ کا نام نہیں لیتے اُن پر افترا ہے جزا دے گا اُن کو افترا کی نجدی نے کہا یہ بیان ہے اُس کا کہ ہمارے زمانے کے آدمیوں میں ہے کہ خاص کرتے ہیں کھانے والوں کو اپنی نذر وصدقہ میں اور بعضوں کو نہیں دیتے جیسے کہ حداد کی نیاز کا کھانا سوائے اُن کے مریدوں کے کسی کو نہیں دیتے اور عیدروس کی نیاز سوائے اُنکی اولاد کے اور بعضے چوپائے ٹھیرا دیتے ہیں غیر اللہ کو اور کہتے ہیں یہ محمد کے واسطے ہے یہ علی کے واسطے اور اللہ کا نام اُس پر نہیں ذکر کرتے اور یہ نہیں کہتے کہ وہ اللہ کے واسطے ہے۔

قالوا یا ایھا الجاھل معنی الآیۃ ان المشرکین قالوا ھٰذہ اشارۃ الی ما جعلوا لآلھتھم انعام وحرث حجر ای حرام لا یطعمھا الا من نشاء یعنی خدم الاوثان والرجال دون النساء وانعام حرمت ظھورھا یعنی البحائر وامثالھا لا یذکرون اسم اللّٰہ علیھا فی الذبح وانما یذکرون اسماء آلھتھم افتراء علیہ بان اللّٰہ امرھم۔

کہا علمائے اسلام نے معنی آیت کے یہ ہیں کہ مشرکوں نے کہا اُس چیز کو کہ ٹھیرایا انہوں نے اپنے الٰہوں کیلئے یہ چوپائے اور کھیتی حرام ہے بتوں کے خادم اور مرد کھاویں عورتیں نہ کھاویں اور بحیرہ وغیرہ کی پیٹھ حرام ہے اُن پر ذبح میں اللہ کا نام نہیں لیتے بلکہ اپنے آلہہ کا نام لیتے ہیں اللہ پر افترا کرتے ہیں کہ اُس نے اُنکو یہ حکم کیا ہے

بذلك سيجزيهم بما كانوا يفترون فكيف يكون بيانا لحال من لم يعتقد الانبياء والاولياء آلهة ولم يجعل الانعام والحرث لآلهتهم ولم يقولوا ان الله حرمها ويذكرون اسم الله عليها في الذبح اما تخصيص الآكلين في النذور وفي الصدقات فباختيار الناذر والمتصدق والصدقة للميت تبلغه وتنفعه ويسر به فاكل محبه ومنتسبه يكون سببا لمزيد سروره فالتخصيص لهذا السبب او لغيره من غير ان يقال انه حكم الله تعالى لا يدخل في حكم الآية الم تسمع ما قالت عائشة ما غرت على احد من نساء النبي صلى الله عليه وآله وسلم ما غرت على خديجة وما رايتها قط ولكن كان يكثر ذكرها وربما ذبح شاة ثم يقطعها اعضاء ثم يبعثها في صدائق خديجة اخرجه الشيخان۔

اللہ انکے افترا کی جزا دیگا پھر یہ آیۃ کیونکر بیان ہو انکے حال کا کہ انبیاء اولیا کو خدا نہیں جانتے اور چوپایوں اور کھیتی کو واسطے اپنے آلہوں کے نہیں ٹھیراتے اور نہیں کہتے کہ اللہ نے انکو حرام کیا ہے اور ذبح میں اللہ کا نام لیتے ہیں اور یہ جو کھانے والوں کی تخصیص کرتے ہیں سو وہ تخصیص نذروں اور صدقوں میں نذر کرنے والے کے اور صدقہ کرنے والے کے اختیار میں ہے اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے اور اس کو نفع کرتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے سو اس کے دوستوں کا اور علاقہ داروں کا کھانا اسکی زیادہ خوشی کا سبب ہوتا ہے اس سبب سے یا کسی اور سبب سے تخصیص کرنا ہے اس کے کہ کہیں کہ اللہ نے حکم کیا ہے آیۃ کریمہ کے حکم میں داخل نہیں ہے کیا تو نے نہیں سُنا جو کہا عائشہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیوں میں سے کسی پر مجھے ایسا رشک نہیں آیا جیسا خدیجہ پر میں نے انکو دیکھا نہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو بہت یاد کیا کرتے تھے اور اکثر تھا کہ ذبح کرتے بکری اور اُسکے بند بند جدا کرتے اور خدیجہ کے صدائق میں بھیج دیتے بخاری ومسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

فائدہ۔ مولوی رفیع الدین نے رسالہ نذور مزارات اولیا میں لکھا ہے۔

"قسم دیگر آنکہ حاکم یا زمیندار برائے صلہ وبرائے روح میت وبرائے خوشنودی ورضائے او بیکے علی التعیین بدہد ویا بطریق سالانہ وفصلانہ بنام آن مقرر سازد این قسم نیز جائز است

بنابر حمل بر آنکہ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از طعام ولحم نزد صدائق حضرت خدیجہ می فرستادند"

اور بھی مولوی رفیع الدین سے استفتا اس باب میں ہے۔

سوال۔ تخصیص ماکولات در فاتحہ بزرگان مثل کھچڑا در فاتحہ امام حسین وتوشہ در فاتحہ شیخ عبدالحق وغیر ذالک وہمچنان تخصیص خورندگان چہ حکم دارد

جواب۔ فاتحہ وطعام کہ بے شبہ از مستحسنات است وتخصیص کہ فعل مخصص بہت باختیار اوست کہ باعث منع نمی تواند شد واین تخصیصات از قسم عرف وعادت اند کہ بمصالح خاصہ ومناسبت خفیہ ابتدا بظہور آمدہ رفتہ رفتہ شیوع یافتہ ودر حق کھچڑا صاحب در مختار وصاحب قنیہ ودیگر فقہا تصریح نمودہ اند وتخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذبح جانور وتقسیم گوشت آن را بصدائق خدیجہ کہ بطریق صحیح ثابت است واللہ اعلم بالصواب۔

قال النجدي عن ابن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول من حلف بغير الله فقد اشرك انظروا كيف صرح النبي بشرك من حلف بغير الله فكيف نقول بايمان من يقول بابي وامي وابيه وبالنبي والولي فالحالف لهم مشرك كالحالف باللات والعزى۔

کہا نجدی نے ابن عمر سے روایت ہے کہ کہا میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے تھے جو قسم کھاوے غیر اللہ کی سو مشرک ہو گیا نجدی نے کہا دیکھو کیسے کھول کر کہہ دیا نبی نے کہ قسم کھانے والا غیر اللہ کی مشرک ہے پھر ہم کیونکر کہیں مومن اُس کو کہ قسم کھاتا ہے اپنے ماں باپ کی یا دوسرے کے باپ کی اور نبی و ولی کی سو اُنکی قسم کھانے والا مشرک ہے جیسے قسم کھانے والا لات وعزی کی۔

قالوا ايها الملعون كيف لا تقول وقد قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لفظ وابيه ومعنى الحديث من حلف بغير الله على اعتقاده الغير الٰها في

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون تو کیونکر باپ کی قسم کھانے والے کو مومن نہ کہے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام میں باپ کی قسم موجود ہے اور حدیث کے معنی یہ ہیں کہ جو قسم کھاوے غیر اللہ کی اُس غیر کو الٰہ اعتقاد کر کر

المسئلة تفصيل ان حلف لغير الله على الاعتقاد يكفر وعلى المودة ليس يكفر ولكن لا يخلو عن المعصية وعلى العادة لا كفر ولا معصية وقد خرج من بعض الصحابة بحضرته صلى الله عليه وآله وسلم ولم ينكر عليه۔

اور مسئلہ میں تفصیل ہے اگر قسم کھاوے غیر کی اللہ اعتقاد کر کر وہ کفر ہے اور دوستی کی راہ سے غیر کی قسم کھاوے سو کفر نہیں لیکن گناہ سے خالی نہیں ہے اور بطریق عادت کے نہ کفر ہے نہ گناہ ہے اور بعضے یاروں کی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو قسم غیر کی نکلی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہیں کیا۔

قال النجدی عن جبیر بن مطعم قال اتى رسول الله اعرابی فقال جهدت الانفس وجاع العيال وهلكت الاموال فاستسق الله لنا فانا نستشفع بك على الله ونستشفع بالله عليك فقال النبی سبحان الله سبحان الله حتى عرف ذلك في وجوه اصحابه فقال ويحك انه لا يستشفع بالله على احد شان الله اعظم من ذالك ويحك اتدری ما الله ان عرشه على سمواته هكذا وقال باصابعه مثل القبة عليه وانه ليئط اطيط الابل بالراكب اخرجه ابوداؤد انظروا كيف تغير حال النبی باستماع قول الاعرابی انا نستشفع بالله عليك ولا يبالون مشركو زماننا شركياتهم وكفرياتهم يقولون يا محمد اغثنی لله ۔۔۔۔۔۔

کہا نجدی نے جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک اعرابی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ سختی میں پڑ گئیں جانیں اور بھوکے ہیں لڑکے بالے اور ہلاک ہو گئے مال سو مینہ مانگو اللہ سے ہمارے لئے کیونکہ ہم تمکو شفیع لاتے ہیں اللہ کے آگے اور اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے پیغمبر خدا نے فرمایا اللہ پاک ہے اللہ پاک ہے یہاں تک کہ اثر اس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یاروں کے چہرہ میں معلوم ہوا پھر فرمایا کہ کیا بیوقوف ہے تو، اللہ کو کسی کے آگے شفیع نہیں لاتے اللہ کی شان بہت بڑی ہے تو اللہ کو جانتا ہے کہ کیا ہے تحقیق اللہ کا عرش آسمانوں پر ہے اس طرح اور بتلایا اپنی انگلیوں سے کہ گنبد کی طرح ہے اور وہ چرچر بولتا ہے جیسے اونٹ کا پالان سواری سے روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے دیکھو کیسا متغیر ہو گیا حال پیغمبر کا اعرابی کی بات سے کہ اُسنے کہا ہم اللہ کو شفیع لاتے ہیں تمہارے آگے اور ہمارے زمانے کے مشرک اپنے شرکیات وکفریات سے نہیں ڈرتے اور کہتے ہیں اے محمد اللہ کے واسطے میری فریاد رسی کرو

يا علی ادركنی لله يا عبد القادر اعطنی لله۔

اے علی اللہ کے واسطے میری خبر لو اے عبد القادر اللہ کے واسطے کچھ مجھے دو۔

قالوا الم تسمع قوله صلى الله عليه وآله وسلم من احب لله وابغض لله واعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان وقوله صلى الله عليه وآله وسلم من استعاذ بالله فاعيذوه ومن سال بالله فاعطوه الا ترى الفرق بين نستشفع بالله عليك وبين اعطى لله۔

کہا علمائے اسلام نے کیا تو نے نہیں سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جو دوستی کرے اللہ کے واسطے اور عطا کرے اللہ کے واسطے و منع کرے اللہ کے واسطے اس نے پورا کیا ایمان اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ جو پناہ مانگے اللہ کے واسطے اُسے پناہ دو اور جو سوال کرے اللہ کے واسطے اُسے دو اے نجدی کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس کہنے میں کہ ہم اللہ کو شفیع لاتے تیرے آگے اور اس کہنے میں کہ کچھ دے ہمکو اللہ کے واسطے حال یہ کہ فرق بہت کھلا ہے۔ پہلی بات پر خفا ہوئے اور دوسری بات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہیں نجدی بے دین بے عقل نے دوسرے کو پہلے میں ملا دیا۔

قال النجدی عن ثابت بن الضحاك قال نذر رجل في عهد رسول الله ان ينحر ابلا ببوانة فاتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاخبره فقال رسول الله هل كان فيه وثن من اوثان الجاهلية تعبد قالوا لا قال فهل كان فيها عيد من اعيادهم قالوا لا فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر في معصية الله اخرجه ابوداؤد فثبت بهذا الحديث ان النذر الصحيح الذی هو لله يصير

کہا نجدی نے ثابت بن ضحاک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نذر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کہ ذبح کرے اونٹ ایک جگہ میں کہ اُس کا نام بوانہ تھا پھر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور آپ کو خبر دی فرمایا کہ کیا تھا اُس میں کوئی بت کفر کے وقت کا کہ پوجا جاتا ہے لوگوں نے کہا نہیں فرمایا کہ وہاں کوئی میلہ کافروں کا تھا لوگوں نے کہا نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنی نذر پوری کر کیونکہ وہ نذریں پوری کرنا نہ چاہیئے کہ اللہ کی معصیت میں ہوں روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحیح نذر جو اللہ کے واسطے ہو مکان کے مقرر کرنے سے

بتعيين المكان معصية وشركا۔

معصیت و شرک ہو جاتی ہے۔

قالوا ايها الاعمى كيف تقول وتذكر قوله صلى الله عليه وآله وسلم اوف بنذرك وقد جاء بطريق آخر ان امرأة قالت يا رسول الله انى نذرت ان اضرب على راسك الدف قال اوفي بنذرك قالت نذرت ان اذبح بمكان كذا وكذا مكان يذبح فيه اهل الجاهلية قال هل كان بذلك وثن من اوثان الجاهلية تعبد قالت لا قال هل كان فيه عيد من اعيادهم قالت لا قال اوفي بنذرك۔

کہا علمائے اسلام نے اے اندھے تو کیونکر کہتا ہے کہ نذر میں مکان کے مقرر کرنے سے گناہ و شرک ہو جاتی ہے باوجودیکہ خود ذکر کرتا جاتا ہے فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اپنی نذر پوری کرو اور تحقیق دوسری روایت میں آیا ہے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میں نے نذر کی ہے کہ آپ کے سر پر دف بجاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کر اس نے کہا میں نے نذر کی ہے کہ فلانے مکان میں جہاں اگلے کافر ذبح کیا کرتے تھے وہاں جانور ذبح کروں آپ نے پوچھا کہ وہاں کوئی بت ہے کافروں کا کہ پوجا کیا جاتا ہے۔ عورت نے کہا نہیں فرمایا کہ وہاں کوئی کافروں کا میلہ ہے عورت نے کہا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اپنی نذر پوری کر۔

قال النجدي عن قيس ابن سعد قال اتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فقلت يا رسول الله انت احق ان يسجد لك فقال ارأيت لو مررت بقبري اكنت تسجد له فقلت لا فقال لا تفعلوا اخرجه ابو داؤد انظروا اعتذر النبي صلى الله عليه وآله وسلم بمنع السجود لكونه رمة في قبره۔

کہا نجدی نے قیس بن سعد نے کہا کہ میں شہر حیرہ میں گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے بادشاہ کو سجدہ کرتے تھے میں نے کہا یا رسول اللہ آپ بہت لائق اس کے ہیں کہ سجدہ کیا جائے آپ کو فرمایا بھلا کیا دیکھتا تو اگر میری قبر پر گذرے کیا سجدہ کرے اس کو میں نے کہا نہیں فرمایا مت کرو روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے۔ دیکھو عذر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کی منع سے اپنی مٹی ہو جانے کی قبر میں۔

فائدہ - صاحب تقویۃ الایمان نے اس مطلب کو اس طرح ادا کیا یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں[1]۔

[1] انصاف دو یا حضرات تم پر بتائیے کہ یہ حدیث شریف کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ ایسی جسارت سے خدا کی پناہ ۱۲۔ شرف قادری۔

قالوا ايها الملعون كيف عبرت عن لفظ قبري بكونه رمة في قبره وافتريت على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكيف اجترأت عليه الم تسمع ما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء ونبي الله حي يرزق۔

کہا علمائے اسلام نے اے ملعون کیونکر تو نے میری قبر کے معنی کہے کہ میں مٹی ہو جانے والا ہوں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا کیا اور کیونکر جرأت کی اس پر کیا تو نے نہیں سنا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک اللہ نے حرام کیا زمین پر یہ کہ کھاوے پیغمبروں کے بدنوں کو اور پیغمبر اللہ کے زندہ ہیں اور رزق دئے جاتے ہیں۔

قال النجدي عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يقولن احدكم عبدي وامتي كلكم عباد الله وكل نسائكم اماء الله ولا يقل العبد سيدي مولاي فان مولاكم الله انظروا كيف نهى النبي من ان يقول احد لمملوك احد انه عبده فكيف حال المشركين الكاذبين الذين يسمون ابناءهم عبد الرسول وعبد النبي۔

کہا نجدی نے ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز نہ کہے کوئی تم میں سے میرا عبد میرے بندے تم سب اللہ کے بندے ہو اور عورتیں تمہاری اللہ کی بندی ہیں۔ اور غلام اپنے مالک کو نہ کہے میرا مولا کہ مولا سب کا اللہ ہی ہے۔ نجدی نے کہا دیکھو کیسے منع کیا پیغمبر نے اس بات سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اس کا عبد ہے سو پھر کیا حال ہے جھوٹے مشرکوں کا کہ اپنے بیٹوں کا عبد الرسول اور عبد النبی نام رکھتے ہیں۔

قالوا كيف تفترى على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وتقول نهى من ان يقول احد لمملوك احد انه عبده اما تعرف الفرق بين ما قلت وبين ما قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لا يقولن احدكم عبدي فانه من باب تعليم التهذيب لا من التحريم والتشريك

کہا علمائے اسلام نے اے نجدی کیسا افترا کرتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور کہتا ہے کہ منع کیا پیغمبر نے اس سے کہ کوئی کسی کے مملوک کو کہے کہ اس کا بندہ ہے کیا تو فرق نہیں سمجھتا اس میں جو تو نے پیغمبر پر افترا کیا اور اس میں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی تم میں کا عبدی نہ کہے یعنی میرا بندہ یہ اس میں کہاں ہے کہ کوئی کسی کے مملوک کو نہ کہے کہ اس کا بندہ ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تہذیب اخلاق کی

الا تعلم ان اطلاق العبد والامة شايع في الكتاب والسنة يا ايها الملعون لا تعلم معاني الالفاظ ولا المحاورات ولا الحقيقة والمجاز وتقول ما تقول اسمع قد سمى رسول الله صلى الله عليه واله وسلم محب الدراهم والدينار عبد الدرهم وعبد الدينار ويقال لمن احسن عليه احد انه عبده الم تسمع الانسان عبد الاحسان ويقال للمحكوم انه عبد عصاه ايها الشقي كيف سميت في خطبة صحيفتك هذه اباك بالمولى وكيف خرجت من الشرك۔

کہ مالک اپنے غلام کو یوں نہ کہا کرے میرا غلام میرا غلام میری باندی میری باندی کہ یہ بد خلقی ہے نہ یہ کہ حرام و شرک ہے کیا تو نہیں جانتا کہ عبد و امۃ کا استعمال کتاب و سنت میں بھرا ہوا ہے۔ اے ملعون نہ تو لفظوں کے معنی جانتا ہے نہ محاورے نہ حقیقت و مجاز اور جو چاہتا ہے بکتا ہے کیا تو نے نہیں سنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درہم و دینار کے دوست کو عبد الدرہم عبد الدینار نام رکھا اور جس پر کوئی احسان کرتا ہے اسکو محاورے میں کہتے ہیں اُس کا بندہ ہے کیا تو نے نہیں سنا مثل مشہور ہے کہ آدمی بندہ احسان کا ہے اور محکوم کو کہتے ہیں کہ اُس کے عصا کا بندہ ہے۔ اے شقی اس رسالے کے خطبہ میں اپنے باپ کو کس طرح تو نے مولے کہا اور تو شرک سے کس طرح بچا۔

قال النجدي عن مطرف بن عبد الله قال انطلقت في وفد بني عامر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلنا انت سيدنا فقال السيد هو الله فقلنا افضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولكم او بعض قولكم ولا يسخر منكم الشيطان۔

کہا نجدی نے مطرف نے نقل کیا کہ میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر کے پاس آیا ہم نے کہا کہ تم سردار ہو ہمارے فرمایا سردار اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہو ہمارے بزرگی میں اور بڑے ہو مرتبے میں فرمایا کہ یہ کہو یا اس کا تھوڑا اور شیطان تم سے تمسخر نہ کرے۔

فائدہ۔ مولوی اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان میں، اس حدیث کے بعد ظاہراً اُس ضرورت سے کہ اُن کے پیر بنائے ہوئے سید احمد صاحب مشہور تھے، لکھا ہے کہ۔

" سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو اس معنی کر اللہ کے سوائے کوئی سردار نہیں ہے دوسری یہ کہ اوروں سے امتیاز رکھتا ہو

اس معنی کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا ہر عالم اپنے شاگردوں کا۔ یہ خلاصہ ہے تقویۃ الایمان کا۔ اگرچہ سید احمد صاحب کا سید ہونا بن گیا مگر سارے اور جھوٹے دعوے ان توحید سے بگڑ گئے۔ کیا عبد کے دو معنی نہیں ہیں۔ اگر سچے ہیں تو کیوں نہیں کہدیتے کہ ایک معنی کر درست اور ایک معنی کر نادرست۔

شاہ ولی اللہ نے انفاس العارفین میں شیخ احمد قشاشی کے حال میں لکھا ہے۔

" شیخ احمد قشاشی وے پسر محمد بن یونس القشاشی الملقب بہ عبد النبی ابن الشیخ احمد الدجانی است و دجانہ بہ تخفیف جیم قریہ ایست از قرای بیت المقدس شیخ احمد دجانی از آنجا است بسیار بزرگ بود شیخ عبد الوہاب در طبقات ترجمہ وے نوشتہ کہ شیخ یونس را عبد النبی ازان گویند کہ در زمان رابرد گرمی تا در مسجد نشینند و بر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صلوٰۃ فرستند "

قالوا هذا راجع الى الخصوص فان اطلاق السيد على غير الله في القرآن والحديث كثير۔

کہا علمائے اسلام نے یہ رجوع کرتا ہے طرف خصوص کے یعنی ایک معنی خاص کر منع فرمایا۔ اس قوم خاص کو منع فرمایا کیونکہ سوا اللہ کو سید بولنا قرآن و حدیث میں بہت ہے۔

قال النجدي عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ان البيت الذي فيه الصور لا تدخله الملائكة ۔ رواه البخاري۔

کہا نجدی نے عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا کہ جن گھر میں صورتیں ہوتی ہیں اُس میں فرشتے نہیں جاتے۔ (بخاری)

قالوا من جهة الحرمة لا من جهة الشرك فان الملك لا يدخل بيتا فيه كلب

کہا علمائے اسلام نے یہ حرام ہونے کی جہت سے ہے نہ شرک کی راہ سے کیونکہ فرشتہ اُس گھر میں بھی نہیں جاتا جس میں کتا ہوتا ہے۔

قال النجدي عن عمر قال قال رسول الله لا تطروني كما اطرت النصارى عيسى ابن مريم ....

کہا نجدی نے عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہا کہ حد سے مت بڑھاؤ مجھ کو جیسا بڑھایا نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو

فانما انا عبده ورسوله اخرجه البخاری ومسلم وعن انس قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی انزلنی الله تعالی انا محمد بن عبد الله وعبده ورسوله ثبت بهذا الحدیث منع مدح محمد بغیر لفظ عبد الله ورسوله فکیف مشرکو زماننا یبالغون فی مدحه نظماً ونثراً بل ادون من محمد ولا یبالون الشرک ـــــــ

نہیں ہوں میں مگر اللہ کا بندہ اور اس کا رسول بخاری و مسلم نے اس حدیث کو روایت کیا اور انس سے ہے کہ کہا پیغمبر نے میں نہیں چاہتا کہ بلند کرو تم مجھ کو میرے اس مرتبے سے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دیا ہے ۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ۔ نجدی نے کہا ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ محمد کی مدح سوائے لفظ عبد اللہ اور رسول اللہ کے منع ہے ۔ پھر کیا حال ہے ہمارے زمانے کے مشرکوں کا کہ محمد کی مدح میں مبالغہ کرتے ہیں نظم و نثر میں بلکہ محمد سے کم لوگوں کی اور شرک سے نہیں ڈرتے ۔

قالوا ایها الغوی هل رأیت احداً قال لمحمد صلی الله علیه وآله وسلم من مادحه انه ابن الله حتی سمیتهم مشرکین والنهی انما هو عن الرفع فوق منزلته وکل ما قیل فی مدحه صلی الله علیه وآله وسلم لا یؤدی من منزلته شیئاً فکیف الرفع لکن لا تعرف ایها الملعون منزلته صلی الله علیه وآله وسلم ولا معنی اللفظین اللذین حکمت بالقصر علیهما اعنی عبده ورسوله ولو عرفت لما جعلت مدحه شرکا شیئ من معنی عبده ما قال الله تعالی ان عبادی لیس لک علیهم سلطن وقال الله تعالی

کہا علمائے اسلام نے اے گمراہ تو نے دیکھا کہ کسی نے مدح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن اللہ کہا کہ تو نے مدحوں کو مشرک کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرتبے سے اوپر بڑھانے کو منع فرمایا ہے اور جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح میں کہا گیا ہے آپ کے مرتبے کا بیان کچھ ادا نہیں ہوا مرتبے سے بڑھانے کا تو کیا مذکور ہے اے ملعون تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ نہیں جانتا اور ان دونوں لفظوں کے جن پر تو نے حکم قصر کرنے کا کیا یعنی عبدہ ورسولہ ان کے معنے بھی نہیں جانتا ۔ اگر جانتا تو مدح کو شرک نہ کہتا ۔ عبدہ کے معنی سے تھوڑا اشارہ ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا شیطان سے کہ تجھ کو میرے بندوں پر غلبہ نہیں ہے ۔ اور فرمایا اللہ تعالے نے نفس مطمئنہ سے

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ومرتبة الرسالة تشتمل سائر کمالات الانسان حتی خلافة الرحمن ۔

کہ داخل ہو میرے بندوں میں حاصل یہ کہ خصوصیت اللہ کے بندہ ہونے کی بہت بڑا مرتبہ ہے عام بندہ ہونے سے جدا سب ادنیٰ کافر مسلمان اللہ کے بندے ہیں اور وہ جو خاص اللہ کا بندہ ہوتا ہے وہ اور کچھ ہے کہ عوام میں نہیں ہے اور مرتبہ رسالت کا سارے کمالات انسان کو شامل ہے یہاں تک کہ اللہ کی خلافت کو ۔

قال النجدی هذا آخر ما اوردنا فی باب الشرک ههنا وفیه کفایة ومن شاء زیادة تفصیل فلیرجع الی کتابنا الکبیر والفصول ورسائل مفردة فی مسئلة لاهل ملتنا من الموحدین وکل ما ذکرنا من افراد الاقسام الاربعة شرک اکبر یجب نهی عنه والقتال علیه حلاً وحرماً کما قاتل محمد اهل مکة فان مشرکی زمانه کانوا اخف شرکاً من مومنی هذا الزمان لان اولئك کانوا یخلصون لله فی الشدائد وهؤلاء یدعون نبیهم ومشائخهم فی الشدائد ولا تغتر بشیوع اقسام الشرک فی الحجاز فان اصل الشرک کان فی آبائهم فرجعوا الی دین آبائهم کما نص علیه النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی حدیث مسلم عن عائشة واما سائر المعاصی فیجب فیها اجراء الحدود والتعزیرات کما ورد فی الشرع خلا البدعات فانها تبع للشرک الاکبر

کہا نجدی نے یہ آخر اس کا ہے کہ ہم لائے باب شرک میں اس جگہ اور اس میں کفایت ہے اور جو چاہے زیادہ تفصیل سو دیکھے ہماری بڑی کتاب توحید کو اور کتاب فصول التوحید کو اور ایک ایک مسئلہ میں جدا جدا رسالے ہیں ہماری ملت کے موحدین کے اور جو ہم نے ذکر کیا چاروں قسم شرک کے فردوں کا سب شرک اکبر ہے منع کرنا اس سے واجب ہے اور قتال کرنا اس پر حل و حرم میں جیسے قتال کیا محمد نے اہل مکہ سے کیونکہ محمد کے زمانے کے مشرک شرک میں ہلکے تھے اس زمانے کے مومنوں سے کہ وہ سختیوں میں اللہ سے اخلاص کرتے تھے اور یہ لوگ سختیوں میں اپنے پیغمبروں اور پیروں کو پکارتے ہیں اور حجاز میں جو شرک کے اقسام پھیل رہے ہیں اس سے دھوکا نہ کھایا چاہیئے کیونکہ اصل شرک ان کے باپوں میں تھا سو انہوں نے اپنے دین کی طرف رجوع کیا جیسا کہ پیغمبر نے صاف کہہ دیا ہے مسلم کی حدیث میں عائشہ سے اور باقی گناہوں میں حد اور تعزیر جاری کرنا واجب ہے جیسا شرع میں آیا ہے سوائے بدعتوں کے کہ وہ شرک کے تابع ہیں اور اس باب کے پیچھے ......

يتلو هذا الباب باب البدعة۔

قالوا ثم النظر الى الباب الاول فحان العصر وقامت الصلوٰة فقاموا والنقش لاحمد الباعلوي واللفظ الكثرة للشيخ عبد الرسول وعقيل بن يحيى العلوي والبعض للشيخ عبد الملك وحسين المغربي ولما فرغوا من الصلوٰة رجعوا ورجعوا الى النظر الى الباب الثاني فاذا طائفة من مظلومي الطائف دخلوا المسجد الحرام وانتشر ما جرى عليهم من ايدي الكفرة واشتهر انهم لاحقون من اهل الحرم وعامدون لقتلهم فاضطرب الناس كانها قامت الساعة فاجتمع العلماء حول المنبر وصعد الخطيب ابو حامد عليه وقرأ عليهم الصحيفة الملعونة النجدية وما نقشت من الفاظ العلماء في ردها وقال ايها العلماء والقضاة والمفاتي سمعتم مقالهم وعلمتم عقائدهم فما تقولون فيهم فاجمع كافة العلماء والقضاة والمفاتي على المذاهب الاربعة من اهل مكة المشرفة وسائر بلاد الاسلام الذين جاؤا للحج وكانوا جالسين في منتظرين لدخول البيت عاشر المحرم وحكموا بكفرهم وبانه يجب

آتی ہے باب بدعت کی۔

تمام ہوئی نظر پہلے باب میں اور عصر کا وقت آگیا اور نماز قائم ہوئی سب کھڑے ہو گئے اور خط احمد باعلوی کا ہے اور عبارت اکثر شیخ عبد الرسول اور عقیل بن یحییٰ علوی کی ہے اور کچھ شیخ عبد الملک اور حسین مغربی کی جب نماز سے فارغ ہوئے پھرے اور دوسرے باب کی طرف متوجہ ہوئے کہ ایک گروہ طائف کا ظلم رسیدہ مسجد الحرام میں آگیا اور جو ان پر کافروں کے ہاتھ سے گذرا ظاہر ہو گیا اور مشہور ہوا کہ وہ اب آتے ہیں اور اہل حرم کے لوٹ وقتل کا ارادہ رکھتے ہیں سب آدمی مضطرب ہو گئے گویا کہ قیامت آگئی سب عالم اکٹھے ہوئے منبر کے گرد اور خطیب ابو حامد منبر پر چڑھے اور نجدیہ کا رسالہ سب کو سنایا اور جو ہیں نے علماء مکہ کی عبارات اس کے رد میں لکھی تھی پڑھی اور کہا اے عالمو اور قاضیو اور مفتیو تم نے سنیں ان کی باتیں اور ان کے عقائد معلوم کئے انکے حق میں کیا کہتے ہو سب عالموں اور قاضیوں اور مفتیوں نے چاروں مذہب کے اہل مکہ سے اور سب اسلام کے شہروں سے جو حج کو آئے تھے اور داخلہ کے انتظار میں مکہ میں تھے اجماع کیا اور حکم کیا ان کے کفر کا اور یہ کہ

على امير مكة الخروج لدفعهم من الحرم ويجب على المسلمين معاونته ومشاركته فمن تخلف بلا عذر يكون آثما ومن قاتلهم يصير مجاهدا ومن قتل من ايديهم يكون شهيدا فانعقد الاجماع بلا اختلاف على كلمة واحدة وكتب الفتوى وختم نجوا تيم كلهم فصلوا المغرب وذهبوا بها بعد الصلوٰة الى الشريف امير مكة المعظمة واتفق كل من بمكة على قتالهم واتباع امير مكة في الجهاد عليهم والخروج بكرة من حد الحرم الى جهتهم واشتغل كل من في استعداده اللهم انصرنا على القوم الكافرين ه اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين۔

کہ امیر مکہ پر واجب ہے ان کا دور کرنا حرم سے اور مسلمانوں پر واجب ہے امیر کی مدد اور شرکت سے جو بے عذر رہ جائیگا گنہگار ہوگا جو ان سے لڑیگا وہ غازی ہوگا اور جو انکے ہاتھ سے مارا جائیگا شہید ہوگا پس اجماع منعقد ہوا بلا خلاف اس ایک بات پر اور فتوی لکھا گیا اور سب کی مہریں ہو گئیں نماز مغرب کی پڑھ کر اس فتوی کو شریف کے پاس لے گئے اور جو مسلمان مکہ میں تھے سب ان سے لڑنے پر متفق ہوئے اور اتفاق کیا کہ ان پر جہاد میں امیر مکہ کے تابع ہیں اور صبح کو حد حرم سے نکل کر انکے طرف کو اور ہر ایک سامان تیار کرنے میں مشغول ہوا۔ اے اللہ نصرت دے ہمکو قوم کافر پر اور آخر دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں کہ پالنے والا سب عالم کا ہے۔

خاتمہ نجدیہ کے مکائد میں

جزئی مکائد نجدیہ کے بے شمار ہیں مگر اصل کلی سب مکائد کی کہ وہی بنا ہے اس مذہب کی مغالطہ دہی اور فریب تحریف لفظی و معنوی ہے آیات و احادیث و روایات میں مولوی اسمٰعیل نے آیات و احادیث نقل کر کے تحریف معنوی کو ایسا نجدی کے موافق برتا کہ کسی نے سارے بدمذہبوں میں سے ایسا نہیں کیا تھا کہ اول سے آخر تک ایک آیت کو اسکے معنی صحیح پر جو موافق تفسیر ماثور کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ و تابعین وجمہور مفسرین سے نہ چھوڑا۔ الا ماشاء اللہ اور ہر جگہ ایسے فائدہ و استنباط لکھے کہ اس آیت و حدیث سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتے بلکہ بعض جگہ جو خود ترجمہ کیا وہی

ترجمہ اُس کے فائدہ کو بیفائدہ ٹھہراتا ہے کہ یہ بات دوسری بات سے خوب ظاہر ہوگئی کہ وہ پیرو ہوئے اُس کتاب توحید کے کہ چاروں مذہبوں کے عالموں نے عرب میں اجماع کیا اس کے رد پر اور بھی اسی باب سے ظاہر ہے کہ مولوی اسمٰعیل مخالف ہیں اپنے استادوں کے یعنے مولوی عبدالعزیز و مولوی رفیع الدین وغیرہ کے کہ مولوی اسمٰعیل کے طریقہ پر یعنی تقویۃ الایمان کی رُو سے وہ سب تا صحابہ کافر و مشرک ہوئے جاتے ہیں اور عمدہ لوگوں نے شاہ صاحب کے خاندان سے جیسے مولوی موسیٰ صاحب مرحوم اور مولوی مخصوص اللہ صاحب، مولوی رفیع الدین صاحب کے صاحبزادے اور مولوی رشید الدین خان صاحب شاگرد رشید اور مولوی فضل حق صاحب وغیرہ کافہ معتمدین و مستندین نے مولوی اسمٰعیل کے رد و برد تکفیر و تضلیل کی در تعدد تحریریں کیں اور اُن سے کچھ جواب بن نہ آیا۔

جب مولوی اسحٰق اس طریق کے امام بنے طریق اسمٰعیلیہ سے بہت تنزل کیا یعنی جن باتوں کو کہ مولوی اسمٰعیل نے مطلقاً شرک و کفر لکھا مولوی اسحٰق نے اُن میں سے کسی کو مکروہ کسی کو حرام کسی کو مختلف فیہ لکھا کسی میں تفصیل کے واسطے تالیف و التیام کے اور بھی اس سبب سے کہ بسبب جانشینی شاہ صاحب کے پہلا طریقہ صریح اُسکے خلاف تھا۔ ایک مرتبہ مخالفت کا ظاہر کرنا خلاف مصلحت تھی کہ سبب ہے وحشت عام خلقت کا ایسی مصلحتوں سے آہستہ آہستہ تنزل کیا اور قوت علم و فہم بھی چنداں نہ رکھتے تھے۔ مگر ایک بات میں مولوی اسمٰعیل سے بھی بڑھ گئے مولوی اسمٰعیل صرف تحریف معنوی کے امیر المحرفین تھے۔ مولوی اسحٰق تحریف لفظی اور تحریف معنوی دونوں کے بادشاہ ہوگئے اور تحریف لفظی کی جتنی قسمیں ہیں ایک نہ چھوڑی کہ اس کے اقسام بھی یہی ہیں کہیں عبارت میں سے کچھ دور کرنا کہیں بڑھا دینا کہیں قول مردود کی نقل پر کفایت کرنا یعنی کسی کتاب میں ایک بات نقل کر کے رد کی ہے سو حوالہ دینا اُسی بات پر مردود کا کہ فلانی کتاب میں یوں لکھا ہے۔ کہیں نام لے دینا کتاب کا کہ اس میں یوں ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے سو یہ سب قسمیں اُن کے کلام میں موجود اور بھی ایک کتاب میں کچھ لکھا دوسرے میں کچھ۔ کل بساط دو کتابیں تصنیف کیں، مائۃ المسائل اور اربعین المسائل

اور اُن دونوں میں اختلاف بلکہ ایک ہی کتاب میں ایک جگہ کچھ دوسری جگہ کچھ اور کیوں نہ ہو نہ دیانت ہے کہ ایسے بد کاموں سے رُوکے نہ علم ہے کہ تحقیق ہو سکے۔ اور جاہلوں کا بہکانا مقدم اب ہر ہر قسم کی تحریف و تصریف کی ایک ایک مثال لکھی جاتی ہے۔

پہلی مثال

تحریف معنوی کی پہلے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ شرک در شریک گردانیدن غیر خدا بخدا در الوہیت یا در استحقاق عبادت است انتہی شرح عقاید للنسفی الاشراک ھو اثبات الشریک فی الالوھیۃ بمعنی وجوب الوجود کما للمجوس او بمعنی استحقاق العبادۃ کما لعبدۃ الاصنام۔ دیکھو کہ آپ ہی اپنے دعوے پر سند لائے حال آنکہ وہ اُس کے صاف مخالف ہے سند میں استحقاق عبادت معنی الوہیۃ کہے ہیں اور یہ دعویٰ میں قسیم و مقابل الوہیۃ کے یہ کمال جرأت ہے یا منتہائے جہالت۔

دوسری مثال

عبارت زیج میں سے کم کر ڈالنے کی تئیسویں سوال کے جواب میں نقل کی عبارت مرقاۃ کی، انما حرم اتخاذ المساجد علیہا لان فی الصلوٰۃ فیہا استنانا بسنۃ الیھود ویدل علیہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ الیھود والنصاری الذین اتخذوا قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد انتہی اور اصل عبارت مرقات میں یوں ہے۔

قال ابن الملک انما حرم اتخاذ المساجد علیہا لان فی الصلوٰۃ فیہا استنانا بسنۃ الیھود انتہی وقید علیہا یفید ان اتخاذ المساجد بجنبہا لا باس بہ ویدل علیہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ الیھود والنصاری الذین اتخذوا قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد۔ دیکھو کہ فقرہ جو مضر تھا اپنے دعوے کا اور اصل جواب تھا سوال کا اسکو زیج میں سے اڑا دیا اور انتہی لکھ دیا۔

تیسری مثال

عبارت زیج میں بڑھا دینے کی اٹھائیسویں سوال کے جواب میں لکھا ہے فمن شاء فلینظر الی ترجمۃ الشیخ وعبارتہ ھکذا اوا ما استمداد باہل قبور در غیر نبی یا غیر انبیاء صلوات اللہ علیہم منکر شدہ اند آنرا بسیاری از فقہا

گویند نیست در زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار وقائل گشتہ اند بآن بعضے از ایشان وظاہر است کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع وادراک میت اند قائل بجواز اند وآنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند ونیست صورت استمداد مگر ہمین کہ محتاج طلب کند وحاجت خود را از جناب الٰہی بتوسل بروحانیت بندۂ مقرب درگاہ والا گو بیخداوندا ببرکت این بندہ کہ تو رحمت واکرام کردۂ وے را برآوندہ گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندۂ مقرب مکرم را کہ اے بندہ خدا فلانے ولی وے شفاعت کن ومراد بخواہ از خدا تعالیٰ مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بندہ درمیان مگر وسیلہ وقادر ومعطی ومسئول پروردگار است تعالیٰ شانہٗ انتہیٰ

حال یہ کہ شیخ نے ترجمہ میں اس بحث کو اول باب زیارت القبور میں لکھ کر وعدہ کیا تفصیل کا کتاب الجہاد پر اور کتاب الجہاد میں خوب مفصل لکھا۔ صاحب مائۃ المسائل نے کچھ عبارت اول اور کچھ عبارت آخر کی لے کر بیچ میں ایک فقرہ اپنی طرف سے بڑھا دیا۔ وہ فقرہ یہ ہے۔ "وظاہر آن ست کہ از فقہا آنانکہ قائل بسمع وادراک میت اند قائل بجواز اند وآنانکہ منکر اند آنرا این را نیز انکار کنند" یہ فقرہ دونوں مقاموں میں نہیں ہے اور مردود ہونا قول اسحاقی کا کلام شیخ سے بخوبی ظاہر ہے۔

چوتھی مثال

قول مردود پر اکتفا کرنے کی سترہویں سوال کے جواب میں لکھا ہے۔ وفی شرح مشکوٰۃ لملا علی قاری ذہب بعض العلماء الی الاستدلال علی المنع فی الرحلۃ لزیارۃ المشاہد وقبور العلماء والصالحین، انتہیٰ، حال یہ ہے کہ مرقات میں یہ عبارت احیاء سے منقول ہے اور اس کے آگے بلا فصل مذکور ہے۔

وما بین لی ان الامر لیس کذلک بل الزیارۃ مامور بہا بخبر کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروہا والحدیث انما ورد نہیا عن الشد لغیر الثلثۃ من المساجد لتماثلہا بل لا بلد الا فیہا مساجد فلا حاجۃ للرحلۃ الی مسجد اخر واما المشاہد فلا تتساوی لان برکۃ زیارتہا علی قدر درجاتہم عند اللہ ثم لیت شعری ہل یمنع ہذا القائل من شد الرحل لقبور الانبیاء والاولیاء

وفی معناہم فلا یبعد ان یکون ذالک من اغراض الرحلۃ کما ان زیارۃ العلماء فی الحیوٰۃ من المقاصد انتہیٰ۔

پانچویں مثال

نہ سمجھنا نقل کا اصل میں اربعین کے پانچویں سوال کے جواب میں لکھا۔ دفن کردن آنحضرت در زمین مستحب است۔ کذا فی الطیبی شرح المشکوٰۃ۔ حال یہ کہ کہتے ہیں کہ طیبی میں یہ مذکور نہیں ہے۔

چھٹی مثال

دونوں کتابوں میں اختلاف کی مائۃ مسائل میں بائیسویں سوال کے جواب میں استمداد کو مختلف فیہ لکھا غیر انبیا میں اربعین کے چالیسویں سوال کے جواب میں لکھا۔ "حق آنست کہ انکار فقہا عام است از آنکہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشان ہمہ جائز نیست۔

ساتویں مثال

ایک کتاب میں اختلاف کی مائۃ مسائل میں تیئسویں سوال کے جواب میں گورستان میں مسجد بنانے کے حرام ہونے کی دلیل لائے والمتخذین علیہا المساجد اور آپ ہی انتالیسویں سوال کے جواب میں لکھتے ہیں ــــ در ترجمہ شیخ عبدالحق تحت این حدیث مرقوم است ولعنت کردہ است رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسانے را کہ میگیرند قبور را مسجد یعنی سجدہ برندگان بجانب قبور بقصد تعظیم چنانکہ گذشت۔

یہ چند باتیں بطور نمونہ لکھ دیں یہی انکا شعار ہے کہ اور جگہ بتفصیل بیان ہو چکا ہے۔

تمت

ملنے کا پتہ

مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری فردوس ٹیز مریدکے (شیخوپورہ)
جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور
مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال۔ جہلم۔
رضوی کتب خانہ نزد جلال الدین ہسپتال۔ اردو بازار لاہور۔

مکتوب گرامی فاضل یگانہ حضرت مولینا حکیم برکات احمد ٹونکی

قدس سرہ العزیز حامداً و مصلیاً و مسلماً

جمیع اہل اسلام پہ مخفی نہ رہے کہ یہ فقیر ابتدا میں علماء دیوبند سے بدعقیدگی کا خیال رکھ کر بالکل مخالف تھا مگر عرصہ تین سال کا ہوتا ہے جبکہ جناب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی کلکتہ تشریف لائے تو میں نے ان سے علم غیب اور بعض عقائد کے متعلق چند سوالات کئے جوابات سے ان کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے مطابق پایا اور خود بھی دیوبند جا کر اس امر کی تحقیق کرنے کی کوشش کی لیکن کسی طرح مجھ پر ان کی خلاف عقیدگی ثابت نہیں ہوئی اس لئے میں قریب تین سال سے ان کی تعریف و توصیف کرتا رہا اب عرصہ ڈیڑھ ماہ کا ہوتا ہے کہ پھر علماء دیوبند کی تشریف آوری کا شہرہ ہوا چند حضرات میرے پاس تشریف لائے اور علمائے دیوبند کی تصنیفات بھی لیتے آئے مجھ کو تشریح کے ساتھ پڑھ کر سنایا جس کے سننے اور دیکھنے سے شک پیدا ہو گیا کہ علماء دیوبند ناحق پر ہیں اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بالکل حق پر ہیں اور جو ان کے عقائد کی نسبت کہا جاتا ہے صریحاً بہتان ہے۔ پھر بھی مجھ کو ان کی طرف سے اطمینان کلی نہیں ہوا تھا کہ اتفاقاً ایک دن ہم اور جناب منشی محمد لعل خاں صاحب و جناب حاجی یوسف و ملا علی رضا صاحب و جناب محمد شفیع صاحب سیکرٹری انجمن قاسم المعارف و جناب احمد حسین صاحب آلو والے بجناب حاجی اسمٰعیل صاحب بنشہ والے کے مکان پر گئے۔ وہاں مولوی احمد الدین صاحب دہلوی و صاحب خانہ موجود تھے۔ ان کل حضرات کے سامنے مناظرہ کی بات چھڑی۔ اور یہ قرار پایا کہ ایک محقق شخص جس کو طرفین کے لوگ بلا مبالغہ منصف ٹھہرائیں تجویز کرنا چاہئے۔ اس پر جناب حاجی یوسف صاحب نے یہ فرمایا کہ مولانا برکات احمد صاحب ٹونکی کیسے ہیں۔ فوراً جناب مولانا مولوی احمد الدین صاحب دہلوی نے یہ فرمایا جزاک اللہ وہ نہایت عالم باعمل متقی صوفی حنفی ہیں۔ آپ کے علم و فضل میں بھلا کس کو کلام ہے بلکہ اور ایک معتمد علماء دیوبند سے بھی دریافت کیا۔ انہوں نے بھی ان کی تصدیق کی اس

کے بعد میں نے اپنے خیالات کو مستحکم کرنے کی غرض سے جناب مولانا برکات احمد صاحب کے پاس ایک خط اس مضمون کا لکھا تھا کہ میں اردو زبان سے پوری واقفیت نہیں رکھتا۔ آپ اس بات کا اطمینان دلا دیں کہ علماء دیوبند کے عقائد کیسے ہیں جس کا جواب انہوں نے بعنایت فرمایا جو درج ذیل ہے۔ اب ناظرین اس کی عبارت سے خود انصاف کر لیں گے کہ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر۔ آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اپنے عقائد کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں ظاہر کروں گا۔

العبد المذنب فقیر الی اللہ احمد موسیٰ المنوفی

امام مسجد ناخدا اسٹریٹ کلکتہ

نقل مکتوب ۱

تمام خوبیوں کا مستحق اللہ ہے جو دونوں جہان کا پروردگار ہے۔ اور درود و سلام ہو تمام رسولوں کے سردار پر اور اُن کے آل و اصحاب اور ازواج پر۔ حمد و نعت کے بعد آپ کا بزرگ خط اور گرامی نامہ علماء دیوبند کی پرسش احوال کے متعلق وارد ہوا چونکہ آپ کو مجھ پر وثوق ہے اور آپ نے اس بارے میں مجھ کو امین بنایا ہے۔ تو میرا فرض ہے کہ میں ان کے بارے میں سچ بات کہوں۔ اور جو کچھ مجھ سے پوچھا گیا ہے اس میں حق سے تجاوز نہ کروں۔ تو میں کہتا ہوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے۔ اور اسی پر توکل ہے اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ وہ لوگ علماء اہل سنت و جماعت مذہب ہیں۔ ہمارے امام ابو حنیفہ قدس سرہ کے پیرو ہیں۔ انہیں کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور انہیں کے اصول و فروع پر فرعیات میں عمل کرتے ہیں لیکن وہ بعض عقائد میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کے تابع ہیں۔ اور اُس کے آثار کے پیرو۔ اور علماء دیوبند وہ کہتے ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا اور اُس میں تعصب رکھتے ہیں اور اپنی کوشش صرف کرتے ہیں اُس کے اقوال کے صحیح کرنے میں اور اُس نے واللہ اُسے معاف کرے بعض ایسے عقائد گڑھے جو عقائد اہل سنت و جماعت سے نہیں۔ اُن میں سے بعض یہ ہیں کہ اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصانوں والا ہونا ممکن ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا تو اُس نے جائز مانا کہ

ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹی بات بولے نہ بر طریق نقل و حکایت کے اسلئے کہ یہ محال نہیں
کیونکہ تمامی قرآن شریف اس سے بھرا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے کافروں کی باتوں کو نقل
فرمایا ہے بلکہ اس نے جائز مانا کہ اللہ تعالیٰ ایسی خبر دے جو واقع میں جھوٹی ہو۔ اور اپنی
کتابوں میں اس مسئلہ پر یہ دلیل پیش کی کہ آدمی جھوٹ بول سکتا ہے تو اگر خدا جھوٹ نہ
بول سکے تو بندہ کی قدرت کا خدا کی قدرت سے زیادہ ہونا لازم آئیگا اور یہ اسکی بات
فحش غلطی ہے جس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر برائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا موصوف
ہونا جائز ہو اور یہ ممکن ذاتی ہو تو اس کے واقع ہونے کے فرض سے محال نہ لازم آئے
باوجودیکہ پناہ بخدا اس سے لازم آتا ہے باطل ہونا اللہ کے اس قول من اصدق
من اللہ قیلا وغیرہ کا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کا اس امر پر اتفاق
ہے کہ اللہ تعالیٰ کا برائیوں اور نقصان کی صفتوں کے ساتھ موصوف ہونا محال بالذات
ہے اور جو محال لذاتہ ہو وہ کبھی ممکن بالذات ہو نہیں سکتا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ جھوٹ
بولنا یا خوبی ہے یا برائی۔ اگر اچھی صفت ہے تو ضرور ہے کہ اللہ بالفعل جھوٹا ہو کیونکہ
اللہ تعالیٰ کا جملہ صفات کمالیہ والا ہونا ضروری ہے۔ اور اس کیلئے ذات باری
علت تامہ ہے تو پناہ بخدا بالفعل جھوٹا ہوگا۔ اور اگر بری بات ہے تو وہ محال
بالذات ہے۔ ممکن ہو نہیں سکتا۔ چوتھی دلیل یہ ہے کہ زیادتی ایک ایسی چیز ہے جو برابری
کے بعد ہوگی تو اگر بندہ کی قدرت تمامی مقدورات الٰہی پر ہو اور زیادتی یہ کہ وہ
کذب پر بھی قادر ہے جو باری تعالیٰ میں موجود نہیں۔ تو یقیناً زیادتی لازم آئیگی اور
جب ایسا نہیں تو زیادتی بھی نہیں۔ کیا نہیں جانتے کہ زیادتی ہو نہیں سکتی جبتک کہ برابری
نہ ہو اور جب برابری نہیں تو زیادتی کہاں اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے اور جبکہ
اس قائل نے اس عقیدہ کو گڑھا اس سے پچھلے علماء دیوبند و سہارنپور مولوی رشید احمد
گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی و مولوی اشرف علی تھانوی نے اسی کا اتباع کیا اور
یہ سب لوگ اس کے قول کو صحیح کرنے پر جھک پڑے اور اس بارے میں رسائل لکھے جیسے

محمود حسن دیوبندی نے اس مسئلہ میں ایک مستقل رسالہ لکھا جس کا نام جہد المقل رکھا اور
لکھی جو کچھ کہ لکھا اور ان کے اگلے اس عقیدہ کو چھپاتے اور اس میں بحث سے پرہیز کرتے تھے
لیکن ان کے پچھلے اس زمانہ والوں نے اس میں بہت شغب کیا اور تلبیس و تدلیس میں کوئی کسر
اٹھا نہ رکھی اور حضور پرنور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ میں اس قسم کی تفریطی
جس سے مسلمانوں کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر اس کی خبر چاہتے ہو تو ان کی کتابیں دیکھو
اور بعض ان سے وہ جو اس قائل اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ میں لکھا جس کا نام "تقویۃ الایمان"
رکھا اور اس میں تمامی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بہت کمی کی ہے۔ اور
ان کی شان میں وہ بات کہی جو اس لائق نہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان والا
میں کہی جائے اور اس کے۔ معاصرین خصوصاً ہمارے استاذ الاستاد خاتم الحکماء والمتکلمین
جناب مولانا محمد فضل حق صاحب خیرآبادی نے بہت ہی بلیغ رد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں
بہتر جزا دے۔ اور بعض ان میں سے وصف خاتمیت محمدی کے اشتراک کا ممکن ہونا ہے
تو اس نے مثل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصف خاتمیت میں جائز مانے ہیں اور اس کا
بھی رد علامہ موصوف نے کیا ہے جو چھپ گیا ہے اور وہ ایک مستقل اور بڑی کتاب ہے۔ اور
بعض ان میں سے یہ کہ اس نے مسئلہ شفاعت میں ایک نئی بات نکالی اور امر شفاعت
میں وہ کہا جو عقائد اہل سنت و جماعت سے کوسوں دور ہے۔ اگر تجھے اطلاع منظور ہے تو
اس کیلئے فریقین کی کتاب دیکھ اور یہ لوگ جو اس زمانہ میں موجود ہیں وہ ہلاک ہو گئے اس کی
پیروی میں اور یہ لوگ اس کے قائل ہوئے جو اس نے کہا اور ہر روز مناظروں میں ایسی باتیں
بکتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ خلاصہ یہ کہ ادب کی رسی اس کی گردنوں
میں نہیں اور نہ یہ لوگ آداب شرعیہ کے ساتھ متمسک ہیں۔ بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے
نکلتی ہیں وہ جھوٹ ہی بولتے ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ یہ سب لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب
نجدی کے پیرو ہیں اور یہ وہی کہتے ہیں جو اس نے کہا اور آپ لوگ اس کے افعال و اقوال
سے واقف ہیں اور اس کا رد کیا ہے شیخ دحلان مکی نے اپنے رسالہ میں جو چھپکر شائع بھی ہو
گیا ہے۔ محصل یہ ہے کہ یہ لوگ عقائد میں محمد بن عبدالوہاب کے پیرو ہیں اور ان کی عادت

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء عظام کے حق میں اُن کی شان کے لائق و ادب کے نہیں اور اُن کا دعوےٰ شرک و بدعت سے بچنا ہے۔ اور دعویٰ اُن کا اچھا ہے لیکن اُنہوں نے یہ سمجھا کہ شرک انبیاء اور اولیاء کی تعظیم اور اُن کے قبور پر حاضر ہونا اور اُن کے آثار کے ساتھ برکت لینا اور اُن تک شدِ رحال کرنا اور اُن کے ساتھ توسل کرنا ہے اور بہت تبرّی کرتے ہیں اس بات سے کہ انبیاء و اولیاء کے لئے وہ بات ثابت ہو جس سے اُن کی تعظیم نکلتی ہے، و اُن کا خیال یہ ہے کہ یہ ایک قسم کا شرک ہے اور اُنہوں نے اپنا نام محمدی اور موحد رکھا ہے باوجود کہ باری تعالیٰ کا قبائح اور عیوب اور برائیوں والا ہونا ممکن جانتے ہیں۔ اللہ کی شان برتر ہے۔ اس سے جو ظالم لوگ کہتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت و معراج کو بدعت ضلالت جانتے ہیں یہ وہ ہے جو مجھے اُن کے اقوال و افعال سے معلوم ہے۔ اے میرے دوست میں اُنہیں نہیں دوست رکھتا ہوں۔ نہ اُن کے عقائد کو دوست رکھتا ہوں۔ اور نہ یہ جانتا ہوں کہ وہ لوگ اس عقیدے میں حق پر ہیں، نہ سلف صالح کے طریقہ پر اور اُن کے عقیدے جو ہم نے ذکر کئے یہ باطل عقیدے ہیں۔ ہمارے مشائخ کرام کے عقیدوں کے خلاف ہے اور میں اسے پسند نہیں کرتا کہ میں اُن سے اُلجھوں اور اُن سے مناظرہ کروں، کیونکہ اس زمانہ میں مناظرہ گالی گلوچ کرنا اور ایک دوسرے کو کافر بنانا ہے اور اسی طرح میں اُن سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم غیب مخصوص بذات الٰہی مانتے ہیں اور بہت ہی زیادتی کرتے ہیں، اولیاء کرام کی شان میں اور سجدہ کرتے ہیں اور طواف کرتے ہیں اور مزاروں کو بوسہ دیتے ہیں اور وہ باتیں کرتے ہیں جو خلاف سنت ہیں اور ملاہی اور مزامیر سننے میں مشغول ہوتے ہیں اور عرسوں میں بدمذہبوں اور اہل ہوا کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ہاں صرف قبروں پر موافق سنت حاضر ہونا اور انکے ساتھ برکت ڈھونڈھنا اور اللہ سے دعا میں اُن کا وسیلہ پکڑنا میں اُسے جائز سمجھتا اور برکت لینا اور توسل کرتا ہوں، اور میں دوست رکھتا ہوں اور خدا سے تمنا ہے کہ مجھے اُن کے طریقہ پر زندہ رکھے اور اُن کی محبت میں مارے اور اُن کے دوستوں کے گروہ میں اُٹھائے اور میرا خاتمہ اور

انجام بخیر کرے۔ اُن کی برکت سے۔ یہ وہ ہے جو میرے نزدیک ہے۔ ع

ولِلنّاس فیما یعشقون مذاہب

اور تم پر سلام۔ امیدوار دعا ابو برکات احمد البہاری العظیم آبادی وطناً و الٹونکی نزیلاً و الحنفی مذہباً و الچشتی الصابری مشرباً و الخیرآبادی تلمیذاً عفا اللہ عنہ۔

۳۔ جمادی الاخر ۱۳۳۲ھ ہجری۔

المشتہر

منشی محمد لعل خان عفی اللہ عنہ نمبر ۶۵ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ

اکابر علماء کی آراء

حضرات! بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے میرا فرض ہے کہ میں اپنے اُن بھولے بھالے بھائیوں کو اُس فریب دہی کے جال سے آگاہ کر دوں جو اُن کیلئے ایک چالاک صیاد نے نمائشی دانے ڈال کر بچھا رکھا ہے۔ جس میں پھنس کر عذاب آخرت کا سزاوار ہونا لابدی ہے جس میں اُلجھ کر راحت ابدی سے محروم رہنا لازمی ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ ایسے شخص کو کیا کہا جائے جس کی قابلیت کا اظہار جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدگوئی ہو، جس کی معلومات کا انحصار آنجناب پاک کی بُرائیاں ہو، جس کے قلم کا زور حضور سرورِ کائنات کے اعتراضات پر ختم ہو، جس کے خیالات میں جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا علم معاذ اللہ شیطان کے علم سے گھٹا ہو، مسلمانو تم کو لازم ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ اور جس گروہ میں ایسے افراد ہوں اس کے سایہ سے بچو۔ ایسے لوگوں کی لمبی چوڑی دھواں دھار تقریر یا تحریر پر نہ آؤ۔ میری تحریر کا منشا کوئی خاص عناد اس گروہ سے نہیں ہے۔ میرے ان چند سطور کا مقصد کوئی ذاتی عداوت اس جماعت سے نہیں ہے۔ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں اور آئندہ لکھونگا۔ اس سے غرض ہمیشہ یہی ہوگی کہ عوام الناس سیدھے سادھے مسلمان ان کے دام سے بچتے رہیں، اب میں آگے چل کر اُس اشتہار کی نقل کرتا ہوں جو علماء فرنگی محل لکھنؤ نے اس

اس جماعت کے بارے میں شائع کیا ہے اور اُس خط کی بھی نقل کرتا ہوں جو مکہ معظمہ سے
جناب مولانا مولوی **مشتاق احمد** صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ نے بنام
منشی حاجی **محمد لعل خان** صاحب ارسال فرمایا ہے۔ اور جس میں اس گروہ کی صاف
صاف لفظوں میں اُنہوں نے تکفیر کی ہے۔ علاوہ اس کے میرے پاس بہت سے
سارٹیفکٹ حضرات دیوبند کے نام ایسے موجود ہیں جن میں علمائے ہند و عرب
نے ان کا سارا کچا چٹھا کر دیا ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ اُن کو وقتاً فوقتاً شائع
کر کے عوام پر ظاہر کر دونگا کہ یہ حضرات فریب اور مکاری میں کس قدر دست گاہ
رکھتے ہیں۔

نقل مضمون

از اشتہار علمائے فرنگی محل لکھنو

ان کے بعد مرتبہ اُن وہابیوں کا ہے جو غیر مقلد ہیں۔ یہ ائمہ کو برا بھلا کہتے ہیں اور
انبیاء کی توہین کرتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ سے بغض و کینہ رکھتے ہیں اور اُن کی بے حرمتی کرتے
ہیں۔ انہیں کے قریب وہ وہابی ہیں جو تقلید تو کرتے ہیں مگر عقائد میں وہابیہ کے موافق
ہیں۔ ان کی علامت سے یہ ہے کہ خدا کے جھوٹ بولنے کے قائل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ مانتے ہیں۔ آپ کے ذکر میلاد کو کنہیا کے جنم سے
مشابہت دیتے ہیں۔ قیام تعظیمی کرنے والے کو مشرک جانتے ہیں۔ جماعت ثانیہ کو بہر حال
ہی برا سمجھتے ہیں۔ زیارت قبور و استمداد اولیاء اللہ کو شرک مانتے ہیں۔ اُنکے عرس
کو بدعت تصور کرتے ہیں۔ گیارہویں اور بارہویں کے فواتح اُن کے نزدیک رام لیلا ہندوؤں
کے میلے کے حکم میں ہوتے ہیں بلا اور بہت سی باتیں ہیں جو وہ عقائد خلاف سلف اعتقاد
رکھتے ہیں اور ظاہر میں اتباع سنت کے مدعی اور بدعت کے دور کرنے والے اپنے کو بتاتے
ہیں اور یہود و نصاریٰ کے موافق عقل و نقل کے کرتے ہیں عوام الناس انکے کہنے میں انکی ظاہری
[illegible] شریعت دیکھ کے جلدی آجاتے ہیں اور سلف کے طریقہ کو جس میں ہر قسم کی خیر و برکت ہے

چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بہت ڈرتے رہنا چاہیئے اور جو کتابیں اُردو کی اُن کی
تصنیف سے ہیں اُن کے مطالعہ سے پرہیز رکھنا چاہیئے۔ قاعدہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو
بات خلاف علمائے قدیم دیکھیں یا سُنیں وہ بدون دریافت کئے قبول نہ کریں کہ وہ
اکثر گمراہی کا باعث ہوتا ہے۔

نقل خط جناب مولوی مشتاق احمد صاحب ابن مولینا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری مرحوم و مغفور رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے اہل دیوبند کے بارے میں دریافت فرمایا ہے اُس کے بارے میں میرا اور حضرت
والد صاحب مرحوم و مغفور کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے
شیطان کے علم کو زیادہ کہے یا حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات کے علم سے تشبیہ دیوے یا
میلاد شریف کے قیام کو کنہیا کے جنم سے تشبیہ دیوے کافر ہے۔ خواہ اہل دیوبند ہوں یا غیر اہل
دیوبند کسی کی تخصیص نہیں۔ اگر اہل دیوبند ایسا کریں تو وہ بھی اس حکم سے علیحدہ نہیں ہیں جیسے
خلیل احمد انبیٹھوی کی عبارت سے زیادتی علم شیطان کی حضرت کے علم سے صاف ظاہر
ہوتی ہے۔ یا حفظ الایمان میں حضرت کے علم کو بہائم و حیوانات سے تشبیہ دی ہے اشرف
علی تھانوی نے ایسے ہی ایک فتویٰ میلاد کے بارے میں میں نے دیکھا تھا۔ اس وقت
مفتی کا نام محفوظ نہیں۔ اس میں میلاد کے قیام کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ مفتی نے
دی تھی۔ علاوہ ازیں جو بات کفر کی ہو اُس کو اسلام کی بات میں شمار کرنا اور اُس پر
مسلمانوں کو ترغیب عمل کی دلانا صریح کفر ہے۔ اب سُنئے اسمٰعیل شہید دہلوی نے اپنی
کتاب "صراط مستقیم" میں لکھا ہے کہ نماز میں خیال رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
کا بدرجہا بدتر ہے۔ گاؤ و خر کے خیال سے نماز میں مستغرق ہونے سے پس جب حضرت کا
خیال نماز میں گائے اور گدھے کے خیال سے بدتر ہے تو پھر نماز کیسے ہماری ہو سکتی ہے
کیونکہ نماز میں قرأت فرض ہے اور قرآن پاک کی کونسی ایسی آیت ہے جو حضرت پر

نازل نہ ہوئی ہوتا کہ اُس کی تلاوت سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
خیال نہ آئے اور جب قرآن میں کوئی ایسی آیت نہیں بلکہ پورا قرآن حضرت پر حضرت
کی تصدیق کے لئے معجزہ بنا کر اُتارا گیا تو قرآن پاک کے ہر ہر کلمہ و الفاظ سے حضرت
کا خیال ضرور ہوگا۔ اور یہ خیال اسمٰعیل کے نزدیک گدھے اور گائے کے خیال سے بدتر رہا
ہُوا ہے اور اُس کو ایمان کہنا اور اُس پر مسلمانوں کو ترغیب دلانا کفر نہیں تو کیا اسلام
ہو سکتا ہے۔ اور جمیع علمائے دیوبند نے تقویۃ الایمان پر ترغیب عمل کی دلائی۔
اور اُس کی عمدہ و قابل عمل ہونے پر مُہر و دستخط کی ہے۔ غرض کہاں تک اُن کی
خرافات و ہذلیات کو لکھوں۔

راقم مکہ معظمہ مشتاق احمد مدرس مدرسہ صولتیہ ۱۵۔ رجب ۱۳۳۲ھ

اَب آخر میں حضرات دیوبند سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ اپنی ان حرکتوں سے باز
آجائیں۔ زمانہ روشن ہے۔ راستی کی ایک چمک بجلی کی طرح اُن کے تمام خرمن مکر کو جلا
کر خاک سیاہ کر دے گی۔ اور وہ وقت آچکا ہے کہ متعرض حقیقت اُن کی تحریر کے
لمبے چوڑے اُلجھے ہوئے جال کے پُرزے پُرزے اُڑا دیگی سچائی کی ہوا جگہ سے
جنبش کر چکی ہے۔ قریب ہے کہ اُن کے فریب کا دامن اُلٹ جائیگا۔ انکشاف حقیقت سے
دنیا کی آنکھیں پُر نور ہو جائیں گی تعجب ہے کہ حضرات دیوبند فرماتے ہیں کہ ہماری تحریر عوام
کی سمجھ میں نہیں آتی ممکن ہے کہ علمائے فرنگی محل لکھنؤ جو ہندوستان کے سر برآوردہ اہلِ
علم ہیں اُن کی سمجھ نے بھی قصور کیا ہوا اور انہوں نے اس طرح اپنے اشتہار میں لکھ مارا علاوہ اس
کے میں نہیں کہہ سکتا کہ حضرات دیوبند کیسی بیدھب اُردو لکھتے ہیں جو بجز اُن کے کوئی
ہندوستانی سمجھ نہیں سکتا حضرات دیوبند اس کا فیصلہ آپ ہی کر دیں۔ جب آپ کی تحریر
کسی کی سمجھ میں نہ آئیگی تو کوئی اُس پر عمل کیسے کریگا مذہبی تحقیقات کا اظہار آپ ایسی
ولایتی اُردو میں کیوں کریں جس کے حل کرنے میں اقلیدس کی روح بھی گھبرا اُٹھے۔ کامل
انجینیر وہی ہے جو ایسا سیدھا راستہ بنائے جس میں چلنے والے کو راہبر کی ضرورت نہ ہو
تحریر کا منشا ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اُسکو ایسا سمجھ جائے کہ شبہہ باقی نہ رہے

تقریر کی غرض ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ سننے والا مطلب سے پوری طرح واقف ہو جائے
مگر حضرات دیوبند آپ کی تحریر اور تقریر دونوں اس قاعدے کے خلاف ہیں نہایت
افسوس ہے کہ آپ اپنے ناموں کو علماء کی فہرست میں درج کرتے ہیں اور دو سطر اُردو
ایسی بھی نہیں لکھ سکتے جو عوام کی سمجھ میں کامل طور سے آجائے۔

المشتہر محمد یعقوب چھتری والے نمبر ۲۶ رام موہن گھوس لین۔

مکتوبِ گرامی راس الفضلاء رئیس الحکماء مولانا حکیم سید برکات احمد صاحب ٹونکی قدس سرہ العزیز

امّا بعد۔ اصحاب دیوبند کے بعض عقائد جو اہلسنت والجماعت کے مخالف ہیں
وہ یہ ہیں۔ (۱) معاذ اللہ خداوند تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (۲) اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے (۳) اور سب انبیاء علیہم السّلام معاذ اللہ منہ
اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں (۴) اور شیطان کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
علم سے زیادہ ہے شیطان کا علم محیط نص سے ثابت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا علم محیط نص سے ثابت نہیں (۵) مولود شریف اور ذکر ولادت گو جمیع بدعات سے خالی
ہو جائز نہیں۔ اور یا رسول اللہ کہنا مطلقاً ممنوع ہے۔ اسی طرح اور بھی ان کے عقائد
فاسدہ ہیں۔ تین عقیدے اول کے مولوی اسمٰعیل صاحب نے "تقویۃ الایمان" اور
ایضاح الحق میں لکھے ہیں۔ اور چوتھا مسئلہ مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری نے اپنی
کتاب براہین قاطعہ میں درج کیا ہے۔ پانچواں مسئلہ مولوی رشید احمد صاحب نے فتاوٰی
رشیدیہ میں لکھا ہے۔ یا رسول اللہ کہنے کو یہ لوگ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ حالانکہ مطلقاً منع نہیں
تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ بصیغۂ ندا و خطاب وارد ہے اور ترمذی کے
کتاب الدعوات میں موجود کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعمیٰ کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی۔
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا
مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ الخ ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے

سوال کرتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بطفیل تیرے نبی محمد مجسم رحمت کے۔ اے محمد بیشک میں متوجہ ہوتا ہوں بذریعہ آپ کے اپنے رب کے حضور میں اپنی حاجت برآئی کے لئے۔ جس میں صاف لفظ یا محمد موجود ہے پھر کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے اور اگر کوئی شخص السلام علیک یا رسول اللہ با ایں خیال پڑھے کہ ملائکہ اس صلوٰۃ کو دُور و نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیش کرتے ہیں تو کیونکر ناجائز ہوگا۔ بغرض جس شخص کے یہ عقائد ہوں اُسے مطلقاً توبہ کرائی جاوے۔ اور تاوقتیکہ ان عقائد سے تائب نہ ہو۔ اُس کے پیچھے نماز ناجائز ہوگی۔ اور مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے عقیدہ والے سے اختلاط نہ رکھیں اور اُس کے بیان کئے ہوئے مسائل پر عمل نہ کریں۔ تاوقتیکہ کسی حنفی المذہب عالم متوسط العقائد سے دریافت نہ کرلیں۔

اور مسئلہ علم غیب پر۔ اس طرح عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ عالم الغیب والشہادہ اللہ تعالےٰ ہے اور علم غیب بالذات مختص ساتھ اللہ تبارک و تعالےٰ کے ہے اور اُس نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علم اتنی مغیبات کا عطا فرمایا ہے کہ احاطہ بشری سے خارج ہے جیسے علم مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ (جو کچھ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہوگا) اور علم لوح و قلم اور علم جنت و نار اور علم قیامت کہ یہ سب مغیبات ہیں۔ علم ان کا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔ مگر یہ سب علوم اللہ کے علم کے سامنے وہ نسبت بھی نہیں رکھتے کہ جو قطرہ بہ نسبت دریا کے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم متناہی اللہ تبارک و تعالیٰ کا علم، علم غیب ہے اور یہ علم علم بالمغیبات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم بالذات ہے اور یہ علم بالعرض ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم ہے اور یہ علم حادث ہے۔ بغرض شرع میں علم الغیب مختص ساتھ اللہ جل جلالہٗ کے ہے اور خاصہ پروردگار عالم ہے اور شرع اسکی رخصت نہیں دیتی کہ علم الغیب بااضافت بجز خداوند تعالےٰ کے اور کسی علم میں استعمال کیا جاوے اسی وجہ سے بہتر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علم کو علم بالمغیبات کہا جائے یا علم غیب بالعرض کہا جائے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو علم بالمغیبات ہے معلومات اللہ اور معلومات النبی صلی اللہ علیہ وسلم مساوی نہیں ہے بعد علم اللہ کے علم النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مرتبہ ہے۔ نہ جیسا کہ دیوبندی خیال کرتے ہیں کہ علم شیطان کا علم نبی اکرم

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے زائد ہے اور نبی کریم کو علم ابلیس دیوار نہیں ہے۔ العیاذ باللہ منہ۔ سب مسلمانوں کو یہ عقیدہ علم غیب میں رکھنا چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نقل مہر (برکات احمد)   برکات احمد حنفی مذہبا خیرآبادی تلمذا میر نگری بہاری وطناً التونکی نزیلاً

المشتہر۔ عبدالرحمٰن مارواڑی نمبر ۱۵ کراس اسٹریٹ کلکتہ۔

نقل عبارات جناب عالم باعمل صوفی بے بدل حافظ قاری مولانا رضا علی صاحب حنفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً۔ سوال۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی و مولوی اسحٰق دہلوی در عقائد چگونہ اند و حال تصانیف ایشان یعنی تقویۃ الایمان و مسائل اربعین و مائۃ مسائل و صراط المستقیم و تنویر العینین و ایضاح الحق وغیرہا چگونہ است موافق عقائد اہلسنت اند یا خلاف۔ آں بینوا توجروا۔ جواب۔ احوال مولوی اسحٰق دہلوی مشہور بالمہاجر یہ ہے کہ اُنکی مائۃ مسائل و مسائل اربعین جو تالیف ہوئی ہے اس میں اول تو آپس میں جابجا تخالف ہے اور اکثر مسائل اُن دونوں کے خلاف عقائد اہل سنت و جماعت ہیں چنانچہ رد مسائل اربعین میرے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید بن ابو سعید المجددی النقشبندی المظہری نے لکھا ہے وہ میرے پاس موجود ہے۔ نام اُس کا "تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین" ہے۔ مدینہ شریف میں میں نے اس کو پایا ہے حضرت صاحب موصوف سے مجھ کو ملی ہے اور رد مائۃ مسائل بہت لوگوں نے لکھی ہے چنانچہ ایک رد شاہجہان آباد میں ہوئی ہے اور مطبوع بھی ہوئی ہے اور ایک کتاب مسمیٰ بتصحیح المسائل رد مائۃ مسائل میں چھپی ہے۔ اور مولوی مخصوص اللہ صاحب پسر مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ انہوں نے بھی رد انکے مسائل و عقاید کی لکھی ہے اور رد تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی لکھی ہے اور نام اس کا "معید الایمان" رکھا ہے مجھ سے مولوی مخصوص اللہ صاحب کی دہلی میں ملاقات ہوئی میں نے پوچھا کہ درباب مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کیا فرماتے ہیں۔ کہا کہ اُسکو ہم لوگوں نے بہت سمجھایا نہیں مانا اور جتنا ہندوستان میں فتنہ

۱؎ یہ کتاب مولانا فضل رسول بدایونی کی تصنیف لاجواب کتاب ہے۔

پھیلا ہے اُسی کی ذات سے پھیلا ہے۔ انتھی اور کتاب "تحقیق الحقیقت" کہ اس کا نام تاریخی ہے۔ احوال میں مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق دہلوی کی تالیف ہوئی ہے اور مطبوع مطبع محبوبی ہے اس کے صفحہ (۱۳) میں یہ لکھا ہے۔ مولوی مخصوص اللہ نے کہ اس کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ بُرائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور مفسد اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کے امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں کا اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا اللہ تعالیٰ کی بے پروائی سے جوش گیا تھا مانند قول مشہور۔ ع گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔

ایسے ہی زندیق ہو گئے۔ انتھی۔ اور اسی "تحقیق الحقیقت" کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کلام مولوی مخصوص اللہ کا کہ بڑے عم بزرگوار میرے اعنی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نابینائی سے معذور ہو گئے تھے اسکو یعنی تقویۃ الایمان کو سنا فرمایا کہ اگر میں بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو تحفہ اثنا عشریہ کا سا اس کا بھی رد لکھتا انتہی۔ اور بھی مائۃ مسائل اور مسائل اربعین میں بہت سی باتیں خلاف عقائد اہلسنت کے لکھے ہیں اور اکثر علماء کے دستخط اور مہر اوپر اغلاط اور تحریفات مسائل اربعین کے ہوئی ہیں۔ صفحہ ۲۳، تحقیق الحقیقت میں اسامی اُن علما کے موجود ہیں۔ اعنی مفتی صدرالدین صاحب و مولوی مخصوص اللہ صاحب و مولوی حضرت احمد سعید صاحب مجددی نقشبندی و حکیم امام الدین خان صاحب و مولوی سید محمد صاحب مدرس اول و مولوی دیدار بخش صاحب و مولوی کریم اللہ صاحب و مولوی حسن الزمان صاحب و قاضی محمد علی صاحب و مولوی احمد الدین صاحب و مولوی فرید الدین صاحب و مولوی محمد عمر صاحب و مولوی عبدالرحمٰن صاحب و غیرہم اور در باب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے حضرت پیر و مرشد میرے حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے بھی رد تقویۃ الایمان لکھی ہے اور مولوی صدرالدین صاحب نے بھی لکھا ہے۔ "منتہی المقال" اور علماء بریلی نے بھی لکھا ہے اور رد تقویۃ الایمان کا مسمی بہ "تصحیح الایمان" اور علماء رامپور نے متعدد رد تقویۃ الایمان لکھی ہے اور علماء لکھنؤ و حیدرآباد و مدراس نے بھی رد لکھی ہے چنانچہ صفحہ ۱۱ تحقیق الحقیقت میں مذکور ہے اور مولوی سلطان

---

۱ یعنی امتیاز وغیرہ ان سے اللہ نے چھین لیا تھا اور اس علم کو اللہ نے اُنکے سینہ سے اُٹھا لیا۔ ۲ اکثر ان علماء سے مجھے دلی میں ملاقات ہوئی۔ اور مولوی خرم علی صاحب کا رسالہ نصیحت المسلمین پر عمل کرنا بھی گمراہی ہے۔

گنگی نے رد تقویۃ الایمان لکھی نام اس کا "تنبیہ المغرور" اور حاجی مولوی سید حکیم فخر الدین الہ آبادی نے بھی بالفعل چند عرصہ ہوا کہ رد تقویۃ الایمان مسمی بہ "ازالۃ الشکوک" لکھا ہے اور مولوی فضل حق خیرآبادی نے مولوی اسمٰعیل کو کافر لکھا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جو اُن کو کافر نہ جانے وہ کافر ہے اس واسطے کہ یہ شخص بڑا بے ادب ہے۔ در باب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تقویۃ الایمان میں لکھا جو کچھ لکھا انتہی۔

اور مولوی ملک علی صاحب نانوتوی نے رد تقویۃ الایمان لکھا ہے اور نام اُس کا تفویۃ الایمان ساتھ فا کے یعنی فوت کرنے والا ایمان کا۔ لکھا ہے اس واسطے کہ وقت تالیف کے مؤلف تقویۃ الایمان کی قلم سے مسودہ میں تفویۃ الایمان ساتھ فا کے لکھی گئی وہذا النقل مشہور و مرقوم فی الرسائل و حضرت پیر و مرشد صاحب سے میں نے در باب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پوچھا۔ مدینہ شریف میں فرمایا کہ اُن کو میں نے اور تمام علمائے دہلی نے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا۔ انہوں نے اقرار کیا کہ تقویۃ الایمان میں اصلاح دے دونگا اور مقام ٹونک میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیر و مرشد کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بد اعتقادی اور فساد دین محمدی ہندوستان میں ہوا مولوی اسمٰعیل کی ذات سے ہوا۔ اور علمائے حرمین نے اُن کے کفر پر اور عبدالوہاب نجدی کے کفر پر فتوے لکھے ہیں جو اکثر مطبوع ہو گئے ہیں۔ تھوڑی سی تحفہ محمدیہ شرح رد فرقہ مرتدیہ میں مطبوع بنگلور اور بمبئی میں آخر میں مندرج ہیں۔ اور بہت عقائد اُن کے باطلہ لکھے ہیں اور لکھا ہے اُس میں اور اور کتب میں کہ عقائد مولوی اسمٰعیل دہلوی برابر کتاب التوحید نجدی کے ہے اور تقویۃ الایمان ان کی لائق النعل بالنعل کتاب التوحید نجدی ہے۔ اور فقیر کاتب حروف کا تجربہ ہے کہ جہاں تقویۃ الایمان کا چرچا پھیلا بس جوتی پیزار چلی۔ خدا جانے کس وقت منحوس میں تالیف ہوئی ہے اور نشان وہابیہ کا اعتقاد تقویۃ الایمان اور صراط المستقیم اور تنویر العینین مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مسائل اربعین اور مائۃ مسائل مولوی اسحٰق دہلوی ہے اُس کے بھیرے کارستانیاں اُن کی معلوم ہوتی ہیں اور تحقیق الحقیقت وغیرہ میں بہت احوال ان دونوں صاحبوں کے مندرج ہیں۔

اجابہ الحقیر الفقیر محمد رضا علی البنارسی الحنفی القادری النقشبندی المجددی والاحمدی العمری کان اللہ لہٗ واصلح حالہٗ واحسن مآلہٗ۔

اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمدٍ وعلیٰ اٰلِ سیدنا محمدٍ بارک وسلم علیہ ۱۳۰۸ھ

المشتہر محمد حل خان عفی عنہ ۱۷ راج موہن اسٹریٹ کلکتہ۔

خاتمۃ الطبع

"سیف الجبار" از سیف اللہ المسلول معین الحق مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قدس سرہٗ العزیز نجدی عقائد و مظالم کی معتمد علیہ تاریخ ہے کیونکہ مصنف نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کا قریبی زمانہ پایا تھا اور بعض باتیں تو ان کی چشم دید ہیں۔ جا بجا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین محدث دہلوی قدست اسرارہم کے اقوال پیش کرنے کی وجہ سے مسلک اہل سنت وجماعت کی صداقت کے بارے میں کسی کو شبہ نہیں رہ سکتا۔

یہ کتاب پہلی بار غالباً حضرت مصنف قدس سرہٗ کے زمانے میں شائع ہوئی تھی بار دوم رمضان المبارک ۱۲۹۲ھ میں حسب فرمائش حضرت مولانا محب الرسول شاہ محمد عبد القادر بدایونی قدس سرہٗ شائع ہوئی۔ بار سوم ۱۳۳۰ھ میں جناب غلام احمد صاحب شوق فریدی سنبھلی نے آگرہ سے شائع کی۔ بار چہارم ۱۳۳۰ھ میں مولانا منشی محمد لعل خان قدس سرہٗ نے کلکتہ سے شائع کی۔ بار پنجم (سن طباعت ندارد) نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا الحاج محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے بریلی سے شائع کی۔ بار ششم کئی اضافوں کے ساتھ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ میں "مکتبہ رضویہ" کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے۔ اشاعت سے مقصد صرف اظہار حق ہے۔ امید ہے کہ اہل انصاف پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری۔ اشاعت العلوم چکوال

مکتبہ رضویہ مکان ۱۱۱ محلہ اچینت گڑھ انجن شیڈ لاہور (مغربی پاکستان)

جامعہ امدادیہ مظہریہ (بندیال) کا اجمالی تعارف

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے ۔۔۔ کہ دروے بود قیل وقال محمد

حضرت فقیہ العصر استاذ العلماء مولانا یار محمد صاحب بندیالوی علیہ الرحمۃ نصف صدی سے کچھ کم عرصہ تک بندیال میں مرکز تحقیق کی منزل بنے رہے۔ آپ کے وصال کے بعد یہ ظاہر رشد وہدایت کا وہ مینار گر گیا جس کی ضیاء بار شعاعوں سے محو ہو کر یمین ویسار سے علم کے متوالے دوڑے دوڑے آتے۔ حضرت قبلہ فقیہ العصر استاذ العلماء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیچھے دو صغیر سن صاحبزادگان مولانا محمد عبد الحق صاحب و مولانا فضل الحق صاحب کو چھوڑا تھا جن کو ابھی علوم کی تکمیل اور تربیت نظر کی ضرورت تھی۔ ارض بندیال سے علم وفضل کی بہار کا یہ وداع کوئی ایسا معمولی واقعہ نہ تھا کہ دستور کائنات میں فرق نہ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بندیال کے دلوں میں کوئی بات ڈال دی۔ اور وہ لوگ علم ومعرفت کی اس حسین محفل کو پھر آباد کرنے پر تل گئے اور صاحبزادگان اور دیگر طلباء کی تعلیم کے لئے دار العلوم جامعہ امدادیہ مظہریہ کی بنیاد رکھی گئی اور استاذ العلماء بندیالوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید مولانا محمد سعید صاحب (ٹمن ملتانی) کے ہاتھوں جامعہ کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد مولانا عبد الغفور صاحب حفیظ باندی والے اور مولینا علی محمد صاحب پدھر اڑوی نے بھی تدریسی خدمات کو جاری رکھا۔ کچھ عرصہ میں معقولات کے امام مولانا محمد الدین صاحب بدھوی علیہ الرحمۃ کی خدمات حاصل کی گئیں مگر دینی خدمات کی وہ بے غرض تو یہی جن سے اہل بندیال مانوس تھے، ابھی تک بندیال کی فضا کو حاصل نہ ہوئی تھیں۔ آخر ڈھونڈنے والوں کی نگاہیں عصر حاضر کے سب سے بڑے فاضل مدرس استاذ الاساتذہ مولانا عطا محمد صاحب چشتی مدظلہم تلمیذ ارشد حضرت استاذ العلماء علیہ الرحمۃ کو ڈھونڈ لائیں۔ مولانا کی تشریف آوری کے بعد ہر طرف سے تشنگان علم ومعرفت پروانہ وار ٹوٹ پڑے، اور عظمت رفتہ کی یاد ایک بار پھر تازہ ہو گئی جن کی شعاعوں سے ان کے قلوب حضرت استاذ العلماء کے دور میں منور ہو چکے تھے۔

علوم عربیہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حفظ قرآن کے انتظام کی بھی ضرورت محسوس کی گئی۔ اور اس مقصد کے حصول کیلئے قریب کی ایک مسجد میں انتظام کیا گیا۔ اس خدمت کیلئے قبلہ استاذ العلماء کے ایک مخلص مرید جناب حافظ محمد اعظم صاحب کو مقرر کیا گیا جامعہ کے مفادات اور تعلیمی سرگرمیوں میں گردونواح کے عوام و خواص پوری دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔

جامعہ کا تعمیری پروگرام

ابتداء میں جامعہ کی کل کائنات ایک خام حجرہ اور بوسیدہ برآمدے کے سوا کچھ نہ تھی۔ اب خدا کے فضل و کرم سے جامعہ کی عظیم الشان بہترین عمارت ہے۔ ان تمام خدمات کا سہرا مظہر استاذ العلماء الحاج صاحبزادہ محمد عبدالحق مدظلہ کے سر ہے۔ جب کوئی مستقل آمدنی نہ ہو وسائل محدود ہوں۔ تو ایسے وقت میں اعداء کی یورش سے حوصلے ٹوٹ جاتے ہیں۔ مگر صاحبزادہ محمد عبدالحق صاحب کا حوصلہ قابل داد ہے کہ انہوں نے باوجود مصائب کی آندھیوں کے رونق بزم میں کمی نہ آنے دی اور یہ انہی کے دینی جذبہ کا ثمرہ ہے کہ آج بندیال کے ریگزاروں میں علم کے چمن میں گلاب کھل رہے ہیں۔

ہوا تھی تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا تھا — وہ مرد درویش جس کو حق نے دیا تھا انداز خسروانہ

فضلاء جامعہ

اب تک جامعہ سے کثیر تعداد فضلاء فارغ ہو کر مشہور مقامات پر تدریسی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں سب کا ذکر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ ان میں سے چند ایک کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

(۱) الحاج صاحبزادہ محمد عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ امدادیہ مظہریہ بندیال شریف (۲) مولانا الحافظ ابوالفتح محمد اللہ بخش صاحب مہتمم شمس العلوم مظفریہ رضویہ واں بھچراں (۳) مولانا محمد اشرف صاحب سیالوی (۴) مولانا حافظ غلام محمد صاحب تونسوی (۵) مولانا پیر محمد صاحب چترالوی مہتمم مدرسہ غوثیہ معینیہ پشاور (۶) مولانا محمد عبدالحکیم صاحب شرف لاہوری صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ اشاعت العلوم چکوال (۷) مولانا عطا محمد صاحب قادری (۸) مولانا محمد فضل سبحان صاحب مہتمم مدرس جامعہ قادریہ بغدادیہ مردان (۹) مولانا ابوالوفاء غلام رسول صاحب سعیدی

صدر مدرس دارالعلوم جامعہ نعیمیہ لاہور (۱۰) مولانا غلام محمد صاحب خطیب ٹنڈو قیصر (حیدرآباد) (۱۱) مولانا قاری جان محمد صاحب۔ مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور (۱۲) مولانا حافظ محمد رمضان۔ خطیب گوجرہ (۱۳) مولانا شیخ احمد صاحب چنیوٹ (۱۴) مولانا حافظ محمد حنیف صاحب خطیب بغدادی جامع مسجد قائدآباد (۱۵) مولانا عبدالواحد صاحب (۱۶) مولانا محمد منظور احمد صاحب خطیب و صدر مدرس مدرسہ نورالاسلام حافظ آباد (۱۷) مولانا محمد شہباز خان صاحب مرحوم سابق صدر مدرس مدرسہ حنفیہ رضویہ شاہوالہ ضلع سرگودھا (۱۸) مولانا صاحبزادہ نور سلطان صاحب قادری مہتمم مدرسہ انوار باہو بھکر (۱۹) حضرت صاحبزادہ سید غلام حبیب صاحب سجادہ نشین و نچھ شریف مولانا صاحبزادہ محمد جمال الدین صاحب کاظمی آستانہ عالیہ خواجہ آباد شریف (۲۰) مولانا حافظ شاہ محمد صاحب۔ شادیہ (۲۱) مولانا حافظ محمد فیروزالدین صاحب خطیب میمن مسجد کراچی (۲۲) مولانا محمد امام الدین خطیب اعظم منڈی چوہڑ کانہ (۲۳) مولانا عطا محمد متین مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور۔ (۲۴) مولانا محمد رفیق مدرس مدرسہ حسنیہ رضویہ شاہوالہ۔ ضلع سرگودھا (۲۵) مولانا مقصود احمد صاحب خطیب جامع مسجد تکیہ سادھوال لاہور (۲۶) مولانا صوفی احمد علی (۲۷) مولانا محمد شریف ضیائی (۲۸) مولانا محمد یوسف مدرس دربار پیر صلاح الدین (۲۹) مولانا محمد اکرم سیالوی (۳۰) مولانا محمد رفیق چشتی (۳۱) مولانا عبدالرشید قریشی (۳۲) مولانا محمد نواز (۳۳) مولانا محمد رفیق حسنی (۳۴) مولانا محمد یوسف۔ وغیرہم۔

اس قلیل عرصہ میں اتنے فضلاء کرام پیدا کرنا دراصل حضرت قبلہ فقیہ العصر استاذ العلماء کی روحانی توجہ ہی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ بغیر وسائل کے اتنے عظیم کام کا سرانجام پانا بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ حضرت استاذ العلماء علیہ الرحمۃ کے تلمیذ رشید حضرت العلامہ مولانا عطا محمد صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ کی انتھک مساعی اور قابل قدر خدمات نیز حضرات صاحبزادگان کے قابل ستائش خلوص کا ثمرہ ہے۔

جس نے اس ریگزار فضا کو علمی گلابوں سے مہکا دیا ہے۔ جامعہ کے اس ٹھوس اور تعمیری کام کی نظیر دُور دُور کہیں نہیں ملتی اس تھوڑے سے عرصہ میں جامعہ کی تدریسی زندگی نے اہل سنت کو بے شمار مدرسین عطا کئے کتب معقولات اور فنون عربیہ کی منتہی کتابوں کی تعلیم اب مدارس سے ناپید ہوتی جا رہی ہے۔ یہ افتخار صرف "دار العلوم جامعہ امدادیہ مظہریہ" ہی کو حاصل ہے کہ اس میں معقول و منقول کی ہر باب میں علی وجہ الکمال تعلیم دی جاتی ہے اور اب دو سالہ حدیث شریف کا بھی اجراء کر دیا گیا ہے۔ اس سرچشمۂ فیض کی روح رواں استاذ الاساتذہ حضرت العلامہ مولانا عطا محمد صاحب چشتی ہیں جو انداز تدریس میں عدیم المثال ہیں۔ ہر کتاب کو مطالعہ کر کے پڑھانا ان ہی کا حصہ ہے۔ حالانکہ کئی سال تدریس فرماتے ہوئے گذر چکے ہیں۔

اللّٰھم متعنا بفیوضاتہ العالیۃ الی قیام الساعۃ۔

ملنے کا پتہ

حضرت مولانا الحاج محمد منشا تابش قصوری فردوس ہیئر ز مریدکے (شیخوپورہ)

مولانا محمد نور قادری تاجر کتب دار العلوم مظہریہ امدادیہ بندیال (سرگودھا)

مولانا غلام رسول سعیدی صدر مدرس جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو (لاہور)

مولانا صاحبزادہ ابو العطاء محمد ظہور اللہ صاحب ناظم مکتبہ نوریہ نعیمیہ بصیر پور (ساہیوال)

رضوی کتب خانہ۔ اردو بازار لاہور۔

مکتبہ حامدیہ ——— مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور۔

جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ۔ لاہور۔

مولانا محمد عنایت اللہ نقشبندی مجددی "المصطفٰی" رضویہ سٹریٹ کلفٹن کالونی لاہور نمبر ۱۸۔

مکتبہ رضائے حبیب مریدکے (شیخوپورہ)

مطبوعات مکتبہ رضویہ

حاشیہ مولانا احمد حسن کانپوری علی حمداللہ شرح سلم		۲.۲۵
نام حق مع حاشیہ فضل حق	از محمد عبدالحکیم شرف قادری	۰.۶۰
الکافی شرح ایساغوجی	از مولانا فضل حق رامپوری	۰.۶۰
اقامۃ القیامہ	از امام احمد رضا بریلوی	۰.۶۰
الحجۃ الفائحہ	,, ,,	۰.۶۰
ایذان الاجر	,, ,,	۰.۷۵
رادالقحط و الوباء	,, ,,	۰.۹۰
النیرۃ الوضیہ	,, ,,	(زیر طبع)
فیض عطا ، شرح کریما	از مولانا محمد رفیق چشتی	(,,)
سیف الجبار	از مولانا فضل رسول بدایونی	۴.۰۰



ملنے کا پتہ

مولانا محمد منشا تابش قصوری ، فردوس ٹینریز مریدکے (شیخوپورہ)

مکتبہ رضویہ ، محلہ اچنت گڑھ ، مکان نمبر ۱۱۱- انجن شیڈ ، لاہور

طباعت سرورق زین پریس لیٹڈ ، لاہور